یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔
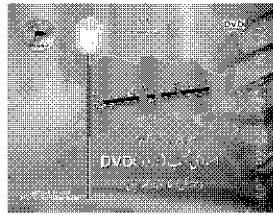
منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Presented by www.ziaraat.com

اللطائف الاحمدیۃ

فی

المناقب الفاطمیۃ رضی اللہ عنہا

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

حضرۃ علامہ سید احمد حسن سنبھلی چشتی رحمہ اللہ

ناشر

دار النفائس

کریم پارک راوی روڈ لاہور

Presented by www.ziaraat.com

إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا

الحمد للہ کہ درین ایام فرخندہ فرجام ماہ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۵ھ
مطابق جنوری و فروری ۱۹۱۷ء رسالۂ نافعہ مشتمل احوال و فضائل
حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا منتخبہ از احادیث
نبویہ و سیر معتبرہ مسماۃ و ملقب بہ

اللطائف الاحمدیۃ فی المناقب الفاطمیۃ

از تصانیفِ علامۂ زمن مولانا مولوی سید احمد حسن صاحب سنبھلی چشتی
حسب فرمایش جناب خواجہ محمد عبد الغفور صاحب مالک کتب خانۂ اشرفیہ
کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی صاحب مرحوم۔ باہتمام خواجہ محمد عبد الواحد

در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید

Presented by www.ziaraat.com

فہرست مضامین کتاب اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہ رض

تمام شد

حرفِ نفیس

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے راقم سطور نے سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کرام کے فضائل و مناقب پر مطبوعات کا سلسلۃ الذہب شروع کر رکھا ہے۔ تاہنوز حسب ذیل کتابیں شائع ہو کر قبول عام حاصل کر چکی ہیں۔

(۱) مناقب علی والحسنین وامہما فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہم (بذبان عربی)

تالیف۔ الدکتور عبد المعطی امین قلعجی

(۲) الامام زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم (بذبان عربی)

تالیف۔ شریف الشیخ صالح احمد الخطیب

(۳) الامام الحسین رضی اللہ عنہ (بذبان عربی)

فی محراب الکتاب والسنۃ والتاریخ العالمی

تالیف۔ مولانا عبدالواحد الجزائری السجلماسی

(۴) سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما

تالیف۔ مولانا اطہر مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ (تلخیص)

(۵) الامام المہدی رضی اللہ عنہ

تالیف۔ حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذ خاص خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ

(۶) پیش نظر کتاب "اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہ" جو جگر گوشۂ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فضائل پر مشتمل ہے۔ اس کے مؤلف حضرت مولانا سید احمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کتاب کی ثقاہت اسی سے ظاہر ہے۔ یہ کتاب ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۷ء میں تالیف ہو کر پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔ اب ۱۴۲۶ھ۔ ۲۰۰۵ء میں یہ لاہور سے شائع ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور ہمیں آخرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز فرمائے۔

آمین!

۲۱ صفر ۱۴۲۶ھ
یکم اپریل ۲۰۰۵ء

خانقاہ سید احمد شہید

سید نفیس الحسینی

Presented by www.ziaraat.com

اللطائف الاحمدیہ
فی
المناقب الفاطمیہؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ استعینہ واستغفرہٗ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یُضلل فلا ھادی لہٗ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ ارسلہ بالحق بشیرًا ونذیرًا بین یدی الساعۃ من یطع اللہ ورسولہٗ فقد رشد ومن یعصہما فانہ لایضر الا نفسہ ولایضر اللہ شیئًا - اللھم صل علی سیدنا ومولنا محمد وّاٰلہ واخوانہ من الانبیاء والملٰئکۃ وسلم علیھم تسلیما کثیرا کثیرا کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون امابعد کہتا ہے بندہ مسکین عاجز سیّد احمد حسن کہ جب بندہ نے سیرۃ النبی علیہ صلوٰۃ الولی حالات نبویہ مین لکھنا شروع کی اور منجملہ مضامین سیرت کے ایک مضمون حضرت سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا کے حالات کا بھی لکھنا ضرور تھا پس اس مضمون کو تفصیلاً لکھنا مناسب و بہتر معلوم ہوا اسلیے کہ آپ تمام جہان کی عورتون کی سردار اور حضرت باعث موجودات فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ ہین آیندہ مضامین سے معلوم ہوگا کہ آپ کی محبت کسدرجہ تقرّب خدا ورسول کا ذریعہ ہے اگر تمام جان ومال آپ پر قربان کردیا جائے تب بھی آپ کا حقِ محبت وحقِ فضیلت ادا نہین ہوسکتا غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ مخلوق کو خصوصًا عورتون کو جو آپ کی محبت کا بڑا دم (جھوٹا) بھرتی ہین آپ کے حالات معلوم کرکے ہدایت اور نصیحت ہو اور معلوم ہو کہ آپ کی رضامندی جو عین اللہ کی رضا ہے کون سے اعمال سے نصیب ہوسکتی ہے نیز آپ کو جو یہ کمال یعنی سرداری تمام

جہان کی عورتون پر حاصل ہوئی ہے کن اعمال کی بدولت میسر ہوئی ہے پس حق باطل سے جدا ہوجائے اور دوست اور دشمن کھل جائے اور پھر اس نفع رسانی اور محبت جگر گوشۂ رسول کے صلہ مین اس ناکارہ کو رضاے حق اور دین کامل نصیب ہو اور چونکہ اسوقت تک بندہ کی نظر سے باوجود تلاش اس خاص مضمون کی کوئی مفصل اور مدلل و مرتب کتاب نہین گذری اسلیے ضروری سمجھا کہ یہ مضمون قلمبند کیا جاے و واضح ہو کہ اس کتاب مین مضامین معتبر درج کیے جاتے ہین ہر قسم کے مضامین خشک و تر کا درج کرنا میرے و نیز تمام دینداروں اہل علم و تحقیق کی شان کے شایان نہین اور گناہ کا باعث ہے چنانچہ بندہ کی تصانیف دیکھنے والون پر ظاہر ہے کسقدر احتیاط نقل روایات اور اثبات مقاصد مین کیجاتی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک اس کتاب مین دو باب ہین - پہلے باب مین آپ کے اسماء مبارک اور ولادت شریف اور نکاح اور وفات شریف کا بیان ہے اور دوسرے باب مین احادیث اور قرآن مجید سے جو فضائل آپ کے ثابت ہین وہ قلمبند کیے گئے ہین اور علی الاطلاق آپ کا سردار زنان عالم ہونا ثابت کیا گیا ہے اور فضائل مذکورہ مین بعض مناقب خود آپکے اعمال سے ثابت ہین اور باقی فضائل قرآن و حدیث مین مخبران صادق کی اطلاع سے حاصل ہوئے ہین - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ؀

پہلا باب اسماء مکرمہ اور ولادت شریف و نکاح اور وفات شریف کے بیان مین اور اس باب مین کئی فصلین ہین -

پہلی فصل اسماے شریفہ کے بیان مین

اسم ذات (علم) آپ کا فاطمہ[1] ہے اور لقب شریف زہرا[2] اور بتول[3] ہے - اگرچہ اسم ذات مین مناسبت معنویہ شرط نہین مگر بہتر ہے کذا قال السید الشریف فی حاشیۃ الکشاف اور منصب نبوت کے مناسب بھی

---

[1] بروزن فاطمہ [2] ثانی بروزن حمراء [3] ثالث بروزن فعول بفتح فا ۱۲ منہ وہ نام جو دلالت کرے مدح یا برائی پر ۱۲ک دم [4] ذکر عن جعفر بن محمد قال کانت کنیۃ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ام ابیہا کذا فی الاستیعاب ۱۲ منہ

یہی ہے کہ اس مناسبت کا لحاظ رہے پس فقیر کے نزدیک یہ مناسبت معلوم ہوتی ہے کہ فاطمہؑ کے لغوی معنی ہیں دو برس کے بعد بچہ کو دودھ سے علیحدہ کرنے والی تو اس نام میں نیک فالی ہے اس امر کی کہ آپ کے اولاد (دیندار) پیدا ہوگی (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نیک فالی کو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ سلم پسند فرماتے تھے اور بدشگونی کو ناپسند) اور بتولؑ اسوجہ سے لقب ہوا کہ بتل بفتح با بمعنی قطع ہے پس بتول المعنی مقطوع بفتح اول بصیغہ اسم فاعل ہوا جسکے معنی کاٹنے والی پس چونکہ آپ دنیا کے علاقوں کو قطع کرچکی تھیں اسلیے اس مبارک نام سے مشرف ہوئیں کذا فی غیاث اللغات اور زہراؑ اسوجہ سے لقب مبارک ہوا کہ آنحضرت مقدسہ گورے رنگ کی تھیں یہ لقب ماخوذ ہے زہرہ بالضم سے جسکے معنی سفیدی اور حسن کے ہیں کذا فی الغیاث۔

دوسری فصل اسمیں آپ کی ولادت شریف اور نکاح کا بیان ہے۔ حضرت سیدۃ النساءؑ کی ولادت شریف جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت سے پانچ سال پہلے واقع ہوئی ایسا ہی فرمایا ہے شیخ ابن الجوزی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اور امام ذہبی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی پیدایش قبل نبوت بیان کی ہے آپ جناب رسول اللہ صلعم جیسے مقدس باپ کے سایہ میں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا جیسی مہربان اور سمجھدار مادر مشفقہ کی گود میں بہنوں کے ہمراہ پرورش پاتی رہیں۔ ان کو پانچواں سال شروع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی نبوت کا وہ نور اللہ تعالی نے چمکایا جسکا ذکر بیان کی حاجت نہیں رکھتا جب حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی تو حضرت خیر النساء کی عمر چودہ سال کے قریب تھی اسکے تین برس کے بعد بحکم الٰہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور اس مقدس شہر کو اپنے مبارک قدموں سے منور اور معزز فرمایا اور وہاں تشریف لیجا کر اطمینان سے ٹھہرنے کے بعد آپ نے اپنے تمام اہل وعیال کو مکہ سے مدینہ بلالیا جن میں حضرت خیر النساء فاطمہ زہراؓ بھی تھیں۔

وقال بعضهم انها ولدت بعد السنة الواحدة من النبوة ۱۲ منہ ۔ بر وزن فعیلہ یعنی بفتح خا و کسر دال ۱۲ منہ

حضرت خیر النساء کے مبارک نکاح کا بیان

اب چونکہ آپ کی عمر شادی کے مناسب ہو گئی تھی اسلیے جناب فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خیال تھا اوّل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے حضرت رسول مقبول سے اِس دولت بے بہا کی درخواست کی تھی آپ نے صغر سنی (کم عمری) کا عذر فرمایا تھا۔ پھر حضرت علی نے اپنے اہل و خواص کے اصرار سے (اصرار کی اسلیے حاجت ہوئی کہ آپ کو امید نہ تھی کہ حضور میرے رشتہ کو قبول فرمادینگے جبکہ حضرت شیخین کی درخواست منظور نہ فرمائی پس ترغیب اور لوگوں کے امید دلانے سے اس درخواست کی جرأت ہوئی ورنہ ایسی بے بہا نعمت کے لیے اصرار کی کیوں حاجت ہوتی) اور موافق بعض روایتوں کے حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ترغیب سے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر زبانی عرض کیا آپ پر فوراً وحی نازل ہوئی اور در روضۃ الاحباب گفتہ شیخ زرندی در کتاب نظم درر السمطین روایت میکند از انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہ گفت من نزد رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نشستہ بودم کہ آثار وحی در بشرۂ مبارک وے ظاہر شد وچون وحی منجلی گشت فرمودا ے انس ہیچ میدانی کہ جبرئیل برائے من از نزد خداوند عرش چہ پیغام آوردہ گفتم یا رسول اللہ پدرم و مادرم فدائے تو باد چہ آوردہ فرمود کہ این آوردہ ان اللہ تعالیٰ یا مرک ان تزوج فاطمۃ من علی۔

قد نقلت هذه الروایۃ لان الاما والشوکانی ذکر مثل هذه الروایۃ عن غیر طریق الروایۃ المذکورۃ فی هذا الکتاب ثم قال انہ موضوع فنقلت کیلا یذهب علی احد ان مقصود الروایۃ المذکورۃ موضوع فافهم حق الفهم

اور آپ نے اُن کی عرض کو قبول کیا۔ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ نکاح حضرت سیدۃ النساء کا دوسرے سال ہجرت کے رجب یا صفر کے مہینے مین ہوا اور عمر شریف اُسوقت آپکی اٹھارہ

سلہ یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

نکاح فرمادیا اور چارسو مثقال چاندی (جسکے انگریزی سکہ سے بعضون کے نزدیک ایکسو پچاس [۱۵۰]

اور بعضون کے نزدیک ایکسو چھپن [۱۵۶] اور بعضون کے نزدیک ایکسو سینتیس [illegible] آنہ ہوتے ہین اور اخیر

قول کو مولنا شاہ اشرف علی صاحب نے بہشتی زیور مین اختیار کیا ہے) مہر مقرر فرمایا اور ایک طباق

چھوہارون سے بھرا ہوا لوگون مین لُٹا دیا اور حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علیؓ کے

گھر بھیجدیا (حضرت ام ایمنؓ بڑے درجہ کی صحابیہ اور رسول مقبولؐ کی دایہ ہین انکا حال بہشتی زیور

حصۂ آٹھ مین درج ہے اور قابل دید ہے - امام سیوطیؒ نے جامع صغیر مین انکی شان مین ایک معتبر حدیث[۱]

نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو جنت کی بیوی سے نکاح کرنا چاہے وہ ان سے نکاح کرے اور

توکل کی ان کے اندر بڑی قوت تھی اسیوجہ سے جناب رسول مقبولؐ نے ان کو مال جمع کرنے اور

آج کا کھانا کل باقی رکھنے کے لیے منع فرمایا تھا اس روایت کو امام غزالی رضی اللہ عنہ نے احیاء العلوم

مین نقل فرمایا ہے) جہیز آپ کا موافق روایت ازالۃ الخفاء مؤلفہ مولنا شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہ

یہ تھا - دو چادر یمانی جو شوہی کے طور پر ہوتی ہین دو نہالی جنمین اُلسی کی چھال بھری تھی اور چار

گدی اور دو بازو بند چاندی کے اور ایک کملی اور ایک تکیہ اور ایک پیالہ اور ایک چکی اور

ایک مشکیزہ اور گھڑا اور بعضی روایتون مین ایک پلنگ بھی آیا ہے - اور روضۃ الاحباب مین مذکورہ

چیزون کے علاوہ یہ چیزین اور زیادہ کی ہین - ایک گھڑا (علاوہ مذکورہ کے) اور ایک چھلنی اور

ایک کوزہ - مدینہ حضرت رسول مقبولؐ کا اصلی وطن تو تھا ہی نہین آپ اور آپ کے ساتھ مکہ سے

آنیوالے لوگ سب مسافر تھے انصارؓ[۲] (مدینہ کے جن لوگون نے بیعت ہوکر رسول مقبولؐ کو مدینہ مین بلایا

اور آپ کی خدمت و مہمانداری کی تھی اُن کو انصار کہتے ہین اور جو لوگ وطن چھوڑکر مدینۂ منورہ مین

آرہے تھے انکو مہاجرین کہتے ہین) نے جو کچھ مکان دیدیے تھے یا کسی نے خرید لیا تھا اُن ہی مین تو تھے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم ابھی تک حضرت ابو ایوبؓ انصاری (یہ مشہور صحابی ہین پہلے زمانہ کے عالمونکی اولاد مین تھے یعنی حضورؐ سے پہلے

زمانہ کے عالمونکی نسل مین تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ آکر اول ان ہی کے مکان مین رہے) کے مکان مین ٹھہرے

۱؎ وہو ثابت باسنہ کمافی شرح الاحیاء [illegible] ۲؎ بفتح ہمزہ جمع نصیر بمعنی مددگار ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

رخصت حضرت فاطمہؓ بخانۂ حضرت علیؓ

ہوئے تھے جب حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہوا تو حضرت علیؓ نے ایک مکان کرایہ پر لے لیا اور اُسمین رہنے لگے اور حضورؐ سے عرض کیا کہ اگر آپ حضرت حارثہ (بن نعمان حارثہ بروزن فاعلہ بکسر علین ایک صحابی ساکن مدینہ کا نام ہے) سے ہمارے رہنے کے لیے مکان کی سفارش فرمادین تو بہتر ہو کہ انکے مکان مین ہمکو آرام ملیگا آپنے فرمایا کہ مجھے اُن سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہین یہ خبر حضرت حارثہؓ کو پہونچی اُنھون نے حضور سرورِ عالمؐ سے عرض کیا کہ یا حضرت جن کے لیے (یعنی حضرت فاطمہؓ و حضرت علیؓ) مکان کی ضرورت ہے وہ مجھکو اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہین مکان حاضر ہے آپ نے اُنکی اس مروّت اور ہمت پر دعا فرمائی اور حضرت حارثہؓ نے اپنا ایک مکان حضرت علیؓ کے لیے خالی کر دیا۔ اور روضۃ الاحباب مین حضرت فاطمہؓ کا جانا ہمراہی حضرت ام سلیمؓ منقول ہے ممکن ہے کہ حضرت ام سلیمؓ اور حضرت ام ایمنؓ دونون ہمراہی مین گئی ہون۔ چلتے وقت حضور سرورِ عالمؐ نے حضرت ام سلیمؓ سے یہ فرما دیا تھا کہ میری بیٹی کو حضرت علیؓ کے گھر لیجا کر اُن کے سپرد کر دو اور کہدو کہ مین بھی آتا ہون پس آپ بعد نماز عشا تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؓ سے پانی طلب فرمایا وہ ایک لکڑی کے پیالہ مین پانی لے آئین حضورؐ نے اپنا تھوک مُبارک اسمین ڈالدیا اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ اِدھر مُنھ کرو اور اُن کے سینۂ مُبارک اور سرِ مُبارک پر تھوڑا پانی چھڑکا اور دعا فرمائی کہ الٰہی ان کو اور انکی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ مین دیتا ہون پھر فرمایا کہ اِدھر پیٹھ کرو اور آپ نے پھر وہی عمل کیا لیکن پانی نہ چھڑکا پھر ارشاد ہوا کہ بسم اللہ برکت کے ساتھ اپنے گھر مین جاؤ[۱]۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ایک برتن مین پانی لیکر اُسمین لعاب مُبارک ڈالا اور معوذتین پڑھکر دعا کی پھر حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو سلسلہ وار حکم دیا کہ اسے پی لو اور وضو کرلو پھر دونون صاحبون کے لیے دعاے

روی ابن حبان قریباً منہ و فیہ ذکر علیؓ و عمل رسول اللہ ﷺ

[۱] اور اس پہلی روایت مین حضرت علیؓ کے ساتھ یہ عمل حضورؐ کا منقول ہے کہ آپنے کچھ پانی اُسمین سے اُنکے سر پر اور درمیان دونون کندھون کے چھڑکا اور فرمایا کہ اے اللہ مین اسکو (یعنی حضرت علیؓ کو) اور اسکی اولاد کو تیری پناہ مین دیتا ہون شیطان مردود سے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ فرمایا اے اللہ بیشک۔ دونون مجھسے ہین اور مین ان دونون سے جیسا کہ تونے مجھسے گناہ دور کیے اور مجھے پاک کیا پس ان دونوں کو بھی پاک کر ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

الفت و برکت اولاد و خوش نصیبی و طہارت از معاصی کی فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ آرام کرو۔
فقیر کہتا ہے کہ ممکن ہے دونوں عمل آپ نے فرمائے ہوں پس روایات میں اختلاف نہ رہا اور حضورؐ نے کام اسطرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علیؓ کے ذمہ اور گھر میں کا کام حضرت فاطمہؓ کے ذمہ اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ باہر کا کام حضرت علیؓ یا اُنکی والدہ صاحبہ انجام دین یہ حضورؐ نے فرمایا تھا (غالب یہ ہے کہ والدہ ماجدہ حضرت علیؓ کی اُسوقت بوڑھی ہونگی نیز بوجہ اُس زمانہ کے بابرکت ہونے کے بہت سخت احتیاط پردہ کی جیسی کہ آجکل ضرور ہے نہ تھی عورتیں مسجد میں نماز کو بھی آتی تھیں مگر یہ حکم حضرت عائشہؓ کے زمانہ سے منسوخ ہوگیا چونکہ وہ برکت نہ رہی اور فتنہ پیدا ہوگیا۔ پردہ کے پورے مسائل اصلاح الرسوم اور بہشتی زیور میں ملاحظہ ہوں اور اُسی کے موافق عملدرآمد کرنا چاہیے) اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو کچھ چھوہارے اور منقّے ولیمہ کے لیے خود مرحمت فرمائے۔ اور ایک جماعت انصار نے کئی صاع (صاع ۲۷۲ تولہ کا ایک وزن ہے کذا فی کریم اللغات) جو حضرت علیؓ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیے پس ولیمہ آپ کا یہ چند صاع جَو تھے اور کچھ چھوہارے اور کچھ مالیدہ۔ ولیمہ کا یہ سامان اصلاح الرسوم سے نقل کیا گیا ہے۔ صاحبو یہ دونوں جہان کی شاہزادی اور تمام عورتوں کی سردار مقبول بیوی کی شادی ہے جسمیں ترک دنیا اور زہد کا جلوہ نظر آرہا ہے جسکے باپ سردار تمام مخلوق کے ہوں اور جن کے پیروں تلے روے زمین کے خزانے ہوں اگر چاہیں اور اُنکی صاحبزادی محبوبہ اور لخت جگر کی شادی اس طرح سے ہو تو صد افسوس ہے اور بڑی نحوست ہے اُن اُمتیوں پر جو اپنی شادیاں گنا ہوں اور تکلفات کے ساتھ کریں اس مقدس نکاح کے متعلق کچھ فائدے ہیں جو اصلاح الرسوم میں درج ہیں اُنکو ضرور ملاحظہ فرمائیے یہاں نقل کرنا طوالت سے خالی نہیں اسلیے ترک کیا۔ دنیا جیسی ناپاک چیز کی طرف اس مبارک خاندان نبویؐ نے کبھی توجہ ہی نہ فرمائی جن کے گھر تینوں چولھے میں آگ نہ جلی اور جنھوں نے فقر و فاقہ کو اپنا فخر اور اپنی عزت سمجھا اور اُمّت کو بھی اسی کی رغبت دلائی محبت اور تابعداری کا یہی مقتضا ہے کہ ہم لوگ بھی بالکل یہی طریق اختیار کریں بقدر ضرورت دنیا پر کفایت کریں جس سے

Presented by www.ziaraat.com

نیک اعمال بجالاسکین اور دنیا کو مسافرخانہ سمجھین اور بس ہر امر مین حضورؐ کا طریق اختیار کرین
شعر جگہ جی لگانے کی دنیا نہین ہے ٭ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہین ہے - عذاب دوزخ
نہایت دردناک ہے چندروزہ دنیا کو جیسے ہوسکے گذارکر فلاح دینی اور رضاے الٰہی ورد وزخ
سے نجات حاصل کرنا چاہیے -

تیسری فصل حضرت فاطمہؑ کی وفات شریف کے بیان مین - حضرت فاطمہؑ کی عمر شریف اٹھائیس[1]
سال کی اور بقول بعض کچھ کم تھی کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات فرمائی جناب
سیدۃ النساءؑ کو بے حد صدمہ ہوا حتیٰ کہ حضورؐ کی وفات شریف کے بعد کسی نے آپ کو ہنستے نہ دیکھا
آخر اسی صدمہ مین عالم بقا کو تشریف لے گئین اور یہ نازک واقعہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
وفات شریف کے چھ ماہ بعد پیش آیا - روضۃ الاحباب مین منقول ہے کہ حضرت علیؑ حضرت سیدۃ النساءؑ
کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے اے رسولؐ اللہ کی بیٹی مین اپنے دل دردمند کو بعد جناب رسول
مقبولؐ کے تم سے تسکین دیتا تھا (کہ آپ نمونہ تھین آنحضرتؐ کا) اب تمھارے بعد کس سے اپنے دل کو
تسکین دونگا اور بہت روئے اور یہ دو بیتین فرمائین - لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ ٭ وکل الذی
غیر الفراق قلیل ٭ وان افتقاری فاطماً بعد احمد ٭ دلیل ان لایدوم خلیل ٭ ترجمہ یہ ہے کہ ہر ایک دو دوستون
کا اجتماع ہوگا فرقت اور جدائی ضرور پیش آوے گی اور جدائی کثرت سے ہے اور چیزین جدائی کے
سوا کم ہین اور میری تسکین قلب کے لیے فاطمہؑ کی حاجت بعد جناب رسول مقبولؐ کے دلیل ہے
کہ کوئی دوست ہمیشہ نہ رہے گا - وفات شریف ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ منگل کی رات مین
واقع ہوئی - اُس زمانہ مین عورتون کے جنازے کو بھی اسی طرح لیجاتے تھے جیسے کہ آج کل مردون کے
جنازے کو لیجاتے ہین کوئی خاص پردہ نہ ہوتا تھا حضرت سیدۃ النساءؑ کو اسکی بڑی فکر تھی کہ میرا
جنازہ باہر کو بغیر (اعلیٰ درجہ کے پردہ کے) جاوے گا اور لوگ دیکھین گے آپ کو اعلیٰ درجہ کی شرم تھی
(تف ہے اُن پر جو دعویٰ محبت حضرت فاطمہؑ کا کرین اور علانیہ بے پردہ پھرین اور آپ کی پیروی سے

[1] فیہ اقوال اخریٰ لکنہ اصح عند صاحب روضۃ الاحباب حیث قال وہو الاصح وعلیہ اعتمد مرشدی ۱۲ منہ

دور رہین حیا ے شرعی بہت بڑی نعمت ہے جسقدر ایمان کامل ہوگا اُسیقدر حیا و غیرت کامل ہوگی
اسکے متعلق بقدر ضرورت مضمون شرح چہل حدیث مین لکھ چکا ہون ملاحظہ کرلیا جاوے) مرنے سے کئی روز
پہلے آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بی بی حضرت اسمارؓ سے اسکا ذکر کیا اُنھون نے
کہا کہ مین نے حبشہ مین دیکھا ہے کہ عورت کے جنازہ[ا] پر درخت کی نرم شاخین باندھکر ایک ڈولے کی
صورت پردہ ڈالنے کے لیے بناتے ہین جس سے نعش نظر نہین پڑتی اور جیسا آج کل رواج ہے جسکو
گہوارہ کہتے ہین بنا کر دکھلایا اُسے دیکھکر حضرت فاطمہؓ بہت خوش ہو کر ہنسین (آنحضرتؐ کی وفات کے
بعد زندگی بھر مین صرف ایک دفعہ اسی بات پر ہنسی ہین) اور حضرت اسمارؓ سے فرمایا کہ میری وفات
کے بعد تم ہی مجھکو غسل و کفن دینا اور کسی کو نہ آنے دینا اور جیسا تمنے دکھلایا ہے میرے جنازے پر
ضرور اسی طرح کا پردہ بنا دینا - حضرت علیؓ و نیز حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کو آپ کی وفات
شریف کا بڑا صدمہ ہوا - آپ کے غسل کی نسبت مختلف روایتین ہین بندہ اپنی سمجھ کے موافق
اُن سب کو نقل کرکے باہم مطابقت کیے دیتا ہے - حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی اور
حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو یہ امر ثبوت کو پہونچا ہے کہ حضرت علیؓ نے خود غسل دیا
اور اس روایت کی صحت کا قرینہ آیندہ آویگا دوسری روایت جسمین حضرت اسمارؓ کا غسل دینا
مذکور ہے تیسری روایت جسکو محمد بن سعد کاتب واقدی اپنے طبقات مین لائے ہین اور کتاب
کشف الغمہ مین مسند امام احمدؒ سے نقل کیا ہے اسطرح ہے کہ حضرت سیدۃ النساءؓ نے اپنی وفات کے دن جبکہ
حضرت علیؓ کسی کام سے باہر مکان کے تشریف لے گئے تھے حضرت سلمیٰؓ سے جو جناب رسول اللہؐ کی
آزاد کردہ لونڈی تھین فرمایا کہ میرے لیے پانی تیار کرو تاکہ نہالون حضرت سلمیٰؓ فرماتی ہین مین نے حکم کی
تعمیل کی پس آپنے نہایت عمدہ طور سے غسل فرمایا پھر آپ نے صاف کپڑے طلب فرمائے اور پہن لیے
اور مجھ سے فرمایا کہ میرا بستر درمیان مکان مین بچھا دو مین نے بچھا دیا آپ نے اُسجگہ قبلہ رو ہوکر

ا بالفتح تختے کہ مردہ را بر آن دارند و بالکسر مردہ و عکس این نیز گفتہ اند ۱۲ ام ۔ جنازہ با مردہ ۱۲ منتخب ۱۲ ۔ لا تلتفت الی
قول الامام الشوکانی حیث یقول لا یصح (ای لا یثبت) فانہ دعوی بلا دلیل قد ذکرت سندہ وقد رواہ البیہقی ایضاً ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

اور دو اپنا ہاتھ منھ مبارک کے نیچے رکھکر تکیہ لگایا اور فرمایا اے سلمیٰؓ مین اسوقت اس جہان سے جاتی ہون اور مین نے غسل کرلیا ہے چاہیے کہ مجھے کوئی برہنہ نہ کرے یہ فرمایا اور عالم آخرت کو تشریف لے گئین (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ) جب حضرت علیؓ واپس تشریف لائے ہمکو روتے دیکھا پس دریافت فرمایا کہ کیا ہوا مین نے پورا حال بیان کردیا آپ نے مرحومہ کی وصیت کے موافق دفن فرمادیا۔ شامی جلد اول صفحہ ۵۷۶ مصری مین ہے کہ حضرت علیؓ کا غسل دینا حضرت فاطمہؓ کو یہ خصوصیت تھی ہر خاوند کو یہ امر جائز نہین اور حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور مفصل بیان اسکا احیاء السنن مین ہے احتمال ہے کہ حضرت علیؓ نے خود غسل دیا ہو یا غسل مین اعانت کی ہو جسکو مجازاً غسل کہدیا گیا اس لیے کہ بعض روایات مین حضرت اسماءؓ کا حضرت فاطمہؓ کو غسل دینا منقول ہے جیسا کہ گذرا۔

تیسری روایت جسمین آپ کا کشف مذکور ہے اگر ثابت تسلیم کیجاوے اُسکا یہ جواب ہے جو ذرہ غور سے اچھی طرح سمجھ مین آسکتا ہے کہ آپ نے غسل کو منع نہین فرمایا تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ چونکہ مین نہا چکی ہون غسل مین زیادہ مبالغہ نہ کیا جاوے بلکہ معمولی طور پر غسل دیدیا جاوے زیادہ مبالغہ کرنے مین بدن زیادہ کھل جاتا ہے پس معمولی طور پر غسل مین یہ بات نہ ہوگی چنانچہ وصیت کی تعمیل کردی گئی اب بحمد اللہ تعالیٰ اِن مختلف روایات کی نہایت عمدہ طور پر مطابقت ہوگئی اور اختلاف باقی نہ رہا یہ مقام ذرہ دشوار تھا اللہ کا بحمدللہ احسان ہے کہ سہولت سے یہ مضمون قلب پر وارد ہوگیا اور ظن غالب یہی ہے کہ واقع مین بھی یہ مضمون صحیح ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم یہ میری سعی کا منتہیٰ ہے اگر اس سے بہتر کسی کے فہم مین کوئی صورت تطبیق روایات کی آجاوے وہ اُسے اختیار کرے اور شکر بجالاوے الغرض حسب الحکم حضرت سیدہ آپکا جنازہ درست کیا گیا۔ مسلمانون مین سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ پر اس قسم کا گہوارہ باندھا گیا ہے پھر حضرت زینبؓ (یہ بیوی ہین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور

لہ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت سیدۃ النساءؓ نے وصیت کی تھی حضرت علیؓ کو کہ آپ میرے بعد میری بھانجی اُمامہؓ (جو حضور سرور عالم کی خاص محبوبہ تھین) دختر حضرت زینبؓ بنت رسول مقبول سے شادی کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ کتنا بڑا کمال ہے کہ باوجود اس بات کے کہ سوکن سے طبعی نفرت ہوتی ہے آپ نے اپنی بھانجی کے لیے یہ امر تجویز فرمایا اور حضرت علیؓ کو نکاح کی رغبت دلائی چونکہ آپ کا قلب منور اور صاف تھا اسواسطے اس طبعی امر کی کدورت نے اُسمین اثر نہ کیا وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی کامل محبت قلب مین جاگزین ہوتی ہے تو دیگر امور کا اثر بہت ہی کم ہوتا ہے منہ

Presented by www.ziaraat.com

محسن کی بیٹی ہین اور بعضون نے کہا کہ حضرت فاطمہؓ کے بعد حضرت سودہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ پر گہوارہ
باندھا گیا) پر اسیطرح رکھا گیا اسکے بعد مسلمانون مین رواج ہوگیا بوجہ غلبۂ حیا وشرم کے حضرت سیدہؓ کی
یہ بھی خواہش تھی کہ وہ رات ہی مین دفن ہون چنانچہ اسی وجہ سے اُسی رات کو اہل مدینہ
کے قبرستان بقیع مین لے گئے اور حضرت علیؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اسقدر جلد رات ہی کو
دفن ہوجانے کی وجہ سے بہت سے لوگون کو اسکی خبر بھی نہ ہوئی اور افسوس رہگیا کہ ایسے
برکت والے جنازہ سے محرومی رہی (آپ کے دفن کی جگہ مین اختلاف ہے ایک قول تو
اوپر بیان ہوچکا بعض نے یہ کہا ہے کہ اپنے مکان مین دفن ہوئین جو اب مسجد نبوی
کے فرش مین آکر برابر ہوگیا ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ ایک اور جگہ دفن ہوئین جسکو مسجد
فاطمہؓ کہتے ہین اور وہ بیت الاحزان کے نام سے مشہور ہے اور بقیع مین واقع ہے دوسرا
قول بعید معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔

تیسری فصل اس فصل مین آپ کی اولاد کا بیان ہے۔ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی اولاد مین صرف جناب سیدۃ النساءؓ کی اولاد باقی رہی جس سے باعتبار اولاد کے
حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نیز حضرت فاطمہؓ کا نام پاک جاری ہے۔ حضرت سیدہؓ کے تین صاحبزادے
تھے۔ امام حسنؓ۔ امام حسینؓ۔ محسنؓ اور تین بیٹیان زینبؓ۔ ام کلثومؓ۔ رقیہؓ۔ حضرت محسنؓ
اور حضرت رقیہؓ کا بہت چھوٹی عمر مین اللہ تعالیٰ سے وصال ہوگیا تھا آج دنیا مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد حضرت فاطمہؓ کے دو صاحبزادون حضرت سیدنا امام حسنؓ
اور حضرت امام حسینؓ سے جاری ہے حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے اور حضرت زینبؓ کی
شادی حضرت علیؓ نے اپنے بھتیجے عبداللہؓ بن جعفرؓ سے جو بڑے سخی تھے فرمادی تھی جناب فاطمہ
زہراؓ کی اولاد مین اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت دی بڑے بڑے دین کے پیشوا اور مقدس حضرات
جیسے حضرت امام محمد باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ اور حضرت سیدنا غوث الاعظم وغیرہم رضی اللہ
عنہم وارضاہم اور حضرت خاتم الخلفاء سیدنا ومولنا امام مہدی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

Presented by www.ziaraat.com

بھی آپ ہی کی اولاد میں ہوں گے فصلی اللہ علیٰ ابیھا وعلیھا وسلم تسلیما کثیرا کثیرا
کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون ۔ مولانا مفتی عنایت احمد
صاحب مرحوم نے فرمایا ہے کہ ہونا حضرت امام مہدی کا حضرت امام حسنؓ کی اولاد میں آمین دو حکمتین
ہین (یعنی ہمارے فہم مین اور حقیقت حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) ایک یہ کہ حضرت ابراہیم کے بڑے
بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ تھے اور چھوٹے حضرت اسحٰقؑ سو جس طرح حضرت اسحٰقؑ کی اولاد مین سب انبیاء
ہوئے اور اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد مین ہوئے اسی طرح حضرت امام حسینؓ
کی اولاد مین دیگر امام پیدا ہوئے اور خاتم الائمۃ الخلفاء الراشدین حضرت امام مہدی حضرت
امام حسنؓ کی اولاد مین ہون گے دوسری یہ حکمت ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے براے حفاظت قتل
وخونریزی امت محمدیہ خلافت کو چھوڑ دیا تھا اسکے عوض اللہ تعالیٰ نے اُن کی اولاد مین ایسی مقدسہ
ذات کو پیدا کرے گا جو تمام روے زمین کے بادشاہ ہون گے ونیز اعلیٰ درجہ کے منصف اور دیندار
ہون گے اور امت محمدیہ کو عمدہ راحت اُن کے زمانہ مین نصیب ہو گی جیسے کہ حضرت اسمٰعیلؑ نے
اپنی جان خدا کی راہ مین دیدی تھی یعنی ذبح کے لیے تیار ہو گئے تھے اور حق تعالیٰ نے اُنکی اولاد مین
جناب رسول مقبولؐ کو پیدا کیا جن سے عالم روشن ہو گیا اور گمراہی سے ہدایت نصیب ہوئی ۔ مولنا
صاحب مرحوم کی عبارت کو بندہ نے اپنے نزدیک مناسب سمجھکر ضروری تغیر کے ساتھ نقل کیا ہے لیکن اُس
عبارت کا اصلی مطلب نہین فوت ہونے دیا ۔

باب دوم اسمین فضائل حضرت سیدۃ النساءؓ کے درج کیے جاتے ہین اول احادیث عربی زبان مین پھر اُسکی شرح اُردو مین تحریر کیجاتی ہے

(۱) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عِنْدَہٗ فَاَقْبَلَتْ
فَاطِمَۃُ مَا تَخْفٰی مِشْیَتُھَا مِنْ مِشْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰھَا قَالَ مَرْحَبًا[۱]
لا فرق بالتصغیر قاری ۱۲

---

[۱] اسم المصدر وفعلہ محذوف والجملۃ دعائیۃ ومعناہ فراخی من باب کرم ۱۲

Presented by www.ziaraat.com

يَا بُنَيَّتِي ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا اَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاَنَّهٗ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اَرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِيْ فِي الثَّانِيَةِ قَالَ يَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهٖ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ (رَوَاهُ الشَّيْخَانِ)

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیاں حضورؐ کے پاس (موجود) تھیں پس حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور حضرت فاطمہؓ کی رفتار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال سے جدا نہ تھی (یعنی انکی چال ایسی تھی جیسی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال) سو جبکہ حضورؐ نے ان کو دیکھا فرمایا خوشی ہو اور کشادگی ہو میری بیٹی کو پھر حضورؐ نے ان کو بٹھلایا پھر پوشیدہ انسے گفتگو فرمائی پس وہ بہت روئیں تو جب آپ نے انکا غم دیکھا دوبارہ پوشیدہ بات چیت فرمائی تو یکایک ہنسنے لگیں پھر جب رسول مقبولؐ اپنی جگہ سے کھڑے ہوگئے (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں) میں نے انسے پوچھا کہ وہ پوشیدہ بات جو تمسے حضورؐ نے فرمائی تھی کیا تھی حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ میں حضور رسول مقبولؐ کا بھید نہیں کھولتی (اس سے بھید کا ظاہر نہ کرنا ثابت ہوتا ہے اور اسکی پوری تفصیل اور احکام جیل حدیث کی شرح میں لکھ چکا ہوں وہاں ملاحظہ فرمالیجیے) پھر جب جناب سرور عالمؐ کا وصال ہوگیا تو میں نے کہا کہ میں تم کو

۵۲ و ما اوردہ الترمذی و ابو الشیخ فی ہذہ القصۃ لفظ الا مریم بنت عمران بعد قولہ نساء العالمین و صلۃ قلت [illegible]

Presented by www.ziaraat.com

قسم دلاتی ہون بوجہ اُس حق کے کہ میرا تمپر ہے یعنی حق صحبت مادری (اسلیے کہ ازواج رسول اللہ سب مسلمانون کی روحی مائین ہین) فرمایا حضرت فاطمہؓ نے کہ اب مین بیان کرتی ہون (کہ حضورؐ اس عالم سے تشریف لے گئے اور وہ راز خود بخود ظاہر ہوگیا اُسکا پوشیدہ کرنا فقط آپ کی حیات تک تھا) وہ بھید یہ ہے کہ آپ نے پہلے مجھے خبر دی تھی کہ حضرت جبرئیلؑ ہر سال مجھسے قرآن کا دَوْرا ایک بار کرتے تھے اور اس سال دو بار فرمایا (تاکہ حفاظت احکام خوب اچھی طرح ہوجاوے) اس سے معلوم ہوا کہ میری وفات قریب ہی ہے سو تم پرہیزگاری پر قائم رہو اور تقویٰ کو بڑھاؤ اور صبر کرو بیشک مین اچھا آگے جانے والا ہون تمھارے لیے (اسلیے کہ مطابق حکمت خداوندی کے تمھارے لیے میرا آگے جانا بہتر ہے پھر گھبرانا کیا) سو مین روئی جب آپ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو دوبارہ پوشیدہ گفتگو فرمائی کہ اے فاطمہ کیا تو راضی نہین ہے اس بات پر کہ جنت کی تمام عورتون کی سردار ہو یا (یہ فرمایا) تمام جہان کی عورتون کی سردار ہو (الفاظ مین شک یا تو راوی کا ہے یا حضرت فاطمہؓ نے ہی اسطرح فرمایا حاصل ایک ہی ہے غرض حضورؐ کی یہ تھی کہ گھبرانا نہ چاہیے کہ اللہ نے یہ رتبہ تمکو دیا ہے سو اسکا شکر چاہیے اور وہ یہ ہے کہ مرضی الٰہی پر راضی رہو) پھر آپ نے مجھسے پوشیدہ فرمایا کہ آپ اسی درد و مرض مین جو اُسوقت موجود تھا وصال فرمائین گے پس مین روئی پھر آپ نے پوشیدہ فرمایا کہ بےشبہہ میرے اہل بیت مین سے سب سے پہلے تم مجھسے ملاقات کروگی (یعنی اس عالم دنیا سے اہل بیت مین سے سب سے پہلے تم رخصت ہوگی) تو مین ہنس پڑی (اس حدیث کو جناب بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)—

واضح ہو کہ اس حدیث سے کئی امور ثابت ہوے (۱) حضرت فاطمہؓ کا صاحب اسرار نبوی ہونا (۲) رقیق القلب ہونا اور جناب رسول کریمؐ کے ساتھ بےحد محبت رکھنا (۳) حضورؐ کو آپ کا غم گوارا نہ ہوا اور تسلی دینا جس سے خاص محبت ٹپکتی ہے (۴) حضرت فاطمہؓ کا سترراز رکھنے مین امانت دار ہونا (۵) مطلقًا آپ کا تمام جہان کی عورتون کا سردار ہونا (۶) عالم دنیا سے محبت نہ ہونا اور حضورؐ کو محبت اس درجہ غالب ہونا کہ اپنی موت قریب ہونے سے امید وصال نبوی کا

Presented by www.ziaraat.com

باوجود اسقدر غم کے خوش ہوجانا (۷) حضورؐ کا خاص طور پر حضرت سیدہ کو تقویٰ کی وصیت فرمانا کہ اس خصوصیت کے کاملین اہل ہوتے ہین واضح ہو کہ حدیث مذکور مرض الموت کی حالت مین حضورؐ نے ارشاد فرمائی تھی پس اور بعضی حدیثون مین جو آپ کی فضیلت تمام عورتون پر اضافی وارد ہوئی ہے وہ منسوخ ہین اسلیے کہ حدیث مذکور ان سب سے مؤخر ہے اور ناسخ کا مؤخر ہونا ضرور ہے در حق تعالےٰ کی رحمت جو جناب رسول مقبولؐ کے ساتھ تھی اُسکا اقتضا یہی ہے کہ آیندہ زمانہ مین بہ نسبت زمانۂ ماضی کے کہ آپ کی ترقی ہو نہ برخلاف اِسکے (یؤیدہ ایضاً قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لم اغدو اعوذ بک من الحور بعد الکور او کما قال) اور علامہ سیوطی قدس سرہٗ کا بھی یہی مذہب ہے پس حضرت فاطمہؓ کو یہ رتبۂ عالیہ بتدریج حاصل ہوا حتیٰ کہ اخیر مین سب سے افضل ہوگئین اور یہی عادت خداوندی ہے کہ کمالات آہستہ آہستہ حاصل ہوا کرتے ہین اور اسمین ایک عظیم الشان حکمت اور اشعۃ اللمعات مین ہے کہ حدیث مین ہے فاطمہؓ اس امت مین ایسی ہین جیسی مریمؑ اپنی قوم مین تھین۔ اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت ممدوحہ تمام عورتون سے اس امت مین افضل ہین اور یہ امت سب اُمتون سے افضل ہے پس حضرت سیدہؓ کا سب عورتون سے افضل ہونا ضرور ہوا اسلیے کہ حضرت مریمؑ اپنی قوم مین سب عورتون سے افضل تھین جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا اور چونکہ اُنکی قوم امت محمدیہ سے رتبہ مین کم تھی پس وہ بھی حضرت فاطمہؓ سے رتبہ مین کم ہوئین جیسا کہ ظاہر ہے اور علامہ سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت عائشہؓ سے حضرت فاطمہؓ افضل ہین اور یہ اصح مذہب ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک بھی حضرت فاطمہؓ تمام جہان کی عورتون سے افضل ہین اور امام سبکی قدس سرہ نے فرمایا کہ جو ہمارا اور ہمارے دین کا مختار ہے وہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ سب سے افضل ہین اُنکے بعد حضرت خدیجہؓ اُنکے بعد حضرت عائشہؓ اور بعضون نے حضرت فاطمہؓ سے حضرت عائشہؓ کو بڑھکر مانا ہے اور بعضون نے حضرت فاطمہؓ کو حضورؐ کی بیٹیون مین افضل کہا ہے لیکن قوی مذہب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہؓ سب سے بڑھکر ہین اور حضرت امام مالکؒ اور امام سیوطیؒ اور امام سبکیؒ جیسے اکابر امت کا یہی قول ہے۔

(۲) أتاني ملكٌ فسلّم عليّ نزل من السماء لم ينزل قبلها فبشّرني أنّ الحسن والحسين سيّدا شباب أهل الجنّة وأنّ فاطمة سيّدة نساء أهل الجنّة (أورده السيوطي برواية ابن عساكر عن حذيفة مرفوعاً بسند صحيح)۔

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اس نے مجھے سلام کیا اور وہ آسمان سے اترا اس بار سے پہلے (کبھی) نہیں اترا تھا اور اس نے خوشخبری دی مجھے کہ بیشک حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور بیشک فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہے (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کا حالت بڑھاپے میں وصال ہوا ہے پس جوان ہونے سے یہ مراد ہے کہ ان لوگوں کہ جنکے اخلاق مثل سخاوت عبادت وغیرہ جوانوں کی طرح ہوں کہ انکے یہ دونوں حضرات سردار ہیں اور جنکے اخلاق اس درجہ کے نہ ہوں گے انکے سردار تو بطریق اولی ہوں گے۔ اس حدیث سے مطلقاً حضرت فاطمہؓ کا سردار زنان اہل جنت ہونا ثابت ہوا اس حدیث کو ابن عساکر نے صحیح سند سے حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے)

(۳) سيّدات نساء أهل الجنّة أربع مريم وفاطمة وخديجة وآسية (أورده السيوطي عن الحاكم مرفوعاً بسند صحيح)۔

ترجمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار چار عورتیں ہیں حضرت مریمؑ حضرت فاطمہؑ۔ حضرت خدیجہؑ۔ حضرت آسیہؑ (یہ قول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح سند سے حاکم نے روایت کیا ہے اس حدیث میں سرداری کی شرکت مذکور ہے اور اسکی تفصیل پہلی حدیث کی شرح میں گذر چکی ہے اور حضرت آسیہؑ فرعون کی بیوی تھیں یہ مسلمان اور پارسا تھیں اور فرعون کمبخت کافر سرکش تھا ایسے سخت کافر کے گھر میں رہکر اپنا ایمان قائم رکھا انکا مفصل قصہ بہشتی زیور حصہ میں دیکھو جامع صغیر میں حدیث ہے کہ حضرت مریمؑ اور حضرت آسیہؑ اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنت میں بیویاں ہوں گی۔ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے ایسے ہی رتبے پاتا ہے)۔

(۴) فاطمة بضعة منّي فمن أغضبها أغضبني (رواه البخاري وسنده صحيح)

ترجمہ حضورؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے پس جس نے اسکو غصہ دلایا اس نے مجھے

Presented by www.ziaraat.com

غصہ دلایا (اسکو بخاری نے صحیح سند سے روایت کیا ہے غرض یہ ہے کہ کوئی شخص ایسی بات کہے جس سے حضرت فاطمہؑ کو غصہ آوے تو یہ امر حضورؐ کی طرف راجع ہوگا گویا کہ اُسنے حضورؐ کو غصے مین ڈالا امام سبکیؒ نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ جو حضرت فاطمہؑ کو بُرا کہے وہ کافر ہے اسلیے کہ اُنکا بُرا کہنا بوجہ اتحاد گویا حضورؐ کو بُرا کہنا ہے)۔

(۵) فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ یَقْبِضُنِیْ مَا یَقْبِضُهَا وَیَبْسُطُنِیْ مَا یَبْسُطُهَا وَاِنَّ الْاَنْسَابَ تَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ غَیْرَ نَسَبِیْ وَسَبَبِیْ وَصِهْرِیْ (از ضرب ۱۲) (بضم العین از نصر ۱۲) (اَوْرَدَہُ السُّیُوْطِیُّ عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ وَالْحَاکِمِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ)۔

ترجمہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے ناخوش کرتی ہے مجھے وہ بات جو ناخوش کرتی ہے اُسکو اور خوش کرتی ہے مجھے وہ بات جو اُسے خوش کرتی ہے اور بے شبہہ خاندان (کے منافع) منقطع ہون گے قیامت کے دن سوائے نسب (یعنی جو میرا اولاد سے علاقہ ہے) اور رشتہ داری اور میری سُسرالی علاقہ کی (اس حدیث کو علامہ سیوطیؒ نے امام احمدؒ اور حاکمؒ سے بسند حسن روایت کیا ہے اس حدیث سے عموماً وخصوصاً آپ کے علاقون کا قیامت مین نافع ہونا ثابت ہوا اور صحیح سند سے امام سیوطیؒ نے ان لفظون سے کل سبب ونسب منقطع یوم القیمۃ الا سببی ونسبی رواہ الطبرانی عن ابن عباسؓ وعن المسورؓ روایت کی ہے جسمین صہر کا (یعنی سُسرالی علاقہ کا) لفظ نہین ہے باقی مضمون وہی ہے جو پہلے گذر چکا اور یہ مضمون آیت پارہ اٹھارہ رکوع چھ کے خلاف نہین ہے اسلیے کہ آیت عام مخصوص البعض ہے اور وہ آیت یہ ہے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝ (پھر جب صور مین پھونک ماری جائے گی تو نہ اُنمین رشتہ داریان اُسدن باقی رہین گی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے گا) اس آیت سے نسب کا غیر نافع ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ حقیقت نسب کا اُٹھ جانا تو باطل ہے تو غیر نافع مراد لینا ضرور ہوا پس یہ حکم باعتبار اپنے عموم کے مخصوص البعض ہے یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب شریف اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور خبر واحد سے کسی حکم قرآنی کو خاص کر لینا جمہور

اہل اصول کا مذہب ہے حکاہ النووی فی شرح صحیح مسلم اور اسی عدم انقطاع نسب کیوجہ سے
حضرت عمرؓ نے حضرت سیدتنا ام کلثومؓ دختر حضرت سیدۃ النساءؓ سے شادی کی تھی اور شادی
کی وجہ خود بیان فرمائی تھی یہان تک تطبیق آیت وحدیث مین جو تقریر کی گئی یہ
تفصیل ہے اُس مضمون اجمالی کی جو علامہ شامی نے جلد اول کتاب الجنائز مین تحریر فرمایا ہے
اور کہا ہے کہ مین نے ایک مفصل رسالہ اِس باب مین لکھا ہے جسکا نام العلم الظاہر فی نفع النسب الطاہر
ہے مگر اس فقیر کی فہم مین ایک قوی اور لطیف وجہ آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت مذکور کا سباق
اور سیاق ظاہر طور پر دلالت کرتا ہے کہ آیت کا حکم کافرون کے ساتھ خاص ہے پس آیت اور
احادیث مذکورہ مین تطبیق کی حاجت نہین والحمد للہ علیٰ ذالک اور واضح رہے کہ نسب مبارک
اور علاقۂ دیگر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسی شخص کو نافع ہوگا جو کم سے کم رسالت
اور توحید کا قائل ہوا ور جو لوگ آپ کے ذی علاقہ اتقیا ہین اُنکو اعلیٰ درجہ کا نفع ہوگا جو فساق
اہل علاقہ کو نصیب نہ ہوگا اگرچہ نفس نفع سے وہ بھی محروم نہ رہین گے اور الفاظ نسب وصہر وسبب کی جو
تفسیر کی گئی ہے یہ تفسیر بے تکلف اور کلام نبویؐ کے انسب ہونے کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے
ورنہ سبب کی دو تفسیرین اور بھی ہین جو شامی جلد اول مقام مذکور مین منقول ہین لیکن احقر کے
نزدیک وہ مناسب نہین معلوم ہوتین واللہ اعلم۔

اگر یہ خیال پیدا ہو کہ قرآن کی آیت وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ
ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ[1] (اور جو لوگ ایمان لائے اور اُنکی راہ چلے اُنکی
اولاد ایمان کے ساتھ ہم اُنکے پاس پہونچا دینگے اُنکی اولاد کو اور ہم اُنکو کم نہ دینگے اُنکے عمل مین
سے کچھ) سے تو ظاہر ہے کہ ہر خاندان مسلمان اولاد کو نفع دیگا پھر جناب رسول مقبول کی کیا
خصوصیت ہے جواب یہ ہے کہ اور مسلمانون کا نسب جب نافع ہوگا کہ اُنکی اولاد نے ضروری

[1] فی الجلالین والذین اٰمنوا مبتدا واتبعتھم معطوف علیٰ اٰمنوا ذریتھم الصغار والکبار وبایمان من الکبار ومن الآباء فی الصغار والخبر الحقنا بھم ذریتھم المذکورین فی الجنۃ فیکونون فی درجتھم وان لم یعملوا بعملھم تکرمۃ للآباء باجتماع الاولاد الیھم وما التنٰھم بفتح اللام وکسرھا نقصناھم من عملھم من زائدۃ شیٔ یزاد فی عمل الاولاد ۱۲ منہ

احکام الٰہی کی اطاعت بھی کی ہو اور ایمان بھی رکھتے ہون چنانچہ لفظ اتباع اور ایمان دونون کا
لانا اس امر پر دلالت کرتا ہے اگر اُن لوگون کا نسب فقط ایمان پر نافع ہوتا تو اتباع کی قید نہ لگائی
جاتی فقط لفظ ایمان کافی تھا بخلاف نفع نسب مُبارک نبوی کے کہ وہ باوجود عدم اطاعت احکام
فروریہ فقط ایمان ہونے پر بھی نافع ہے۔ پس پہلی صورت مین نسب کا نفع خاص اُن لوگون کے لیے ہے
جو ایمان لا کر احکام فروریہ کی بجا آوری کرین اور نفع نسب نبوی فاسق او مطیع سب کو عام ہے ہان
مطیع کو وہ نفع فاسق سے زیادہ ہوگا۔ خوب سمجھ لو اللہ تعالیٰ بیشمار رحمتین نازل فرمائے گا اُس ذات
مقدسہ باعث وجود کائنات پر جسکے نسب کی بدولت دونون جہان مین عزت اور خدائے تعالیٰ کی
نزدیکی میسر ہوئی اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس نا چیز کو جناب رسول مقبول کی اولاد ہونیکا
شرف بخشا اور ایمان اور اتباع آنحضرتؐ کی توفیق مرحمت فرمائی اور مراسم مبارک مین بھی حصہ عطا فرمایا
واضح ہو یہ حدیث حضرت سیدۃ النساءؑ کے فضائل مین اسوجہ سے درج کی گئی کہ حضورؐ کا نسب مُبارک
آپ ہی کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور قیامت تک تمام سادات کے لیے یہ حکم شامل ہے۔

(۶) فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ (رَوَاهُ الْحَاكِمُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ كَمَا
قَالَ الْحَافِظُ السُّيُوطِيُّ)۔

ترجمہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ تمام اہل جنت کی بیویون کی سردار ہے
سوائے حضرت مریم عمران کی بیٹی کے (اس حدیث کو حاکم نے سند صحیح سے روایت کیا ہے اور
اس حدیث مین حضرت مریم کی فضیلت حضرت سیدہؑ پر ثابت ہے مگر اسکا جواب پہلی حدیث کی شرح مین
گذر چکا ہے)۔

(۷) كَانَ كَثِيرًا مَا يُقَبِّلُ عُرْفَ فَاطِمَةَ (أَوْرَدَهُ السُّيُوطِيُّ عَنْ عَائِشَةَ بِسَنَدِ ابْنِ عَسَاكِرَ)
زیدت مبالغۃ الکثرۃ ۱۲ ای اعلی راسہا ۱۲ مناوی
ترجمہ جناب رسول کریم بہت کثرت سے حضرت فاطمہؑ کے اگلے سر کے بالون کو چومتے تھے (امام
سیوطیؒ نے ابن عساکر سے اور اُنھون نے حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے)۔

(۸) اِبْنَتِي فَاطِمَةُ حَوْرَاءُ آدَمِيَّةٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمِثْ وَإِنَّمَا سَمَّاهَا فَاطِمَةَ لِأَنَّ اللهَ
[illegible]

فَطَمَهَا وَمُحِبِّيهَا مِنَ النَّارِ (رَوَاهُ الْخَطِيبُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا قَالَ الشَّوكَانِي فِي اِسْنَادِهِ اَحْمَدُ بْنُ الْجُمْهُورِ الْغَسَّانِي قُلْتُ اِنَّهُ شَيْخٌ مُتَّهَمٌ بِالْكِذْبِ رَوَى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْهَرَوِيُّ فَالْحَدِيثُ مَتْرُوكٌ وَهُوَ يُعْتَبَرُ فِي الْفَضَائِلِ فَلَا يَضُرُّنَا تَدَبَّر)

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بیٹی فاطمہ آدمیوں مین کی حورا ہے (جسکو ہندی مین اور فارسی مین حور کہتے ہین اور حور عربی مین حوراء کی جمع ہے اور حوراء بفتح حاد سکون واو وفتح راء اُس عورت کو کہتے ہین جو گوری ہو اور جسکی آنکھون مین سپیدی وسیاہی کمال درجہ ہو) نہ اُسے حیض آیا اور نہ نفاس آیا اور فاطمہ اُسکا نام فقط اسلیے رکھا گیا کہ اللہ نے اُسکو اور اُس سے محبت کرنے والون (یہان دینداری کی محبت مراد ہے) کو دوزخ سے باز رکھا ہے (اس حدیث کو محدث خطیب نے روایت کیا ہے اور فاطمہ کے معنی باز رکھنے والی عورت کے ہین مگر یہ اسم فاعل بمعنی اسم مفعول کے ہے پس مفطومہ بمعنی باز رکھی گئی مراد ہوا حق تعالی نے آپ کو حیض ونفاس کی نجاست سے محفوظ رکھا تھا یہ آپ کی کرامت حسی تھی اور اسمین بشارت ہے اُسکو جو آپ سے اللہ کے لیے دینداری کی محبت رکھے اور آپ کے طریق پر چلے انشاء اللہ تعالی ضرور وہ نار جہنم سے محفوظ رہے گا نیز حدیث مذکور سے حضرت سیدہؑ کا دوزخ سے آزاد ہونا معلوم ہوا اور واضح ہو کہ فضائل کی جگہ سوائے فضیلت نفس ایمان کے اور موقوف پر دخول جنت سے کامل طور پر داخل ہونا مراد ہوتا ہے جو ابتدا ہی سے ہو بغیر عذاب کے ورنہ عذاب کے بعد تو فقط کلمہ گو بھی جسنے سوائے اقرار توحید ورسالت کے اور کوئی نیک عمل باوجود قدرت کے نہ کیا ہو وبال اعمال بھگت کر جنت مین داخل ہوجائے گا پھر اور اعمال کی کیا فضیلت ہوئی پس معنے وہی ہین جو احقر نے مراد لیے ہین والحمد للہ علی ذالک اِس حدیث کا مضمون مجھے محفوظ نہ رہا تھا پھر نظر سے گذری اسیوجہ سے لفظ فاطمہؑ کی وجہ تسمیہ کے بارہ مین اوّل کتاب مین اپنی رائے سے کام لیا اور اصلی وجہ تسمیہ یہی ہے جو جناب رسول مقبولؐ نے ارشاد فرمائی اور مین نے پہلے مضمون کو خارج کرنا اسلیے نامناسب سمجھا کہ احتمال ہے وہ بھی وجہ بلحوظ رکھی گئی ہو اور وجہ معقول ہے اور اجتماع وجوہات تسمیہ مذموم نہین بلکہ محمود ہے۔ واضح ہو کہ بخاری کی

Presented by www.ziaraat.com

صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع بنات آدم پر حیض مسلّط کیا گیا ہے جسکے عموم مین حضرت فاطمہؓ
بھی داخل ہین اور حیض و نفاس باہم متلازم ہین جیسا کہ اہل تجربہ و اہل طب پر مخفی نہین اور
جو حدیث بیان ذکر کی گئی وہ ضعیف ہے پس بخاری کی حدیث مقدم کیجاوے گی لیکن اگر
حدیث مذکور بسند حسن ثابت ہو جاوے تو مخصص حدیث بخاری ہو جاوے گی پس علما سعی
فرماوین شاید کوئی سند مجتمع بہل جاوے اسی خیال سے یہ درج کر دی گئی ہے۔

(۹) اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ نَادیٰ مُنَادٍ مِّنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ یَآ اَھْلَ الْجَمْعِ غُضُّوْا (چشم فرو خوابانید)
اَبْصَارَکُمْ عَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی تَمُرَّ (رواہ الحاکم مرفوعاً صحیح)۔

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبول صلعم نے جب قیامت (از نصر ۱۲) کا دن ہو گا ایک آواز دینے والا پردہ کے
پیچھے سے پکارے گا کہ اے مجمع کے لوگو اپنی آنکھین بند کر لو حضرت فاطمہؓ کی وجہ سے یہان تک
کہ وہ گذر جائین (اسکو حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے غرض یہ ہے کہ یہ خصوصیت
پردہ کرانے کی آپ کو میسر ہو گی کہ آپ کے واسطے پردہ کرایا جاوے گا دنیا مین آپ کے اندر
بوجہ آپ کے کامل الایمان ہونے کے اعلیٰ درجہ کی شرم و حیا تھی چنانچہ شروع کتاب مین
کسیقدر اسکے متعلق بیان ہو چکا ہے پس حق تعالیٰ قیامت مین بھی اس حیاء کا خیال فرماوینگے
شریعت نے جس مصلحت سے دنیا مین پردہ مشروع اور واجب کیا ہے اُس خاص وقت بلکہ
ہمیشہ جنت مین وہ مصلحت نہ ہو گی مگر اعلیٰ درجہ کی حیا مقتضی ہے کہ پردہ وہان بھی کیا جاوے
اور بظاہر یون معلوم ہوتا ہے کہ یہ خصوصیت حضرت فاطمہؓ کو اُسوقت حاصل ہو گی جبکہ اہل جنت
جنت مین داخل نہ ہوئے ہونگے کیونکہ وہان تو باقتضاے غیرت سب عورتون کا پردہ ہو گا
اجنبیون سے سبحان اللہ جو ذات مقدسہ دنیا مین بھی اعلیٰ درجہ کی حیا سے رہی اور محشر اور
جنت مین بھی اس دولت سے مالا مال ہو اُسکی کیا مدح کیجائے۔ **فائدہ** اس قصہ سے ضمناً یہ بھی
معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ شانہٗ کا برتاؤ بندہ سے اُسکی نیت اور حالت کے اختیار سے دین و دنیا مین
ہوتا ہے پس چاہیے کہ اعلیٰ درجہ کے کمالات دینیہ کا طالب رہے اور اسی پر عمل درآمد کرے اور تا بمقدور

خوب سعی کرے اللہ تعالیٰ پناہ دیگا ہمت مردان مدد خدا مثل مشہور ہے خوب سمجھ لو غرض اس سوانح عمری
لکھنے سے یہی ہے کہ لوگ نصیحت حاصل کریں اور اشارۃً اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام عورتوں سے
حضرت فاطمہؓ افضل ہیں اسلیے کہ اعلیٰ درجہ کی غیرت اعلیٰ درجہ کے ایمان کا ثمرہ ہے پس آپ کا زمان
اعلیٰ ہوا جسکی وجہ سے یہ خصوصیت میسر ہوئی اور اس فضیلت کو فضل جزئی لکھکر بغیر کسی قرینہ کے تاویل کرنا غیر مناسب ہے

(۱۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ
دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ
اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)۔

ترجمہ امام مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ جب آیت ندع ابناءنا
وابناءکم الآیۃ نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ
اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا پھر فرمایا کہ اے اللہ یہ لوگ میرے
گھر والے ہیں پورا قصہ یوں ہے کہ عرب میں قاعدہ تھا کہ جب کوئی قوم اپنے درمیان اختلاف کرتی کسی بات
میں اور ایک دوسرے کو جھٹلاتے اور ظلم کرتے تو باہر شہر کے آتے تھے اور ایک دوسرے پر لعنت کرتے
تھے اور کہتے تھے جھوٹے پر اور ظالم پر خدا کی لعنت (لعنت کے معنی خدا کی رحمت سے دور ہونا) پس عرب میں
عیسائیوں کا بھی ایک قبیلہ تھا یعنی نجران اور اُن کو حضور سرور عالم نے نامہ لکھا تھا اور مسلمان ہونے کا حکم
فرمایا تھا اُنھوں نے چودہ آدمی اپنی قوم میں سے چھانٹ کر آپ کی خدمت میں بھیجے پہلے دن ریشمین کپڑے
اور انگوٹھیاں سونے کی پہن کر جناب رسول مقبولؐ کی خدمت میں حاضر ہوے آپ نے اُنکے سلام اور کلام کا
کچھ جواب نہ دیا وہ حیران ہوے دوسرے دن وہ لوگ بمشورہ عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف
(ان دونوں حضرات سے اور اُن لوگوں سے پہلے سے جان پہچان تھی) اور موافق رائے حضرت علیؓ کے
کہ اُسوقت اُن دونوں حضرات کے پاس تشریف فرما تھے وہ لباس وانگوٹھی اُتار کر سادے لباس سے
خدمت نبوی میں حاضر ہوے آپ نے اُنکے سلام کا جواب دیا اور اُنسے گفتگو فرمائی اور مسلمان ہونے کو
فرمایا اُنھوں نے قبول نہ کیا اور بہت بیجا مباحثہ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال پوچھا

Presented by www.ziaraat.com

آپ نے فرمایا کہ ٹھیرو اس شہر مین تمھین جواب ملے گا اللہ تعالیٰ نے چند آیتین نازل فرمائین جنکا ترجمہ یہ ہے۔ حال عیسیٰؑ کا نزدیک اللہ کے مثل آدمؑ کے ہے پیدا کیا اُن کو اللہ نے مٹی سے اور کہا موجود ہو وہ پیدا ہو گئے حق تیرے رب کی طرف سے ہے اسمین کچھ شبہہ مت کر (حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو شک کیسے ہو سکتا تھا پس مراد یہ ہے کہ آپ کی اُمت کو کسی طرح کا شبہہ نہ ہو) پھر جو کوئی جھگڑے تجھ سے اس بات مین تو کہدے کہ آؤ ہم بُلا دین اپنے بیٹے اور اپنی عورتون کو اور تم بلاؤ اپنے بیٹون اور اپنی عورتون کو اور خود ہم بھی آوین اور تم بھی آؤ اور پھر کرین لعنت اللہ کی جھوٹون پر۔ حضورؐ نے یہ آیتین سُنا دین اُنھون نے مضمون آیتون کا اقرار نہ کیا اور مباہلہ کے بارہ مین کہا کہ کل اس بارہ مین ہم آکر گفتگو کرینگے اپنے مکانپر جاکر اپنے سردار سے جسکا نام عاقب تھا پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے اُس نے جواب دیا کہ اے گروہ نصاریٰ تم خوب جانتے ہو کہ محمدؐ پیغمبر برحق ہین اور جو پیغمبر سے مباہلہ کرتا ہے بیشک تباہ ہو جاتا ہے مباہلہ مت کرو۔ مباہلہ[1] اسے کہتے ہین کہ لوگ جو آپسمین کسی بات پر جھگڑتے ہون یکجا ہو کر بہت اچھی طرح مبالغہ سے اللہ سے دعا کرین کہ جو باطل پر ہو اُسپر خدائے تعالیٰ کی لعنت اُترے اور وہ تباہ ہو جاوے اور مباہلہ مین زیادہ مبالغہ کی صورت یہ ہے کہ دونون طرف کے لوگ اپنی اولاد اور عورتون کو مباہلہ کی جگہ حاضر کرین اللہ نے ایسا ہی مباہلہ کا حکم دیا تھا۔ دوسرے دن نصاریٰ آپ کی خدمت مین حاضر ہوے آنحضرتؐ مع حضرت علیؓ و جناب سیدۃ النساء فاطمہؓ و حضرت حسنینؓ کے تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ میری دعا کے ساتھ آمین کہنا عیسائی ان پنجتن پاک کی مبارک اور منور صورت دیکھکر گھبرائے اور ابو الحارث بن علقمہ نے کہا کہ یہ لوگ ایسے نظر پڑتے ہین کہ اگر خدائے تعالیٰ سے پہاڑ کے ٹل جانے کی دعا کرین تو پہاڑ ٹل جاوے ہرگز انسے مباہلہ نہ کرو پس نصاریٰ نے مباہلہ کیا اور نہ اسلام لائے اور اسلام کی ماتحتی اختیار کی اور جزیہ[2] دینا قبول کیا حضورؐ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو سب بندر اور سُور ہو جاتے اور یہ جنگل ان پر آگ برساتا اور ایک سال مین پرندہ زمین

---

[1] وہی تجوز الآن کما فی الدر المختار و المجمل لکنہا فی الامور الیقینیۃ لا الظنیۃ اما ظہور اثرہ فبیانہ مفصل فی ابانۃ البیان ۱۲ منہ

[2] یہ ایک محصول ہے جو کفار ماتحت سلطنت اسلام سے اسلامی عملداری مین لیا جاتا ہے ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

انکا نام و نشان نہ رہتا سب تباہ ہوجاتے اور اشعۃ اللمعات میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پرندے بھی درختوں پر جلجاتے (یعنی انکے وبال سے اس مقام میں اسقدر عذاب آتا) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو لوگ آیت میں مراد تھے اُن کو ہمراہ لیا تھا جنسے کہ آپ کو بہت محبت تھی ایسے موقع پر اپنے پیاروں کو لیجانا بڑے سچے اور قوی محبت والے کا کام ہے یہ بڑا عظیم الشان حضورؐ کا معجزہ ہے کہ نہ ہتھیار میں نہ روپیہ خرچ ہوتا ہے فقط زبان ہلتی ہے لیکن بوجہ رعب خداوندی جو اللہ والوں کے نورانی چہروں سے نمایاں تھا ایسا غالب ہوا کہ ان حضرات کے اہل حق ہونیکا اقرار کرلیا اور دعا کے لیے زبان ہلانے کی جرأت نہ ہوئی لیکن بدنصیبی کی وجہ سے ایمان سے محروم رہے بیان سے بزرگی ان حضرات کی ملاحظہ کرنا چاہیے جنمیں حضرت فاطمہؓ بھی ہیں کہ کافر دشمنوں نے بھی انکی بزرگی کا اقرار کرلیا اور حضورؐ کا معجزہ ان حضرات کے ذریعہ سے صادر ہوا نیز ان حضرات کا محبوب عند الرسول ہونا کسدرجہ ثابت ہوا کہ ایسے موقع پر جہاں بڑے محبوب حضرات کی ضرورت تھی آپ اُن کو ہمراہ لے گئے بیان سے بہت بڑی فضیلت حضرت فاطمہؓ کی ثابت ہوتی ہے جو مطلوب مقام ہے اور احکام شرعیہ اور تقویٰ کی بجاآوری کا نتیجہ ہے۔

(۱۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ (ای یا اہل البیت ۱۲) وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا [۱] (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالمؐ باہر تشریف لائے صبح کے وقت اس حالت میں

[۱] قال فی الکمالین اختلف فی المراد باہل البیت فی ہذا الامر فروی ابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ انہا نزلت فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروی ابن جریر عن عکرمۃ انہ کان ینادی فی السوق انہا نزلت فیہن وذہب ابوسعید الخدری ومجاہد وقتادۃ الی انہم علی وفاطمۃ والحسنین یستدل علیہ بتذکیر ضمیر علیکم ویطہرکم والصواب انہا فیہن وفاطمۃ وعلی وابنیہا اما شمولہا لہن فان سیاق الکلام معہن وفیما قبلہ وکذا فیما بعدہا الخطاب معہن (وبہ یحصل التوفیق بین الروایتین فی شان نزول الآیۃ) واما لہم فلما فی مسلم ان علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا جاء وا فادخلہم النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی کساء من شعر اسود کان علیہ ثم قرأ انما یرید اللہ الخ (ثم ذکر روایات اخریٰ وقد ذکرتہا ایضا اھ) ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

کہ آپ پھولدار کملی بالون کا اوڑھے تھے پس آئے حضرت امام حسنؓ بن علی تو آپ نے اُن کو اُس کملی مین داخل کیا پھر حضرت امام حسینؓ آئے اُن کو بھی حضرت امام حسنؓ کے ہمراہ کر لیا پھر حضرت فاطمہؓ آئین اُنکو بھی داخل فرمایا پھر حضرت علیؓ آئے پس اُن کو بھی داخل فرمایا پھر یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۞ یعنے سوائے اسکے نہین ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے پلیدی گناہون کی اے اہل بیت نبوت اور تمکو خوب پاک کرے (اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے کہ کہا اُنھون نے کہ مین تھی پاس رسول اللہ صلعم کے کہ خادم نے آن کر خبر دی کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ چوکھٹ پر کھڑی ہین پس فرمایا آنحضرت صلعم نے مجھسے کہ علیحدہ ہو جاؤ سو مین گھر کے اندر چلی گئی پھر آئے امام حسنؓ اور امام حسینؓ پس آپ نے دونون صاحبزادون کو گود مبارک مین لے لیا اور حضرت علیؓ کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے حضرت فاطمہؓ کو تھاما اور اپنے بدن سے چپان کر لیا اور سیاہ کملی جو آپ اوڑھے تھے اُن سب پر لپٹا یا اور فرمایا اے اللہ میرے اہل بیت ہین جو تیری طرف آئے ہین نہ آگ (عذاب) کی طرف (یعنی اپنا اور مجھپر رحمت فرما اور عذاب سے بچا) مین اور میرے اہل بیت آہ اور نیز اشعۃ اللمعات و روضۃ الاحباب اور ترمذی مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گذرتے تھے حضرت فاطمہؓ کے گھر پر جب فجر کی نماز کو مسجد مین تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے اَلصَّلٰوۃَ یَا اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ الآیۃ یعنی نماز پڑھو اے اہل بیت نبوت اور پھر وہی آیت پڑھتے جو مع ترجمہ گذر چکی اور اسمین اہل بیت کی بزرگی کا بیان ہے اور چھ مہینہ تک ایسا ہی برتاؤ حضورؐ نے رکھا (اور منجملہ حکمتون کے ایک یہ بھی اسمین حکمت تھی کہ طہارت اہل بیت خوب لوگون کے ذہن مین جانشین ہو جائے آہ اور تفسیر اتقان مین ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

طہارت حضرات اہل کساء رضوان اللہ علیہم

[1] وروی احمد عن واثلۃ بن الاسقع انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بعد تلاوۃ ہذہ الآیۃ اللّٰہم ہٰؤلاء اہل بیتی وخاصتی فاذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

دَعَا فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا لَمَّا نَزَلَتْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ الْاٰيَة فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا یعنی امام ترمذی وغیرہ نے عمر بن ابی سلمہ اور امام بن جریر وغیرہ نے حضرت ام سلمہ رضی سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بلایا حضرت فاطمہ رض اور حضرت علی رض و حضرت امام حسن رض و حضرت امام حسین رض کو جبوقت کہ آیت تطہیر (جو مع ترجمہ گذر چکی) نازل ہوئی پس اُڑھایا اُن کو کمل اور کہا اے اللہ یہ لوگ میرے اہلبیت (گھروالے) ہیں سو دور کردے ان سے پلیدی (گناہ) اور اِن کو خوب پاک کردے اور تفسیر ابن جریر طبری پارہ بائیس میں حدیث ہے حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الْقُدُّوْسِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ذَكَرْنَا عَلِيَّ بْنَ اَبِيْطَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِنْدَ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ فِيْهِ نَزَلَتْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَيْتِيْ فَقَالَ لَا تَأْذَنِيْ لِاَحَدٍ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَحْجُبَهَا عَنْ اَبِيْهَا ثُمَّ جَاءَ الْحَسَنُ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَمْنَعَهُ اَنْ يَدْخُلَ عَلٰى جَدِّهِ وَاُمِّهِ وَجَاءَ الْحُسَيْنُ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَحْجُبَهُ فَاجْتَمَعُوْا حَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بِسَاطٍ فَجَلَّلَهُمْ نَبِيُّ اللّٰهِ بِكِسَاءٍ كَانَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا عَلَى الْبِسَاطِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا اَنْعَمَ وَقَالَ اِنَّكِ اِلٰى خَيْرٍ انتھی ترجمہ اسکا یہ ہے کہ حکیم سعد کے بیٹے فرماتے ہیں کہ ہمنے حضرت علی رض کا ذکر حضرت ام سلمہ رض کے سامنے کیا اُنھوں نے فرمایا اُنکی (یعنی حضرت علی رض کی) شان مین یہ آیت (مذکورہ) نازل ہوئی ہے اور فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میرے مکانمین رونق افروز ہوئے پھر فرمایا کہ کسی کو (یہان آنے کی) اجازت نہ دینا (مگر یہ حکم ضروری نہ تھا) اسکے بعد فاطمہ رض آئین سو مین اس بات پہ قادر نہ ہوئی کہ اُن کو روکون اُنکے باپ کے پاس جانے سے پھر امام حسن رض آئے سو مین قادر نہ ہوئی کہ اُن کو روکون اپنے نانا اور اپنی مان کے پاس جانے سے اور امام حسین رض آئے سو مین قادر نہ ہوئی

Presented by www.ziaraat.com

اُنکے روکنے پر پس جمع ہوئے وہ سب گرد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بچھونے پر پھر آپ نے (یعنی رسول اللہ صؐ نے) اُن کو ایک کمل اُڑھایا جسکو آپ اوڑھے تھے پھر کہا یہ میرے اہل بیت ہین سو دور کردے (اے اللہ تعالیٰ) اِن سے نجاست اور ان کو خوب پاک کردے پس یہ آیت (تطہیر جو اوپر گذری) نازل ہوئی جبکہ وہ سب جمع ہوئے بچھونے پر کہا حضرت ام سلمہؓ نے پھر مین نے عرض کیا یارسول اللہؐ اور مین (یعنی آپ مجھے بھی اس دعا مین شامل فرمائیے) سو خدا کی قسم آپ نے نعم (یعنی ہان) نہین فرمایا اور کہا تم بھلائی پر ہو (یعنی تمکو بھی مجھسے خاص تعلق ہے مگر یہ معاملہ خاص ان ہی حضرات کے ساتھ ہے بحکم خدائے عزّوجل) حدیث تمام ہوئی اُس کمل مین حضرت علیؓ کا شامل ہونا حضرت ام سلمہؓ نے اور حضرات کے ساتھ ذکر نہین کیا لیکن پہلے فرما چکی ہین کہ انکی شان مین یہ آیت نازل ہوئی اسلیے اب دوبارہ ذکر نہین کیا یا روایت کرنے والے سے اُنکا بیان رہگیا اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ نے جناب رسول اللہؐ کی دعا قبول فرمائی اور وہ حضرات حفاظت کے پروانہ سے مشرف ہوئے اور روایت مذکورہ کی تائید آئندہ حدیث مرفوع سے ہوتی ہے جسمین آپ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت تطہیر میرے اور چارون حضرات مخصوصین کے حق مین نازل ہوئی ہے تمہید ابوالشکور سلمی مین امکان عصمت غیر انبیاء کو ثابت کیا ہے اور حضرت ابوسفیانؓ کا وقت اسلام سے کوئی گناہ نہ کرنا خود اُن ہی سے احیاء العلوم مین اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل کا یہی حال قرۃ العیون مین منقول ہے[1] اور ظاہر یہ ہے کہ آیت کریمہ اول حضرات ازواج مطہرات کے باب مین نازل ہوئی جیسا کہ سیاق آیت بھی اسکا مؤید ہے پھر دعا کے بعد ان حضرات یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت فاطمہؓ و غیرہم کے باب مین نازل ہوئی -

(۱۲) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)-

بفتح الحاء ۱۲ — بکسر السین ۱۲

[1] وفی العزیزی عن علیؓ مرفوعاً بسند صحیح بروایۃ الترمذی الا اعلمک (یا علی) کلمات اذا قلتھن غفر اللہ لک (الذنوب الصغائر) وان کنت مغفوراً لک (قال المناوی الذنوب الکبائر) قل لا الٰہ الا اللہ العلی العظیم لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم لا الٰہ الا اللہ سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین (جلد ۲ صفحہ ۹ مصری) قلت ہذا کقولہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر واللہ تعالےٰ اعلم ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

ترجمہ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے بارہ مین کہ میری اس شخص سے لڑائی ہے جو انسے لڑے اور اُس شخص سے صلح ہے جو انسے صلح رکھے (اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے) کوئی یہ وہم نہ کرے کہ محض طرفداری کی وجہ سے آپ نے یہ الفاظ فرما دیے اگرچہ یہ حضرات ناحق پر ہون جب بھی رسول مقبول انکے طرفدار رہی ہون گے تو بہ توبہ حق کے مقابل تو جناب رسول مقبولؐ کسی کی بھی رعایت نہین فرما سکتے چنانچہ اگلی حدیثون مین اسکا بخوبی حال معلوم ہوگا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو ناحق امور سے محفوظ رکھا ہے لہذا وہ حضرات ناحق کسی سے ناراض نہین ہوسکتے اور حق کی طرفداری واجب ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمودہ مین کچھ اشکال نہ رہا

(۱۳) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَّ دَلًّا وَّ هَدْيًا اَوْ مَعَانِقًا مُتَقَارِبَةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ فَاطِمَةَ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهَا كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین مین نے کسی کو نہین دیکھا کہ وہ عادات واخلاق مین زیادہ مشابہ ہو رسول اللہؐ سے بجز حضرت فاطمہؑ کے خدائے تعالیٰ اُنکا چہرہ بزرگ کرے (قیامت کے دن یعنی اُنکو عزت عطا فرما دے) جبکہ وہ حضور سرورِ عالم کی خدمت مین حاضر ہوتی تھین تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اُنکی محبت کی وجہ سے) کھڑے ہو جاتے تھے (یہ قیام محبت تھا) پھر انکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے لیتے تھے (محبت کی وجہ سے) اسکے بعد اُن کو بوسہ دیتے تھے اور اپنی جگہ بٹھلاتے تھے اور جب جناب رسول اللہؐ حضرت فاطمہؑ کے پاس تشریف لیجاتے تھے ایسا ہی برتاؤ فرماتی تھین (اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے)۔

(۱۴) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنِّيْ لَمْ اَرَ دَمَ حَيْضٍ فَاطِمَةَ وَلَا دَمَ نِفَاسِهَا فَقُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابْنَتِيْ طَاهِرَةٌ

مُطَهَّرَةٌ اَوْ كَمَا جَاءَ فِي الرِّوَايَةِ (رَوَاهُ الْاِمَامُ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الرِّضَا لٰكِنْ قَالَ بَعْضُ عُلَمَاءِ الْحَدِيْثِ فِيْ تَشْرِيْفِ الْبَشَرِ الْمُؤَلَّفِ بِلِسَانِ الْهِنْدِ فَتَرْجَمْتُ بِهَا بِالْعَرَبِيَّةِ وَسَيَأْتِيْ فِي التَّرْجَمَةِ عُنْوَانُ تَالِيْفِهِ)-

ترجمہ اسما بنت عمیس کہتی ہین مین نے (حضرت) فاطمہؓ کا خون حیض ونفاس کا نہین دیکھا سو حضرت (رسول مقبولؐ) سے مین نے یہ بات عرض کی آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی طاہرہ (پاک) مطہرہ (پاک کی گئی) ہے (تاکید کے لیے دو لفظ فرمائے یعنی بہت پاکیزہ ہے) اسکو تشریف البشر مین حضرت امام علی بن موسی الرضا سے روایت کیا ہے لیکن سند اس حدیث کی مذکور نہین اگر ثابت ہو تو اس سے یہ خاص فضیلت حضرت فاطمہؓ کی ثابت ہوگی اور اسکے متعلق مفصل مضمون پہلے گذر چکا ہے -

(۱۵) حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ[۱] مِنَ الْاَسْبَاطِ (رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ)-

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے حسین مجھسے ہے اور مین حسین سے اے اللہ پیار کرے اسکو جو محبت کرے حسین سے حسین ایک جماعت فرزندی ہے جماعتون مین سے (یعنی یہ میرا بیٹا ایک جماعت ہے بیٹون کی جماعت مین سے) اور یہان سے بزرگی حضرت امام حسینؓ شہید کربلا کی کسقدر ثابت ہوتی ہے کہ اُنکے ساتھ محبت کرنے سے اللہ کا پیارا بنجاتا ہے اور یہ دعا حضورؐ کی ہے جسکا قبول ہونا لازم ہے اور آپ نے اُن کو شدت محبت سے بیٹا فرمایا اور آپ اپنے نواسون کے ساتھ بیٹون ہی جیسا برتاؤ فرماتے اور یہان سے اولاد کے ساتھ محبت کرنا سنت ثابت ہوا - اس حدیث کو حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے - حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کا بڑا درجہ ہے یہان فقط مختصر طور پر کچھ مضمون یہ امر بتلانے کو کہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد کی کسقدر فضیلت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیٹی کی پاکیزہ اولاد سے کیا دینی نفع ہوا لکھا جاتا ہے - حضرت مولٰنا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب محدث دہلوی

[۱] یکے فرزند وطائفہ از فرزندان یعقوب علیہ السلام وقال فی مجمع البحرین فی الخبر الحسین سبط من الاسباط ای امۃ من الامم فی الخیر (کما اطلق ہذا اللفظ علی ابراہیم فی القرآن ای لفظ الامۃ) ویحتمل ان یراد بالسبط القبیلۃ ای یتشعب منہا نسلہ السبط شجرۃ لہا اغصان کثیرۃ واصلہا واحد انتہی قلت لا یبعد اجتماع ہذین الوجہین وفی کلام النبوۃ حکم کثیر ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ کمال شہادت بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل نہین ہوا اسواسطے کہ اگر شہادت ظاہری ہوتی تو اسلام مین بڑا فتور واقع ہوتا (یعنی مخالفین اسلام کو بڑا طعن کرنے کا موقع حاصل ہوتا کہ اشرف الانبیا کو شہید کرلیا نیز خود اہل اسلام کو بڑا رنج ہوتا اور گو یہ دونون باتین بذات خود دینی اعتبار سے کچھ بُری نہین ہین بلکہ مقصود ہین کہ انکی بدولت رتبہ مین ترقی ہوتی ہے لیکن حق تعالی کو اتنا بھی گوارا نہین ہوا کہ باعتبار دنیا کے ظاہری طور پر بھی آپ کی نسبت کفار کو ایسی بات کہنے کا موقع ملے نیز مسلمانون پر رحم کیا کہ اس عظیم الشان صدمہ سے بچایا۔ اور یہ تمام ہماری سمجھ کا ثمرہ ہے اصلی حال خدائے تعالی کو معلوم ہے۔ اور جو رتبہ اللہ کو دینا ہو وہ بہت طریقون سے حاصل ہوجاتا ہے لیکن عادت الٰہیہ اسی طرح جاری ہے کہ ہر مسبب کا کوئی سبب ہوتا ہے اور اگر شہادت خفیہ ہوتی (خواہ وہ اسباب شہادت مین سے کسی طرح ہوتی) تو وہ کامل شہادت نہ ہوتی اسلیے کہ کمال شہادت یہ ہے کہ آدمی مسافرت مین قتل کیا جاوے اور اُسکے گھوڑے کی کوچین کاٹی جاوین اور اور مصیبت کی باتین لکھی ہین پھر فرمایا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے ذات حسنین رضی اللہ عنہما کو بجائے ذات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرار دیکر دونون طرح کی شہادتون کا کمال اُنکے ذریعہ سے جناب رسول مقبول صلعم کو عنایت فرمایا اور واضح رہے کہ امام جلال الدین سیوطی وغیرہ رحمہم اللہ تعالی نے تحریر فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات بطریق شہادت زہر سے ہوئی یعنی خفیہ شہادت زہر سے آپ کو حاصل ہوئی (زہر کا قصہ یہ کہ مشکوٰۃ مین ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی سے فرمایا کہ وہ لقمہ جو مین نے خیبر مین کھایا (تھا) اُسکی سختی مین ہمیشہ پاتا ہون یہان تک کہ اب میری رگ جان بسبب زہر کے کٹ گئی مراد اُس لقمہ سے گوشت زہر کا بھرا ہوا ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکری کے ہاتھ کا گوشت زہر آلود کرکے آپ کے کھانے کو بھیجا تھا اور آپ نے اسمین سے ایک لقمہ منھ مین لے لیا تھا پس حاصل یہ ہوا کہ اگرچہ نفس شہادت خفیہ آپ کو میسر آئی لیکن کمال شہادت یہی ہے کہ بغیر تاخیر وفات شہادت ہوجاے یعنی بعد زخمی ہونے کے تاخیر کرکے کچھ دوا غذا کھا کر نہ مرے اور اگر ایسا ہو تو کمال شہادت نہین شمار کیا جاتا اور آپ نے کئی برس کے بعد واقعہ زہر سے وفات پائی پس کمال شہادت

Presented by www.ziaraat.com

سِتر یہ وخفیہ بذریعۂ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا طرح
کہ حضرت امام حسنؓ صدمۂ زہر سے اُسی طریق کمال سے شہید ہوئے - پس جناب رسول مقبولؐ کو دونون
طرح کی شہادت کا کمال اپنے دونون نواسون وصاحبزادون کے ذریعے سے حاصل ہوا شہادت خفیہ کا
کمال بذریعۂ حضرت امام حسنؓ کے اور شہادت ظاہری کا کمال بذریعۂ حضرت امام حسینؓ کے۔ اگر کوئی
کہے کہ شہادت خفیہ مین تو کوئی فتور نہ تھا بس اگر وہ کامل طریق پر آپ کو بذات خود حاصل ہو جاتی اور
شہادت ظاہری بذریعۂ امام حسینؓ میسر ہوتی تو کیا مضائقہ تھا جواب یہ ہے کہ دونون صاحبزادے
مقبول نظر نبویؐ تھے اسلیے حضرت امام حسنؓ کا اس رحمت سے خالی رکھنا منظور حق جل شانہ نہ ہوا۔
ان دونون صاحبزادون کی شہادت کا مفصل حال کتاب سر الشہادتین مؤلفہ حضرت مولٰنا شاہ
عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی مندرج ہے جو چاہے وہان دیکھ لے)۔

(۱۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ قَتَلْتُ بِیَحْیَی بْنِ
زَکَرِیَّا سَبْعِیْنَ اَلْفًا وَاِنِّیْ قَاتِلٌ بِابْنِ بِنْتِکَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا وَسَبْعِیْنَ اَلْفًا (اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے طرف محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے کہ بیشک مین نے یحیٰی بن زکریا (یہ پیغمبر تھے اور ظالمون نے اُنکو قتل کیا تھا) کے بدلے
ستر ہزار کو قتل کیا اور مین قتل کرونگا بدلے آپ کے نواسہ (حضرت شہید کربلا) کے ستر ہزار اور ستر
ہزار کو (اسکو حاکم نے بسند صحیح روایت کیا ہے اور یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا یعنی قتل ایک لاکھ
چالیس ہزار کا مختار ثقفی اور سفاح عباسی کے ہاتھون سے ظاہر ہوا اور اس سے عظمت اور
وجاہت حضرت سید المرسلینؐ کی اور شدت عذاب اُخروی (اسلیے کہ عذاب دنیاوی بمقابلۂ
اُخروی کم ہوتا ہے) قاتلین حسین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی معلوم کیا چاہیے کذا فی
تحریر الشہادتین فی شرح سر الشہادتین لمولٰنا سلامت اللہ الکانفوری قدس سرہ التلمیذ لمولٰنا
بالکسر شاگرد ۱۲

سلہ من مات بالطاعون کانت شہادتہ وشہادۃ مجاہد الکفار سواء کما جاء فی الحدیث نقلہ الشیخ ابن حجر فی فتح الباری فاغتنم
ہذہ الفائدۃ یعنی کافرون سے لڑکر شہید ہونا اور طاعون سے شہید ہونا برابر درجہ کا ہے ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

عبدالعزیز الدہلوی المؤلف لسر الشہادتین۔ یہان سے معلوم ہوا کہ بزرگون کی اولاد اور تابعدارون اور دوستون کو ضرور ہے کہ اعلیٰ درجہ کی دینداری کا تمغہ اور فخر حاصل کرین اور جان و مال کی دین کے مقابلہ مین کچھ وقعت نہ کرین ہر امر مین دین کو مقدم اور زہد کو اپنا شعار بنا دین فقط اولاد ہونا فخر کے قابل نہین کمال جبہی ہے کہ بزرگون کی اولاد بھی ہوا ور اپنے نیک بزرگون کے جیسے کام بھی کرے اگر کوئی کہے کہ یہان سے حضرت امام حسینؓ کی فضیلت نبیؐ پر معلوم ہوئی حالانکہ آپ نبی نہ تھے اور ادنیٰ درجہ کا نبی اعلیٰ درجہ کے ولی سے افضل ہے۔ اِسکے دو جواب ہین (۱) اصل مین یہ فضیلت حضور سرور عالم کی ہے جو تمام انبیا سے افضل ہین جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ دونون صاحبزادون کے وسیلہ سے حضور سرور عالم کی شہادت ظاہری و خفیہ کا کمال مقصود تھا گو ان صاحبزادون کو بھی اعلیٰ رتبہ شہادت اور اسکا ثواب لیگا پس جب فضیلت حضور سرور عالم کی ہوئی تو اعتراض نہ رہا (۲) یہ فضیلت جزئی ہے فضل کلی نہین ہے بعض اعتبار سے افضل ہونا فضل کلی کے منافی نہین اور میرے نزدیک تقریر مذکور کے اعتبار سے وجہ اول قوی اور بے تکلف ہے اور دوسری وجہ بھی معقول ہے جسکو اہل علم اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہین۔

(۱۷) عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ بَنِیْ اُنْثٰی فَاِنَّ عَصَبَتَہُمْ لِاَبِیْہِمْ مَا خَلَا وُلْدَ فَاطِمَۃَ فَاِنِّیْ اَنَا عَصَبَتُہُمْ وَاَنَا اَبُوْہُمْ (اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ)

بالضم و بفتحتین فرزندان ... مفرد و جمع آمده کذا فی المنتخب المراد ہہنا اقاربنا الذکور ۱۲

ترجمہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر عورت کے بیٹے کا عصبہ اُنکا باپ ہوتا ہے سوائے اولاد فاطمہؓ کے کہ مین اُنکا عصبہ ہون اور اُنکا باپ ہون (اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے) معنے یہ ہین کہ ہر عورت کی اولاد نسبت کیجاتی ہے اپنے باپ کی طرف مگر اولاد فاطمہ میری طرف منسوب ہے اور مین اُنکا عصبہ اور باپ ہون یعنی قاعدہ یہ ہے کہ ہر عورت کی اولاد اپنے باپ اور باپ کی طرف کے رشتہ دارون مثل دادا وغیرہ کی طرف نسبت کیجاتی ہے مگر اولاد فاطمہ میری طرف منسوب ہے گویا وہ میری اولاد ہے اور مین اُنکا باپ ہون پس وہ اولاد آپ کی طرف اسی وجہ سے نسبت کیجاتی ہے اور آپ کی وجہ سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو دی جاتی ہے

اگرچہ فی الحقیقت انکے باپ حضرت علیؑ ہی ہین بیان سے خصوصیت اور بزرگی اولاد حضرت فاطمہؑ کی جو شامل ہے حضرت فاطمہؑ کی بزرگی کو کسدرجہ ثابت ہوتی ہے کہ اُن کو حضورؐ نے خلاف قاعدہ اپنی طرف نسبت کرکے اسقدر شرف مرحمت فرمایا جسکی کوئی قیمت نہین ہوسکتی اور یہ خصوصیت ہے حضرت فاطمہؑ کی کہ انکی اولاد اپنی مان کی طرف نسبت کیجاتی ہے نہ کہ اپنے باپ کی طرف اور تقریر ذیل جو نہایت مفید ہے اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً اولاد باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے اور شریعت کا بھی یہی حکم ہے حتّیٰ کہ اگر باپ شریف قوم کا ہو اور مان رذیل قوم کی تو اولاد شرفا مین شمار ہوتی ہے الّا اولاد المملوک فانہ تابع لامہ لدلیل آخر۔ اور اس تقریر سے وجہ خصوصیت نسبت اولاد حضرت فاطمہؑ بجانب والدہ ماجدہ خود بخوبی ظاہر ہوگی غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

جاننا چاہیے کہ اولاد والدین کا جزء ہے اور مان اور باپ دونون کو پیدائش اولاد مین دخل ظاہر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی یعنی اے لوگو ہمنے تم کو نر اور مادہ سے پیدا کیا ہے اور مشاہدہ بھی اسپر دلیل قوی ہے اور ظاہر اولاد کی پیدائش مین مان کو زیادہ دخل ہے بہ نسبت باپ کے اسلیے کہ مرد سے فقط چند قطرے منی کے جدا ہوتے ہین جنکا پیدائش مین کو دخل ہے اور باقی جو کچھ شکم مادر سے نکلتا ہے وہ سب مان سے نکلتا ہے پس ضرور ہوا کہ اعضاے منویہ اور اعضاے دمویہ مان کے خون اور اُسکی منی سے پیدا ہوتے ہین اور عورت کی منی کا دخل پیدائش مین ہونا معتبر حدیث مین مصرح ہے لیکن فطرت بشریہ اور شریعت الٰہیہ دلالت کرتی ہے اثبات پر کہ خصوصیت اولاد کی باپ کے ساتھ زیادہ ہے بہ نسبت مان کے تقریر اسکی یہ ہے اوّلاً یہ کہ تمام لوگ ہر ولایت کے عربی اور عجمی اور مشرقی اور مغربی اور اہل اسلام اور کفار وغیرہم اولاد کو باپ کی طرف نسبت کرتے ہین نہ مان کی جانب ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا یعنی اور ٹھیرا دیے تمھارے کنبے اور قبیلے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو اور ظاہر ہے کہ پہچان خاندان اور ضبط قوم باپ کی طرف سے

Presented by www.ziaraat.com

ہوتا ہے نہ کہ ماں کی طرف سے ثالثاً یہ کہ حق تعالیٰ نے توریت مین نسب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ذکر کیا ہے اور سوائے باپ دادون کے ماں کی طرف نسبت نہین کی نیز جناب رسول مقبول صلعم نے بھی اپنا نسب شریف حضرت عدنان رضی اللہ عنہ تک پہونچایا اور سوای باپ دادون کے ماؤن کا ذکر نہ فرمایا رابعاً یہ کہ اگر نسبت اولاد کی ماں کی طرف صحیح ہوتی مثل نسبت باپ دادون کے تو اولاد حضرت اسمٰعیلؑ کی طرف قبطی کے اور اولاد حضرت امام زین العابدینؑ کی نسبت طرف ساسانیہ کے اور نسل حضرت موسیٰ کاظمؑ کی جانب حبش کے درست ہوتی حالانکہ ایسا نہین ہے۔ خامساً یہ کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی ماؤن کا روٹی کپڑا اُسپر واجب ہے جنکے لیے وہ بچہ پیدا کیا گیا ہے یعنی باپ۔ امام رازی نے المولود کی تفسیر والد سے کی ہے وَقَالَ صَاحِبُ الْكَشَّافِ إِنَّ السَّبَبَ فِيهِ أَنْ يُعْلَمَ أَنَّ الْوَالِدَاتِ إِنَّمَا وَلَدْنَ الْأَوْلَادَ لِلْآبَاءِ وَلِذَا لِكَ يُنْسَبُونَ إِلَيْهِمْ لَا إِلَى الْأُمَّهَاتِ یعنی مؤلف تفسیر کشاف نے فرمایا ہے کہ باپ کی طرف نسبت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ معلوم ہو جاوے یہ بات کہ عورتون نے اولاد کو اُنکے باپون کے لیے جنا ہے اور اسی وجہ سے اولاد اُنکی طرف منسوب ہوتی ہے۔ سادساً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی اولاد کو اُنکی پشت مین رکھا نہ حضرت حواؑ کے پیٹ مین اسکے بعد ہر مرد کی پشت مین اُسکی اولاد رکھی یہان تک کہ وہ پیدا ہو اُس سے اور وہ ذریت عورتون کے پیٹ مین نہین رکھی بلکہ عورتون کو امانت کی جگہ قرار دیا وقت ڈالنے منی کے اُنکے رحم مین اور مردی ہے کہ بنی آدم کی روحون نے حضرت ابراہیمؑ کی آواز حج کرنیکے لیے تھی اسکا جواب باپون کی پشت سے دیا اور یہ روایت مشہور ہے (یہ قصہ جب ہوا تھا کہ اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم فرمایا تھا کہ اعلان دو لوگ خانہ کعبہ کے حج کے لیے آوین پس جو لوگ پیدا نہوئے تھے اُنھون نے اس حکم کو قبول کیا اپنے باپونکی پشتون مین اور ظاہر ہے کہ اسکا

لے وانشد المامون بن الرشید شعر وانما امہات الناس اوعیۃ + مستودعات وللآباء ابناء ۱۲ منہ سے فی تفسیر الجلالین فنادی علی جبل ابی قبیس یا ایہا الناس ان ربکم بنی بیتا داوجب علیکم الحج الیہ فاجیبوا ربکم والتفت بوجہ یمیناً وشمالاً وشرقاً وغرباً فاجابہ کل من کتب لہ ان یحج من اصلاب الرجال وارحام الامہات لبیک اللہم لبیک انتہی واللہ اعلم ۱۲

قبول کرنا ارواح کو اسیطرح تھا جیسا کہ عالم ارواح مین سب لوگ مسلمان و ولی فاسق اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے کا اقرار کر چکے ہین گو دنیا مین آکر بعض اُسپر عمل نہین کرتے۔ ان تمام امور مذکورہ سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ عموماً خاندان کی نسبت باپ و دادا کی طرف ہوتی ہی شرعاً و عرفاً بس جو لوگ سید و نکی لڑکیون کی اولاد کو سید کہتے ہین جبکہ اُن لڑکیون کے خاوند سید نہ ہون سخت غلطی پر ہین اور اسی وجہ سے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ مین اپنی ذات اور اپنی اولاد کو سید نہین کہتا حالانکہ ہمارے جد باپ و دادا سادات کی لڑکیون سے پیدا ہین اور علامہ بحر الرائق زین الدین بن نجیم مصری نے اپنے فتاویٰ مین اس سوال کا کہ شریف عورت کا لڑکا جبکہ باپ شریف نہو شریف شمار ہوگا یا نہین یہ جواب لکھا ہے کہ اگر اُسکا باپ شریف نہین ہے تو وہ شریف شمار نہ ہوگا اپنی مان کے اعتبار سے اور واضح ہو کہ سیادت اولاد فاطمہؓ اور انکی نسبت حضرت فاطمہؓ کی طرف اسوجہ سے ہی کہ حدیث مین اس امر کی تصریح ہے اور وہ حدیث یہ ہے اِنَّ اَوْلَادَ الْاُمِّ یَنْتَمُوْنَ اِلٰی عَصَبَتِھِمْ اِلَّا الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَاِنَّھُمَا اَبْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیْ یعنے اولاد مان کی منسوب ہوتی ہے اپنے باپ کے نر رشتہ دارون کی طرف مگر امام حسنؓ اور امام حسینؓ (کہ وہ میری طرف باوجود نانا ہونیکے اور مان کی نرقرابت جو باپ کی طرف سے ہے اُسکی طرف منسوب ہے) اسلیے کہ وہ دونون میرے بیٹے اور میرے نواسہ ہین۔ یعنی حقیقۃً نواسے اور حکماً بیٹے ہین اور آپکا برتاؤ اُن صاحبزادون سے بیٹون کا سا تھا اور اس تخصیص کے اسباب مندرجہ ذیل ہین (۱) چونکہ جناب رسالتمآبؐ کی اولاد نرینہ نہ تھی پس اولاد دختری اُسکے قائم مقام ہوئی۔ یہ ظاہر وجہ ہے (۲) (الف) اِن دونون صاحبزادون مین راز کمالی نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایسا اثر کیا کہ جو میراث لڑکون کو باپ سے ملتی ہے اُنپر وہ راز غالب آگیا پس اس اعتبار سے یہ نسبت حضور کی طرف صحیح ہوئی اور میراث سے مراد کمال پیدایشی ہے جو مادہ ہے خوش اخلاقی اور معاملات شرعیہ کا چنانچہ یہ تعلق خاص آیت تطہیر اور دوسری مذکورہ

روایتون سے بھی بخوبی ظاہر ہوچکا ہے اور آیت مباہلہ پیشتر گذر چکی ہے (ب) دونون حضرات مذکورین نے یہ سرداری بتوجہ وتعلیم جناب رسول مقبول صلعم حاصل کی جو شل فطرت کاملہ کے ہوگئی یہ معنے بھی نسبت مذکورہ کے لیے کافی ہین اور وجہ (۲) سبب باطنی ہے اگر سواے حضرت فاطمہ رضی کے اور لڑکیون سے بالفرض جناب رسول مقبول صلعم کا نسب باقی رہتا تو یہ حکم اُن کو شامل نہین ہوسکتا تھا کیونکہ حضرت فاطمہ رضی کے نام کی تصریح مع سیاق کلام اسپر واضح دلیل ہے اگرچہ بذات خود تمام اولاد آپ کی معظم ہے مگر کوئی خصوصیت جسکی نسبت ثابت ہوگی وہ اسی پر مقصور رہے گی جسکے لیے ثابت ہے عام طور پر بغیر دلیل سب اولاد کو اسمین شرکت محال اور غیر ممکن ہے —

اور واضح ہو کہ حضرات سادات کی لڑکیون کی اولاد کی بھی بڑی فضیلت ہے جو اور قومون کو حاصل نہین اسلیے کہ وہ اولاد ہین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گو خصوصیت مذکورہ مین شریک نہین اور مان کا بڑا حق ہے اور اولاد اسکی بھی ہے باپ کی طرف منسوب ہونے سے یہ خیال نہ ہو کہ مان برائے نام ہے وجہ یہ ہے کہ معتبر حدیث سے دو چند[1] حق مان کا معلوم ہوتا ہے بہ نسبت باپ کے اور اسکی علت یہ ہے کہ مان بہت خدمت اور شفقت کرتی ہے اور طرح طرح کی مصیبتین گوارا کرتی ہے — اس شفقت کی وجہ سے اسکا حق بڑھگیا جیسے کہ حضرت فاطمہ رضی کا نسب شریف نہایت اعلی اور پاکیزہ ہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثواب مین حضرت فاطمہ رضی سے بڑھ گئے گو اس خاص خوبی مین وہ حضرت فاطمہ رضی سے کم ہین لیکن اپنے اعمال صالحہ کے کمال سے ثواب اُنکا زیادہ ہوگا اور بعد تمام انبیاؑ کے سب مرد و عورتون سے افضل ہین اور حضرت فاطمہ رضی تمام عورتون سے بھی افضل ہین خوب سمجھ لو اور جان لو کہ کسی کو نسب[2] یا کسی اور برائی پر بعض طعن کرنا روا نہین کیا خبر ہے خداے تعالی کے نزدیک وہ شخص افضل ہو جسکو حقیر شمار کرتے ہو بلکہ جسقدر نعمتین حاصل ہون اُسپر شکر کرو اور تواضع اور عاجزی اختیار کرو سب خدا کے بندے ہین اگر وہ تمکو حقیر و ذلیل اور حقیر کو باعزت کر دیتا تو تمھین کب گوارا ہوتا کہ تمکو کوئی

---

[1] رواہ ابن منیع کما فی کنوز الحقائق ۱۲ منہ [2] ان برا کام چھوڑانے کی غرض سے جھڑکنا اور شرم دلانا ضرورت کے وقت برا نہین اور خاندان کی برائی بھلائی تو اولاد کے اختیار سے باہر ہے اُسمین طعن کیسا ۱۲

بُرا کے اسی طرح دوسروں کو سمجھو۔ اور اس فضیلت نسبت مین حضور کی طرف تمام اولاد حضرت فاطمہؓ کی شریک ہے جو قیامت تک ہوگی جیسا کہ اصل حدیث مین لفظ عام ہے گو شرح کی حدیث مین حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ کا خاص نام مبارک مذکور ہے اور قاعدۂ عُرفیہ بھی عموم کا مقتضی ہے خوب سمجھ لو۔

(۱۸) عَنْ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِيْ أُمٍّ يَنْتَمُوْنَ إِلَى عَصَبَةٍ إِلَّا وُلْدَ فَاطِمَةَ فَأَنَا وَلِيُّهُمْ وَأَنَا عَصَبَتُهُمْ (أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ حَسَنٍ)۔

الانتما والانتساب اے نسبت واشتن کسے ولاما یا رو فی بعض اللغات واو

ترجمہ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ماں کی اولاد نسبت کیجاتی ہے اپنے باپ کے رشتہ دارون کی طرف یعنی باپ دادا اور پر دادا وغیرہ کی طرف مگر اولاد فاطمہؓ اسلیے کہ مین انکا ولی ہون اور انکا عصبہ ہون۔ لفظ عصبہ کے معنے حدیث گذشتہ کی شرح مین گذر چکے ہین وہی یہان مراد ہین اور ولی وعصبہ یہان متحد المعنے ہین پس مطلب یہ ہوا کہ جب مین عصبہ ہون تو وہ اولاد میری طرف منسوب ہے اس حدیث کو طبرانی نے بسند حسن روایت کیا ہے حضرت فاطمہؓ سے اٹھارہ حدیثین کتابون مین مروی ہین کما فی روضۃ الاحباب للسید المحدث اور غالبًا وجہ روایت کی کمی کی یہ ہے کہ سلسلۂ روایت حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اہتمام کے ساتھ شروع ہوا اور آپ حضورؐ کے بعد فقط چھ ماہ زندہ رہین چنانچہ حضورؐ کے بعد تھوڑے دنون زندہ رہنے کے باعث حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے بھی روایت حدیث کی کم ہوئی آپکا حقیقی علم اعلیٰ درجہ کا تھا جو معرفت الٰہی ہے آپ کے رتبہ کے موافق معتبر حدیث[1] مین ہے کہ ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت صحابہؓ مین فرمایا کہ بتلاؤ عورتون کے لیے کیا چیز بہتر ہے کسی کی سمجھ مین کچھ جواب نہ آیا حضرت علیؓ اپنے گھر تشریف لائے اور جو کچھ مجلس نبوی مین گذرا تھا حضرت فاطمہؓ سے بیان کر دیا حضرت سردار زنان جنت نے

اور رشتہ روایت از حضرت سیدہ فاطمہؓ بعض ازاں [illegible]

[1] اوردہ فی روضۃ الاحباب وکنز العمال ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

ارشاد فرمایا کہ آپ نے یہ جواب کیون نہ دیا کہ عورتون کے لیے یہ بہتر ہے کہ مرد ان کو نہ دیکھین اور
وہ اُن کو نہ دیکھین پس حضرت علیؓ مجلس نبوی مین واپس تشریف لائے اور یہ جواب بیان کیا جناب
رسول مقبول سے حضور سرورِ عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جواب تمنے کس سے سیکھا تو آپ مین حضرت علی
مرتضیٰؓ نے عرض کیا کہ فاطمہ سے حضورؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے (یعنے جسطرح حق تعالیٰ
نے مجھے علوم کاملہ سے سرفراز فرمایا ہے فاطمہ بھی میرا جز ہونے کی وجہ سے صاحب فہم صائب اور
ذی عقل سلیم ہے) اس معرفت اور پھر اُسپر عمل سے یہ درجہ حاصل کیا کہ بعض حدیثون مین آیا ہے
کہ حق تعالیٰ غصہ ہوتا ہے بسبب غصہ فاطمہؓ کے اور راضی ہوتا ہے بسبب رضائے فاطمہؓ کے یعنی
حضرت جسپر غضبناک ہوتی ہین اُسپر اللہ تعالیٰ کا بھی غصہ ہوتا ہے اور جس سے وہ راضی ہوتی ہین
اُس سے خداے تعالیٰ بھی راضی ہوتا ہے اور حضرت امام حسنؓ سے روایت ہے کہ مین نے دیکھا
اپنی والدہ ماجدہ کو کہ شب جمعہ مین گھر کی مسجد مین نماز پڑھتی تھین جسوقت کہ صبح ہوئی مین نے سُنا
کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتون کے لیے بہت دعاے خیر کی اور اپنے لیے کچھ دعا نہ فرمائی مین نے
عرض کیا کہ اے مادرِ مہربان کیا وجہ ہے کہ آپ نے اپنی ذات کے لیے کچھ دعا نہ فرمائی فرمایا اے
پیارے بیٹے ابتدا پڑوسی سے ہونا چاہیے پھر اپنے مکان سے یعنی دوسرونکا خیال اوّل چاہیے
پھر اپنا یہ شان ایثار کی کہ دوسرے کا خیال اپنے سے پہلے ہو حق تعالیٰ نے آپ کو مرحمت فرمائی تھی
اور یہ بڑا کمال ہے قرآن مجید کی آیت وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
(اور مقدم کرتے ہین (دوسرون کو) اپنی جانون پر اگرچہ اُن کو خود بھی حاجت ہو) اس ایثار کی طرح
فرما رہی ہے اور پاکیزہ عادتون کا خزانہ تھین اور نہایت سچی جس سے ہر شخص کے دل مین انکی جگہ تھی
حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مین نے فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو
سچا نہین پایا۔ ایکبار حضرت سیدۃ النساءؑ اور حضرت عائشہ صدیقہ مین کچھ رنجش ہو گئی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم دریافت فرمانے لگے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ جو فاطمہ کہتی ہین وہی درست ہے
وہ کبھی جھوٹ نہین بولتین اشعۃ اللمعات مین صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ جمعہ کے روز اپنی

Presented by www.ziaraat.com

خادمہ[1] کو حکم دیتی تھیں کہ جب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہو مجھے اطلاع دینا کہ میں اُسوقت (خاص طور پر) ذکر و دعا میں مشغول ہوں (جمعہ کے روز جو گھڑی قبولیت دعا کی ہے اسمین بہت قول ہین ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ وقت اخیر دن مین ہے) اور واضح ہو کہ دعا مین اپنی ذات کو بھی شریک کرنا چاہیے اور اپنے نفس کی طرف سے بے پروا نہ ہو مگر قصۂ مذکورہ مین شفقت امت محمدیہ کی وجہ سے غالبًا ایسا غلبہ ہوا کہ اپنا خیال نہ رہا اور حدیثون مین دعا کا طریق یہ بھی آیا ہے کہ پہلے اپنی ذات کے لیے دعا کرے پھر دوسرے کے لیے نیز تنہا بھی دوسرے کے لیے دعا کرنا ثابت ہے اور اپنے لیے بھی تنہا دعا کرنا ثابت ہے غرض یہ کہ حضرت سیدۃ النساءؓ اعلیٰ درجہ کے کمالات سے متصف تھین اور جاننا چاہیے کہ انسان کے متعلق دو قسم کے حقوق ہین جنپر اُسکی فلاح اور نجات موقوف ہے اوّل وہ معاملہ جو بندہ کے اور اللہ کے درمیان ہے دوسرے وہ معاملہ جو اپنی ذات اور دوسرے بندون کے درمیان ہے سو عبادات کا شوق بطریق مذکور یہ اول مرتبہ کا کمال ہے اور اخلاق و عادات کا اچھا ہونا مخلوق پر شفقت ہونا یہ دوسرے قسم کا کمال ہے اور دونون قسم کے کمال کی حکایات مذکورہ سے آپکا کمال اچھی طرح واضح ہوگیا اور قرآن و حدیث آپکی فضیلت کا اعلیٰ درجہ کا گواہ ہے ـــ

فائدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علمی فیض بہت کچھ جاری ہوا اسلیے کہ آپ کی عمر زیادہ ہوئی اور دو ہزار دو سو دس حدیثین اُنسے مختلف کتابون مین مروی ہین اور عبادت کا موقع بھی بوجہ زیادتی عمر خصوصًا بحالت خلوت بعد وفات نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خوب ہاتھ آیا اسلیے کہ حضورؐ کی خدمت جو اعلیٰ عبادت تھی اُس سے اسقدر فراغت نہ تھی کہ محض توجہ الی اللہ مین مشغول ہوتین گو وہ خدمت بھی اعلیٰ درجہ کی عبادت تھی - مگر باوجود ان تمام امور کے حضرت فاطمہؓ کا درجہ بڑھا رہا وجہ یہ ہے کہ تقرب الٰہی اور ثواب جنت کچھ کثرت کام پر موقوف نہین بلکہ رحمت خداوندی اور مراتب ایمان پر موقوف ہے بعضے خاصان خدا تھوڑی عبادت مین بوجہ اپنی قوّت ایمان و یقین و زہد وغیرہ

[1] خادمہ کے معنی لونڈی اور نوکرنی دونون آتے ہین نیز بلا اُجرت خدمت کرنے والی عورت کو بھی کہتے ہین اور یہان بھی ہر معنی کا احتمال ہے ۱۲ منہ عفی عنہ کمافی روضۃ الاحباب ۱۲ منہ

وہ درجہ حاصل کر لیتے ہیں جو دوسروں کو باوجود کثرت خدمت علمی و عملی میسر نہیں ہوتا کیونکہ کثرت عبادت و کثرت علم کے لیے یہ ضرور نہیں کہ جس درجہ کی عبادت ہے یا جس درجہ کا ظاہری علم ہے اُسی درجہ کا ایمان بھی قوی ہو اور تعلق دنیا بھی نہ ہو اور زہد و سخاوت وغیرہ بھی اُسی درجہ کا ہو پس نظر اللہ تعالیٰ کی قلب و نیت پر ہے مثلاً کوئی شاگرد اپنے اُستاد کی جانی مالی خدمت خوب کرتا ہے لیکن محبت اور توجہ کچھ زیادہ نہیں اور ایک دوسرا شاگرد ہے جو بوجہ عدم موجودگی مال یا کسی اور مانع کے پوری خدمت نہیں کر سکتا لیکن محبت اور تعلق اُسکو بہت زیادہ ہے اور بروقت قدرت کسی طرح اُسکو جان نثاری سے عذر نہیں ظاہر ہے کہ اُستاد دوسرے شاگرد کی تھوڑی خدمت کو بڑا خیال کریگا اور اُس سے محبت بھی زیادہ کرے گا۔ یہی برتاؤ بندوں کے ساتھ خدائے تعالیٰ کا ہے لیکن مقتضاے محبت و بجا آوری ارشاد خداوندی یہ ضرور ہے کہ کسی درجہ طاعت میں حتی المقدور کوتاہی نہ کرے خوب سمجھ لو حق تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے) خدا ہی کے اختیار ہے جسے جو چاہے مرحمت فرمادے۔ حضرت اویس[1] قرنی رضی اللہ عنہ تمام تابعین سے ثواب میں بڑھکر ہیں جیسا کہ اشعۃ اللمعات اور جامع صغیر میں اس باب میں حدیث نقل کی ہے جسکا یہی ماحصل ہے۔ اصلی مقصود بعثت انبیاء سے یہ ہے کہ دنیا سے بندہ منہ موڑے اور خدا کا عاشق بنے انھوں نے کسقدر اس حلہ کو طے فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ اور حضرت سعید بن المسیب کو علوم ظاہری میں اُنسے بڑھکر اور تمام تابعین سے بڑھکر لکھا ہے اور وہ بھی تابعین میں سے تھے لیکن ثواب اور تقرب الٰہی میں حضرت اویسؓ کے برابر نہ تھے۔ انسان کو چاہیے کہ حتی المقدور علوم ظاہری و باطنی تمام میں کمال حاصل کرے اور تعلیم مخلوق میں کسی درجہ اور اُنکی شفقت میں کچھ کمی نہ کرے اور اخلاق حمیدہ اور کمالات مطلوب سے متصف ہوکر محبوبان الٰہی میں داخل ہو بزرگان دین کے قصے بیان کرنے سے عمل کی ترغیب دلانا مطلوب ہے نہ کہ محض کہانی بیان کرنا۔

[1] بفتحتین بدر قبیلہ السیت از یمن ۱۲ م سکھ کما فی الکتب المعبرۃ ۱۲

بضم ہمزہ و فتح واو و سکون یا ۱۲

(۱۹) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ مَنْ اَقَرَّ مِنْھُمْ بِالتَّوْحِیْدِ وَلِیْ بِالْبَلَاغِ (ای التبلیغ ۱۲) اَنْ لَّا یُعَذِّبَھُمْ (اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہُ السُّیُوْطِیُّ)۔

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے میرے پروردگار نے وعدہ کرلیا ہے میرے اہل بیت میں سے اُن لوگون کے لیے جو توحید خداوندی اور میری رسالت کا اقرار کرین یہ وعدہ کہ اُن کو عذاب نہ دے گا (اس روایت کو حاکم نے نقل کیا ہے اور سیوطیؒ نے صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرتؐ کے اہل بیت مین سے جو شخص اللہ تعالیٰ کو ہر امر مین یکتا جانتا ہوگا اور جناب رسول مقبولؐ کو پیغمبر برحق سمجھتا ہوگا (یعنی تمام احکام شرعیہ کا اقرار کرنے والا ہو) وہ بخشا جاوے گا اگرچہ کسی درجہ کا گنہگار ہو گا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر مسلمان جو کہ اسلام پر مرے اگرچہ وہ کسی درجہ کا گنہگار ہو رحمت خداوندی سے بغیر سزا (بذریعہ رحمت الٰہی جسپر بھی ہو جاوے کسی کا قرض نہین ہے) یا بعد سزاے جہنم جنت مین ضرور داخل ہوگا پس اسجگہ کوئی خصوصیت مراد ہے جب تو آپ نے اپنے اہل بیت کی خصوصیت ارشاد فرمائی ورنہ جس حکم مین عام مسلمان شریک ہین اُسمین اہل بیت کا خاص طریق پر ذکر کرنا کیا ضرور ہے وہ تو عام مسلمانون مین خود ہی داخل ہین پس فصیح بلیغ پیغمبر کا کلام چونکہ لغویات سے پاکیزہ ہونا ضرور ہے تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص طور پر مغفرت اور بخشش ہوگی جو اور مسلمانون سے زیادہ ہوگی اور اس خاص طریق مین چند احتمال ہین اولاً یہ کہ ابتدا ہی سے عذاب نہ ہو ثانیاً یہ کہ حساب بالکل نہ ہو یا اُسمین تخفیف ہو یا نفس عذاب مین تخفیف ہو ثالثاً یہ کہ ثواب مین بعد مغفرت زیادتی ہو اور یہ امر رحمت خداوندی سے کچھ بعید نہین جو تعلق اللہ جل جلالہ کا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے وہ ظاہر ہے کہ کس درجہ کا ہے اور اسکی وجہ سے اگر اہل بیت کو یہ نعمت میسر ہو تو کیا جاے تعجب ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جیسا کہ حدیث مین ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (مین نزدیک گمان اپنے بندہ کے ہون وہ گمان جو مجھ سے رکھتا ہے) یعنی اگر مجھسے اچھا گمان اور نیک امید رکھے گا

تو ویسا ہی برتاؤ کرونگا اور اگر ناامیدی اور بدگمانی رکھے گا تو ویسا ہی برتاؤ کیا جاویگا) لیکن واضح رہے
کہ اسکا یہ مطلب نہین کہ یہ حضرات بالکل مواخذہ سے بری ہین بلکہ گناہ کی سزا خاص لوگون کو زیادہ دیجاتی ہے[1] پس مراد یہ ہے
کہ جو شخص باقتضاے قرابت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اطاعت الٰہی مین مصروف ہوگا اور اتفاقاً کچھ کوتاہی
اور کوئی گناہ بھی ہوجاویگا تو اُسکا مواخذہ نہ ہوگا اور ببرکت قرابت نبوی وہ مغفور ہوگا اگرچہ وہ گناہ کیسا ہی بڑا ہو غرض
اہل بیت نبوی کی مغفرت خاص طور پر ہوگی جو اہل بیت مین سے پارسا اور زاہد ہین اُنکے اعلیٰ درجہ پر پہونچنے کی بشارت ہے یعنی اُنکے
درجے بلند ہون گے اور جو سخت گنہگار ہون گے اہل بیت مین سے وہ بہ نسبت اور لوگون کے
عذاب کے زیادہ مستحق ہون گے بوجہ خصوصیت قرابت نبوی کے اور مغفرت کے وقت خصوصیت
مغفرت سے بھی مشرف ہون گے بڑی بے حیائی اور ناشکری ہے کہ اولاد نبوی مین ہو کر خداتعالیٰ
کی نافرمانی کرے بلکہ لازم ہے کہ اِس نعمت کو غنیمت کبریٰ سمجھکر ایسا شکر کرے کہ کوئی وقت
طاعت باری سے خالی نہ جاوے اور اہل بیت مین آپ کے تمام اہل قرابت داخل ہین
لیکن یہ ضرور ہے کہ جس درجہ کی قرابت قریبہ ہوگی اُسی درجہ کی فضیلت بھی زیادہ ہوگی یعنی
مثلاً جو حضور کے حقیقی چچا ہون وہ دور کے رشتہ کے چچا سے کم ہون گے اور اولاد مین سب کا
ایک حکم ہوتا ہے یعنی نواسہ - بیٹی - بیٹا اور اُنکی اولاد اِن سب کی قرابت قریبہ ہی شمار ہے
اگرچہ بظاہر کچھ تھوڑا سا فرق ہے لیکن عُرف مین یہ قرابت بعیدہ شمار نہین ہوتی[2] ہان جن
فضائل کے ساتھ بعض مخصوص ہون وہ دوسرون کو نہین میسر ہوسکتے مثلاً حضرت امام حسین رض
بوجہ صحابیت وغیرہ فضائل مین مخصوص ہین وہ فضائل آج کل کے سادات کو جو اُن حضرات کی
اولاد مین ہین میسر نہین ہوسکتے اور واضح رہے کہ فضائل اہل بیت سادات کرام کو اس امر کا اطمینان
دلانے والے نہین ہین کہ وہ عمل چھوڑ دین اور محض قرابت نبوی پر تکیہ کرکے بیٹھ رہین اور
احادیث جن مین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اعمال صالحہ اور جناب نبی کریم کا اُن کو تعلیم کرنا آیندہ مذکور ہوگا

---

[1] قرآن مجید مین یہ حکم صاف مذکور ہے ۱۲ منہ [2] اور شرعاً فروع و اصول سے نکاح حرام ہوتا اس قول کا
اور اس عرف کا صحیح ہے اور فرائض مین فرق ہونا وہ امر دیگر ہے اسمین دنیاوی ضرورتین ملحوظ رکھی گئی ہین ۱۲ منہ

اسپر دلالت کرتی ہین کہ سادات کو یہ نسبت اور حضرات کے اعمال و علوم مین زیادہ مشغلہ اور سعی ضرور ہے اور اس نعمت یعنی قرابت نبوی کا شکر اُنکے ذمہ واجب الادا ہے اور اسکی پوری تفصیل آیندہ بیان کرونگا۔ واضح رہے کہ قیامت تک حضرت فاطمہ رض کی اولاد بواسطہ حضرت سیدۃ النساء رض داخل اہلبیت رسول ص ہے اور اسی طرح دیگر اہل قرابت نبوی ص کی اولاد بھی قیامت تک اپنے درجہ کے مطابق داخل قرابت نبوی ہے اور یہ بات عرفاً بالکل ظاہر ہے کہ اولاد کی اولاد اپنی اولاد ہوتی ہے لیکن تقویت شرعیہ اور اطمینان کے لیے عبارت ذیل نقل کیجاتی ہے جسکا حاصل وہی ہے جو مذکور ہوا اسی خیال سے ترجمہ نہین کیا جاتا و حل الدلیل در ذخیرۃ الخیر زیادہ بر یکصد حدیث میان صحاح و حسان و ضعاف در مناقب ایشان و محبان ایشان و وعید مبغضان ایشان ایراد کردہ بعدہ گفتہ ہر کہ نسبت وے بسوے رسول خدا امروز صحیح گشتہ و تناول صدقہ بروے حرام گردیدہ وے داخل ست در لفظ اہل بیت و ذریت و عترت و آل و قرابت اگرچہ وسائط متعددہ درمیان باشند انتہی و سمہودی در اوائل ذکر خامس از کتاب جواہر العقدین گفتہ فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنْہُ کَمَا فِی الصَّحِیْحِ وَاَوْلَادُھَا بَضْعَۃٌ مِّنْ تِلْکَ الْبَضْعَۃِ فَیَکُوْنُوْنَ بَضْعَۃً مِّنْہُ بِالْوَاسِطَۃِ وَکَذَا بَنُوْ بَنِیْھِمْ وَھَلُمَّ جَرًّا ذٰلِکَ کُلُّ مَنْ یُّوْجَدُ مِنْھُمْ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ بَضْعَۃٌ مِّنْہُ بِالْوَاسِطَۃِ اور اثناے ذکر حادی عشر نزد کلام بر حدیث بضعۃ و بنا سیہا ذکر کردہ فَکُلُّ مَنْ یُّشَاھَدُ الْیَوْمَ مِنْ وُّلْدِھَا بَضْعَۃٌ مِّنْ تِلْکَ الْبَضْعَۃِ وَاِنْ تَعَدَّدَتِ الْوَسَائِطُ انتہی گویم دلالت میکند بر تصحیح این معنی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم درباره حسین رض کہ ایشان سبطی از اسباط اند چہ سبط بودن ایشان دلیل کثرت اولاد و اخلاف ایشان ست و چون ایشان پارہ گوشتے از رسول خدا باشند لا محالہ ابناے ایشان پارۂ ایشان خواہند بود و آل پار با بوسائط پارۂ اورسول ص بودند و شاہد اوست آیت کریمہ وَ کَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا چہ مفسران گفتہ اند میان غلامین و این اب صالح ہفت پشت بود و اَسْتَدَلَّ بِذٰلِکَ جَمَاعَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْھُمُ الْاِمَامُ مُحَمَّدُ جَعْفَرُ الصَّادِقُ بصیغہ العلیہ وَالْحَافِظُ عَبْدُ الْعَزِیْزِ وَالْحَافِظُ الزَّرَنْدِیُّ وَغَیْرُھُمْ ھٰذَا کُلُّہٗ مِنْ رِسَالَۃِ بَعْضِ اَھْلِ الْحَدِیْثِ اور واضح ہوا نہ

فضیلت اتباع اہلبیت نبوی

کہ جو اہل بیت نبوی سے پابند شرع ہو اُسکی اعلیٰ درجہ کی خاطر و مدارات اور تعظیم ظاہری و باطنی لازم ہے اور
جو اہل بیت نبوی سے فاسق معلن ہو اُسکے اعمال کو بُرا سمجھے اور عمدہ طریق سے اُس کو نصیحت کرے اور
اس اعتبار سے جب تک وہ اپنی حالت سے توبہ نہ کرے اُسکو بُرا سمجھے لیکن باعتبار قرابت نبوی
اُسکو اچھا سمجھے اور اُسکی تعظیم اور بجا آوری حقوق مین کوتاہی نہ کرے اور یہ بات بعید نہین کہ ایک
اعتبار سے ایک شئے عمدہ سمجھی جاوے اور دوسرے اعتبار سے خراب شمار ہو. چنانچہ والدین
اگرچہ فاسق بلکہ کافر ہون تب بھی اُنکی خدمت اور عظمت اور بجا آوری حقوق شریعت مین لازم ہے
اور یہ قاعدہ مذکورہ کلیہ ہے کہ جہان ایسے دو سبب پائے جاوینگے جو مذکور ہوے وہان حکم
مذکور جاری ہوگا چنانچہ ہدایہ کے حاشیہ مولفہ مولٰنا عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ مین لکھا ہے کہ
عالم فاسق[1] کی تعظیم کرے بوجہ علم کے مطلب یہ ہے کہ باعتبار فضیلت علم کے اُسکی تعظیم کرے
اور حقوق بجا لاوے اور باعتبار گناہون کے بُرا سمجھے مگر گستاخی نہ کرے اور بعض علما نے لکھا ہے
لیکن تمسک امت باہل بیت و متابعت ایشان کہ در احادیث آمدہ مراد ازان علماے عاملین عترت اند
نہ مخلطین و جاہلین وبہ قال سلف الامۃ وائمتہا و احادیث تعظیم و احسان و تجاوز از سیئات مسیئلین
ایشان عام ست در حق کسیکہ تناول صدقہ بروے حرام باشد زیراکہ وے بجملہ آل نبوت ست
علی المعتمد

تفضیل تعظیم سادات

اور ایک سید کو دوسرے سید کی تعظیم باعتبار سیادت ضرور نہین گو اولیٰ ہو اسلیے
کہ ان دونون مین مساوات ہے اور تعظیم مین ایک کا معظم ہونا ضرور ہے یہ بھی قاعدہ کلیہ ہے
جو بہت جگہ کام دیگا ہان اگر باعتبار محبت نبوی ایک دوسرے سے عمدہ برتاؤ کرین اور تعظیم سے
پیش آوین تو غایت محبت نبوی شمار ہوگی اور ثواب ہوگا۔ اور جس شخص کی عظمت لازم ہے
اگر وہ کافر ہو اور اُسمین کوئی اچھی بات پائی جاوے تو اُسکی مدح نہ کرنا چاہیے اگر کوئی ضرورت ہی
واقع ہو اُسکے اچھے کامون کے اظہار کی تو بطریق انصاف بیان کردے اور بطور مدح نہ بیان
کرے مدح مین عظمت ممدوح کی پائی جاتی ہے ظاہراً و باطناً بخلاف انصاف کے کہ وہان فقط

[1] یعنی جبکہ وہ عالم اپنا اُستاد ہو ورنہ اُسکی تعظیم دین کی ہتک کرنا ہے ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

ایک واقعی امر کا بیان ہوتا ہے کسی کی وقعت و عزت مقصود نہین ہوتی اور اگر وہ شخص جسکی تعظیم
کسی اعتبار سے ضروری ہے فاسق ہو اور اُسمین کوئی اچھی بات ہو اور اُسکے اظہار کی حاجت
ہو تو اس اعتبار سے اُسکی مدح کرنا مذموم نہین لیکن ساتھ ہی اُسکا فسق بھی ظاہر کردے تاکہ مدح
مطلقاً نہ ہو اور نیز دوسرے لوگ دھوکے مین نہ پڑین اور بندہ کے نزدیک یہ دو سبب ہین جن کی
وجہ سے فاسق کی مدح کرنا ممنوع ہے اور حدیث اس باب مین آئی ہے اور کافر پہ فاسق کا قیاس
بعید ہے کیونکہ کافر کے پاس تو کوئی نیکی مقبول نہین بخلاف مسلمان کے کہ اُسکا ایمان بڑی نیکی ہے
جو عذاب ہمیشگی سے بعد سزاے معاصی یقیناً نجات دیگا اور وہ ہمیشہ دوزخ مین نہ رہیگا واللہ تعالےٰ
اعلم اور واضح ہو کہ اگر عالم اور سید کافر ہون تو ہرگز اُنکی سیادت اور علم کی وجہ سے تعظیم نہ کرے
کیونکہ وجہ تعظیم جاتی رہی گو نسب نبوی اور علم اب بھی باقی ہے لیکن وہ بحیثیت اسلام معتبر ہے اور وہ
اعتبار جاتا رہا اور اگر باپ چچا وغیرہ کافر ہون تو اُنکی تعظیم بقاعدہ شریعت کرے اسلیے کہ یہان
وجہ تعظیم محض حق پرورش و جزئیت ہے اور وہ عام ہے مسلمان اور غیر مسلمان مین خوب سمجھ لو
بہرحال تعظیم و محبت اہل بیت واجب ہے اور اسکا صلہ وہ ہے جسکو سواے خداوند کریم کوئی
نہین دے سکتا اور جسکے مقابلہ مین ہفت اقلیم کی سلطنت ہیچ ہے امام احمد اور ترمذی نے روایت کی
مَنْ اَحَبَّنِيْ وَاَحَبَّ هٰذَيْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِيْ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنی
فرمایا جناب رسول مقبول صلعم نے جو مجھسے محبت کرے اور ان دونون یعنی حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت
کرے اور ان دونون کے باپ سے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ان دونون کی مان سے یعنی حضرت
سیدۃ النسا سے وہ میرے ساتھ ہوگا میرے درجہ مین دن قیامت کے -

فائدہ - ساتھ ہونیسے برابری لازم نہین آتی ہان قرب نبوی اعلیٰ درجہ کا نصیب ہوگا جیسے
نوکر اور آقا دونون کی کوئی ضیافت کرے ظاہر ہے کہ وہ دونون ہمراہ جانے اور ایک مکان مین
کھانا کھانے سے برابر نہین ہوگئے مگر ہمراہی نبوی اور ثواب کثیر کسقدر بڑی دولت ہے
امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ الباری نے فرمایا ہے کہ اہل بیت رسالت پانچ چیزون مین برابر

Presented by www.ziaraat.com

حضرت نبوت کے ہین (یعنی شریک ہین یہ نہین کہ بالکل برابر ہین) ایک درود بھیجنے مین حضرت پر التحیات مین دوم سلام مین تیسرے طہارت مین (آیت تطہیر کا مضمون گذر چکا اور وہان ازواج مطہرات اور حضرت سیدۃ النساءؓ اور امام حسینینؓ اور حضرت علی مراد ہین) چوتھے صدقہ حرام ہونے مین پنجم وجوب محبت مین۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت سے محبت واجب ہے اور بغض انکا بتحریم غلیظ حرام ہے امام بیہقی اور بغوی نے اسکی تصریح کی ہے اور امام شافعیؒ نے اسپر تفصیل فرمائی ہے ؎

یا اہل بیت رسول اللہ حبکم	فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
یکفیکم من عظیم الفخر انکم	من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ

حضرت خاتم المحققین عارف ربانی اعلم العلماء مولانا وسیدنا شاہ عبد الوہاب المالکی الشعرانی قدس سرہٗ فرماتے ہین ہین کبریٰ مین ومما من اللہ بہ علی محبتی للشرفاء واہل البیت ولو من قبل الام فقط ولو کانوا علی غیرقدم الاستقامۃ لانھم بیقین یحبون اللہ ورسولہ ومن احب اللہ ورسولہ لا یجوز بغضہ ولا سبہ الی قولہ ولا یلزم من اقامۃ الحد وعلی الشرفاء انا نبغضھم بل اقامتنا الحد علیھم انما ھو محبۃ فیھم وتطھیر لھم ابن عربی نے فرمایا ہے مین یہ کہتا ہون کہ معاصی اہل بیت (مراد ازواج مطہرات اور حضرت امام حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ ہین اس خاص مقام پر) صورت مین ذنوب اور گناہ ہین نہ حقیقت مین اس لیے کہ اللہ نے بسابقہ عنایت انکے ذنوب معاف کر دیے ہین بدلیل آیت تطہیر (جسکا مفصل بیان گذر چکا) اور کوئی رجس (مذکور در آیت تطہیر) گناہون سے بڑھکر نہین ہے۔ انسے اگر ہمکو کچھ ایذا پہونچے تو باعتبار ادب کے ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم اُسکو بمنزلہ مقادیر آسمانی مثل امراض وغیرہ کے سمجھکر راضی رہین اور صبر کرین اور اگر وہ ہمارا مال چھین لین اور ہمکو نہ دین تو ہمکو نہ چاہیے کہ ہم اُن کو قید کرین یا اُنکے مقدمہ کو

ـــــــــــ

[۱] ای لا تصح صلوٰۃ عند الشافعی ولا تکمل عند غیرہ ومذہبہ مشہور شاذ مخالف للاجماع ۱۲ امیر علی مراد دیہ ہے گناہون کو حفاظت مرحمت فرمائی ۱۲

حاکم تک پہونچائین اِسلیے کہ یہ بضعۂ (ٹکڑا) رسولؐ ہین۔

حکایت۔ ایک بار عبداللہ بن حسنؑ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ (جو خلیفہ وقت زاہد پارسا تابعین مین سے تھے) کے پاس آئے کسی کام کے لیے اُنھون نے کہا آپ کو جب کچھ کام ہوا کرے تو آدمی بھیجکر مجھے بُلوا لیا کرین مین حاضر ہونگا یا مجھکو رقعہ لکھ بھیجا کرین مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ وہ تمکو میرے دروازے پر دیکھے۔

حکایت۔ ایک بار دختر اُسامہ بن زید (حضرت زید حضورؐ کے آزاد شدہ غلام تھے پس یہ لڑکی اُنکی پوتی تھین) حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؓ کے پاس گئین خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ نے اُن کو اپنی جگہ بٹھایا اور آپ سامنے اُنکے بیٹھے اور اُنکا ہر کام پورا کر دیا۔ ذرا غور کرو کہ جب جناب رسول مقبولؐ کے غلام کی پوتی سے یہ برتاؤ تھا تو تیرا کیا گمان ہے کہ وہ آپ کی اولاد سے کیسا برتاؤ کرتے ہون گے۔

حکایت۔ حضرت معاویہؓ کو یہ بات پہونچی کہ حابس[1] بن ربیعہ مشابہ آنحضرتؐ ہین تب سے جب کبھی وہ آتے تو حضرت امیر معاویہؓ اُنکے لیے اپنے تخت سے اُٹھ کر پیشوائی کرتے اور دونون آنکھون کے بیچ بوسہ دیتے۔

حکایت۔ حضرت علی خواصؒ (مرشد حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی) کہتے تھے کہ چاہیے شریف پر (جو اہل بیت سے ہو) ہم اپنی جان فدا و قربان کر دین کیونکہ گوشت اور خون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسمین اثر کرنے والا اور جاری ہے اور وہ ایک پارۂ گوشت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

بعض اہل علم نے کہا ہے حقوق شرفا (اہل بیت) کے ہم پر یہ ہین اگرچہ وہ خاندانین دور ہون کہ ہم اُنکی رضا کو اپنی خواہش پر ترجیح دین اور اُنکی تعظیم و توقیر بجا لائین اور جب وہ زمین پر

---

[1] اور انکو حابس بن سعد بھی کہتے ہین نیز ابن ربیعہ بھی کہتے ہین یہ جنگ صفین مین حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ تھے اور وہین مقتول ہوئے اور انھون نے حضور سرورِ عالمؐ کا زمانہ پایا تھا ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

بیٹھے ہون ہم تخت پر نہ بیٹھین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین جو کوئی جھوٹا دعوی شرف (خاندان نبوی اور اولاد نبوی) کا کرے اُسکو سخت مارنا اور مدت تک قید مین رکھنا چاہیے یہانتک کہ توبہ کرے اسلیے کہ اسمین حضرت کا استخفاف ہوتا ہے (کہ نا اہل اہلبیت نبوت مین داخل ہوتا ہے) اور جس سید کے نسب مین طعن کیا جاتا وہ اُسکی تعظیم کرتے اور کہتے کہ شاید حقیقت مین وہ سید ہو اور شریف ہو پہلا حکم یقین کی صورت مین ہے اور دوسرا شک کی صورت مین شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہین کہ ایک ادب یہ ہے کہ کوئی ہم مین کا کسی شریفہ (اہل بیت سید کی لڑکی) سے نکاح نہ کرے مگر جبکہ اپنے نفس سے اس بات کو معلوم کرلے کہ مین اُسکے زیر حکم رہونگا اور اُسکے اشارے پر کام کرونگا اور اُسکی جوتیان سیدھی کرونگا اور جب وہ آوے تو اُسکے لیے کھڑا ہوجاوے اور اُسپر دوسری عورت نہ لاوے اور اُسپر رزق کی تنگی نہ کرے اور اگر شریفہ سے اجنبی ہو تو اُسکی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھے (اگرچہ کسی اجنبی عورت کو نہ دیکھنا چاہیے مگر شریفہ خاص طور پر احتیاط کرے وہ معظمہ محترمہ ہے)[1]۔

(۳۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى قَالَ مِنْ رِضَى مُحَمَّدٍ أَنْ لَا يَدْخُلَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ (رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَفْسِيرِهِ)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَاطِمَةَ وَهِيَ تَطْحَنُ بِالرَّحَى وَعَلَيْهَا كِسَاءٌ مِنْ حُلَّةِ الْإِبِلِ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا بَكَى وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ تَجَرَّعِي مَرَارَةَ الدُّنْيَا لِنَعِيمِ الْآبَدِ فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ لَالٍ وَعَسْكَرِيٌّ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَابْنُ النَّجَّارِ

ترجمہ ابن عباس نے تفسیر آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى ہ اور البتہ قریب دیگا تجھکو

[1] یہ قول بطریق مبالغہ کے ہے یہ مطلب نہین ہے کہ عورت خاوند ہو کر رہے اور مرد عورت ہو کر بلکہ مراد یہ ہے کہ اُسکی اچھی طرح خاطر کرے ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

(قیامت کے دن) تیرا پروردگار جس سے تو راضی ہوگا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے) میں مروی ہے کہ آپ کی رضامندی سے یہ بھی ہے کہ آپ کے اہلبیت میں سے کوئی دوزخ میں داخل نہ ہو۔ یعنی آپکا مقصود جب پورا ہوگا اور وعدۂ الٰہی جب صادق آویگا جبکہ اہلبیت جہنم سے بچیں اور پوری شرح اس معنی کی گذر چکی۔ اسکو امام ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہؐ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ وہ ناج پیس رہی تھیں چکی سے اور ایک کمل اونٹ کے بالوں سے بنا ہوا اوڑھے تھیں (ایسے فقر کے حال میں) جب آپ نے انکو دیکھا تو آپ روئے اور فرمایا اے فاطمہ دنیا کی تلخی کو گھونٹ گھونٹ کرکے پی ہمیشہ کی نعمت[1] کے واسطے پس یہ آیت نازل ہوئی (و لا یاس فی تعدد النزول کما فی الاتقان) اسکو ابوبکر بن لال و عسکری اور ابن مردویہ اور ابن النجار نے روایت کیا ہے۔

(۲۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ اَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالْعُقَيْلِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ شَاهِيْنَ فِي السُّنَّةِ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ

ترجمہ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ نے بیشک فاطمہ نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی پس اللہ نے اسکی اولاد کو دوزخ پر حرام کردیا (اسکو محدث بزار اور ابو یعلی اور عقیلی اور طبرانی نے اور ابن شاہین نے سنت میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے)

(۲۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ اِنَّ اللّٰهَ غَيْرُ مُعَذِّبِكِ وَلَا وَلَدِكِ (اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ)

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ نے فاطمہؓ سے بیشک اللہ عذاب نہ دیگا

بقیۃ التقیۃ ۱۲

[1] شو وام شراب الم در کشند + وگر تلخ بینند دم در کشند ۱۲ منہ [2] مرمناہ ولاکن ان یقال بحفاظتہ اولادہا بشاہدۃ المعاصی منہم ۱۲ منہ

بقیہ ترجمہ ... فاطمہ ... اولاد ...

تجھکو اور نہ تیرے دونوں بیٹوں کو (اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے)۔

(۲۳) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ شَیْءٍ اَسَاسٌ وَاَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحُبُّ اَھْلِ بَیْتِہٖ (اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَارِیْخِہٖ)۔

ترجمہ۔ حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ نے ہر شئے کی ایک بنیاد ہے اور بنیاد اسلام کی محبت اصحاب رسول مقبولؐ اور محبت آپ کے اہل بیت کی ہے (اس کو بخاری نے تاریخ مین روایت کیا ہے وجہ یہ ہے کہ دین اُن ہی حضرات سے ہمکو پہونچا ہے وہ ہمارے محسن ہین پس اُنکی محبت مین خلل ہونا بنیاد کا ضعیف کرنا اور ناشکری ہے پھر شاخین یعنی اور اعمال کیسے درست ہوسکتے ہین نیز یہ کہ اُن کو حضورؐ سے خاص تعلق ہے اُنکی محبت گویا بعینہٖ آپ کی محبت ہے اور ظاہر ہے کہ آپ کی محبت بنیاد ایمان ہے پس بنیاد اُسیقدر کمزور ہوگی کہ جس درجہ کی محبت کم ہوگی خوب سمجھ لو)۔

(۲۴) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَآ اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ[1] اَھْلَ بَیْتِیْ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ)۔

بدل الکل من عترتی ۱۲

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے لوگو مین چھوڑتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر تم اُسکو پکڑ لوگے تو ہرگز نہ بھٹکوگے اور وہ خدا کی کتاب اور میری اہل بیت ہین (اسکو ترمذی نے بسند حسن روایت کیا ہے ظاہر ہے کہ دین کا قیام ان ہی دو چیزون پر ہے قرآن تو ظاہر ہے کہ رہنما ہے اور اہل بیت اسوجہ سے کہ اُن کو بوجہ ہمسائگی و قرب

[1] عن ابن الاعرابی حکاہ عنہ ثعلب العترۃ ولد الرجل و ذریتہ من صلبہ و لذلک سمیت ذریۃ محمد من علیؓ و فاطمہ عترۃ محمد کذا فی مجمع البحرین و فی اہل بیت النبی اقوال لکن المظاہر ہم المذکورون فی قول ابن الاعرابی ویحتمل العموم ایضًا و قس علی ہذا قول رسول اللہ اللہم اجعل رزق آل محمد قوتًا و قوعہ فی الحدیث آل محمد کل تقی محمول علی المجاز کما لا یخفی وستقف علی بنا المراد فی آیۃ التطہیر ۱۲ منہ

نبوی کی کثرت سے مسائل معلوم ہوئے خصوصاً ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے خاص خاص قسم کے مسائل حاصل ہوے اور پھر اُنسے بکثرت اور لوگون کو معلوم ہوے پس اہل بیت مثل قرآن مجید کے رہنما ہین)

(۲۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَہٗ مِنْ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَہْلُ بَیْتِیْ (اَخْرَجَہُ الطَّبَرَانِیُّ)۔

(بفتح الفاء)

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے وہ لوگ جنکی مین شفاعت کرونگا اپنی امت مین سے قیامت کے دن وہ میرے اہل بیت ہون گے (طبرانی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس حدیث مین یہ الفاظ اور بھی ہین ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار ثم من آمن بی واتبعنی من الیمن ثم من سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع لہ اولا افضل)۔

(۲۶) عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَنْطَبٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْجُحْفَۃِ فَقَالَ اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ سَائِلُکُمْ عَنِ اثْنَیْنِ عَنِ الْقُرْاٰنِ وَعَنْ عِتْرَتِیْ (اَخْرَجَہُ الطَّبَرَانِیُّ)۔

(بضم جیم و فتح فاء) (مشددہ و کسر لام)

ترجمہ مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا خطبہ سنایا ہمکو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جحفہ مین (یہ ایک مقام ہے مکہ و مدینہ کے درمیان) پس فرمایا کیا مین تمپر تمھاری جانون سے زیادہ حقدار نہین ہون (یعنی کیا تمپر میرا حق زیادہ نہین ہے اُس حق سے جو تمھاری جانون کا تمپر ہے) صحابہؓ نے عرض کیا کیون نہین یا رسول اللہؐ پھر فرمایا آپ نے بیشک مین تمسے پوچھونگا (قیامت مین بابت تمھارے برتاؤ کے قرآن اور اپنی اولاد کے یعنی تم نے ان دونون سے کیسا برتاؤ کیا) دو چیزون سے اور وہ قرآن اور میری اولاد ہے (طبرانی)۔

۱؎ اور طبرانی کی ایک دوسری صحیح حدیث مین یہ اولیت اہل مدینہ اور اہل مکہ اور اہل طائف کے لیے وارد ہوئی ہے سو اگر حدیث مذکور فی الکتاب صحیح یا حسن ثابت ہووے تو تطبیق یون ہو سکتی ہے کہ اولیت اہل بیت سے ابتداء حقیقی مراد ہوا اور دوسری حدیث مین ابتداء اضافی مراد ہوا اور اگر وہ حدیث حسن نہ ہو جیسا کہ جامع صغیر مین اسکی تضعیف کی ہے تو صحیح حدیث معمول بہ اور دوسری متروک ہو گی ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

(۲۷) اَخرجَ الدَّیلمیُ عن عَلیٍّ قالَ قالَ رسولُ اللہِ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ یقولُ اَوّلُ مَن یَرِدُ عَلَی الحَوضِ اَھلُ بَیتِی۔

ترجمہ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوّل حوض کوثر پر میرے (بالفتح ۱۲) پاس میرے اہل بیت آوینگے۔

(۲۸) اَخرجَ الدَّیلمیُ عن علیٍّ قالَ قالَ رسولُ اللہِ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ اَثبتُکُم عَلَی الصِّراطِ اَشدُّکُم حُبّاً لِاَھلِ بَیتِی وَاَصحابِی۔

ترجمہ۔ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم مین زیادہ ثابت قدم رہنے والا پل صراط پر وہ شخص ہوگا جو میرے اہل بیت اور میرے صحابہؓ سے بہت زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔

(۲۹) اَخرجَ الدَّیلمیُ عن علیٍّ قالَ قالَ رسولُ اللہِ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ اَربعۃٌ اَنا لھُم شفیعٌ یَومَ القِیٰمۃِ المُکرِمُ لِذُرِّیَّتِی وَالقاضِی لھُم حَوائِجَھُم (جمع حاجۃ ۱۲ ص) وَالسّاعِی لھُم فِی اُمورِھِم عِندَ مَا اضطَرُّوا اِلَیہِ وَالمُحِبُّ لھُم بِقَلبِہٖ وَلِسانِہٖ[۱]

ترجمہ۔ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار شخص ہین کہ مین (خاص طور پر) قیامت کے دن اُنکی سفارش کرونگا اوّل وہ شخص جو میری اولاد کی تعظیم کرنے والا ہو دوسرا وہ جو اُنکی حاجتین پوری کرتا ہو تیسرا وہ جو اُنکے کامون مین کوشش کرتا ہو جس وقت کہ وہ لوگ اُس شخص کی طرف مضطر ہون چوتھا وہ کہ اُنسے محبت رکھنے والا ہو اپنے دل اور اپنی زبان سے ف یہ چارون شخص حضور سرورِ عالمؐ کی اولاد سے حُسن برتاؤ کرنے والے ہین جو اس نعمتِ عظمیٰ شفاعت خاصّہ سے مشرف ہون گے پس عاشقانِ رسول اور محبانِ اولادِ بتولؑ کو لازم ہے کہ حضرات اہل بیت کرام سے جان و مال سے دریغ نہ کرین گو عام طور پر سب کے ساتھ شریعت نے احسان و سلوک کی ترغیب دلائی ہے اور اُسپر

[۱] وعزاہ السیوطی الی ابن عدی ایضاً ثم ضعفہ والضعاف تقبل فی الفضائل ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

بے حد ثواب کا وعدہ ہے مگر اہل بیت اطہار بوجہ قرابت نبوی اس امر کے زیادہ مستحق ہین اور
اُنکی جو کچھ خدمت کیجاوے بڑی تعظیم سے کرنا چاہیے اور اپنے کو یون سمجھے کہ مین اُنکی خدمت کے
لائق نہین اسلیے کہ وہ واسطہ جو اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہے اُس اعتبار
سے تو اُنکی خدمت ممکن ہی نہین جسکے لیے تمام مخلوق پیدا ہوئی اگر تمام دنیا اور اہل دنیا اُس
ذات مقدسہ اور اُسکی اولاد طاہرہ پر نثار ہو جائین تو کچھ بعید نہین جسکی خاطر اور دلداری
خدائے تعالیٰ فرماوے بندہ کی کیا مجال ہے کہ اُس مقدس ذات کی خاطر و دلداری کا حق ادا
کرسکے خوب غور سے سمجھ لو۔

(۳۰) اَخْرَجَ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ اٰذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ۔

ترجمہ دیلمی نے حضرت ابی سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے سخت ہوا
غضب اللہ کا اُسپر جو مجھے رنج دے میری اولاد اور اہل بیت کے بارے مین۔ یعنی میری اولاد
و اہل بیت کو رنج دے اور پھر اسوجہ سے مجھے رنج ہو ہی گا تو ایسے شخص پر خدا کا سخت
عذاب و غصہ نازل ہوگا اور ترجمہ یون بھی ہوسکتا ہے کہ یہ جملہ بددعا کے لیے ہو پس معنی یہ
ہون کہ سخت ہووے خدا کا غصہ اُسپر جو مجھے میری اولاد اور اہل بیت کے بارہ مین رنج
پہونچاوے۔ بہرحال معاملہ سخت اور عذاب دردناک ہے موذیان اہل بیت نبویؐ کے لیے
خواہ کلام مذکور جملۂ خبریہ ہو یا جملۂ دعائیہ ہو۔

(۳۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھْلُ بَیْتِیْ وَالْاَنْصَارُ
کَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِھِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِھِمْ (اَخْرَجَہُ الدَّیْلَمِیُّ)

ترجمہ دیلمی نے حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
میرے اہل بیت اور انصار (انصار وہ لوگ ہین جنھون نے مدینہ مین جناب رسول مقبولؐ کا ساتھ
دیا اور ہر طرح مدد کی اور نیز مسلمانون کی بھی دلداری اور مدد کی) خالص دوست و محل اعتبار

وموضع رازہین پس قبول کرو (نیک کام) اُنمین سے اُن لوگون کا جو نیک بخت ہین اور درگذر کرو اور معاف کرو بُرے کام کو اُن لوگون کے جو اُنین سے بدکار ہین اور گنہگار ہین

ف اِسکے متعلق مفصّل مضمون پہلے بیان ہوچکا ہے یہان سے بڑی عزّت اور ہدایت برائے دلداری حضرات اہل بیت و انصار ثابت ہوئی کہ اگرچہ وہ بدکار اور گنہگار ہون لیکن تم لوگ بوجہ میری قرابت کے اُنسے حُسن سلوک سے پیش آؤ یہ غرض نہین کہ احکام شرعیہ مین بھی اُنسے درگذر کرو اور دار وگیر نہ کرو بلکہ احکام شرعیہ مین گرفت کرنا تو عین شفقت ہے اسمین کوتاہی تو اُنکے حق مین مضر اور ممنوع ہے اور باقی تفصیل اسکی پہلے بیان ہوچکی ہے

(۳۲) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَنَعَ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یَدًا کَافَیْتُہٗ عَلَیْھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (اَخْرَجَہُ ابْنُ عَسَاکِرَ)

ترجمہ ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص نیکی کرے کسی شخص کے ساتھ میرے اہل بیت ہین سے مین اُس نیکی کرنے والے کو بدلہ دونگا قیامت کے دن۔ سبحان اللہ حضورؐ جس شخص کے احسان وسلوک کا بدلہ دینگے تو کیا کچھ دینگے اور وہ شخص کیسا خوش نصیب ہوگا۔

(۳۳) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَنَعَ صَنِیْعَۃً اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلَفِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِی الدُّنْیَا فَعَلَیَّ مُکَافَاتُہٗ اِذَا لَقِیَنِیْ (اَخْرَجَہُ الْخَطِیْبُ)

ترجمہ حضرت عثمان ذی النورین بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خطیب نے روایت کی کہ فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے جو شخص نیکی کرے کوئی نیکی طرف کسی کے اولاد عبدالمطلب سے دنیا مین تو مجھپر اسکا بدلہ ہے جب وہ مجھسے ملیگا (یعنی قیامت کو مین بدلہ پورا کرونگا)۔

ضعفہ السیوطی ۱۲ منہ ؏ فرزند وہو بالتحریک حسن وبالسکون کسیئ تقال ہو خلف سوء بالتسکین من ابیہ وخلف صدق بالتحریک ۱۲ صراح وسیاق حکم ہذین عنقریب ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

(۳۴) عَنْ جُمَیْعِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِیْ عَلٰی عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا (ترمذی)۔

ترجمہ جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ مین اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اور مین نے پوچھا کہ لوگون مین کون زیادہ محبوب تھا حضور سرورِ عالمؐ کو حضرت عائشہ رضی نے فرمایا کہ فاطمہؓ پھر کہا گیا کہ مردون مین سے کون زیادہ محبوب تھا حضورؐ کو فرمایا کہ اُنکے (یعنی فاطمہؓ کے) خاوند (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

(۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَا بَنِیْ ھَاشِمٍ اِنِّیْ قَدْ سَأَلْتُ اللّٰہَ لَکُمْ اَنْ یَّجْعَلَکُمْ نُجَدَاءَ رُحَمَاءَ وَ سَأَلْتُہٗ اَنْ یَّھْدِیَ ضَالَّکُمْ وَ یُؤْمِنَ خَائِفَکُمْ وَیُشْبِعَ جَائِعَکُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدٌ مِّنْھُمْ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ بِحُبِّیْ اَتَرْجُوْنَ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِیْ وَلَا یَرْجُوْھَا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ)۔

ترجمہ طبرانی نے عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہین مین نے سُنا رسول مقبولؐ سے کہ آپ فرماتے تھے اے بنی ہاشم بیشک مین نے اللہ سے تمھارے لیے یہ طلب کیا ہے کہ وہ تمکو بنادے دلیر اور رحم کرنے والا اور اللہ سے تمھارے لیے یہ مانگا ہے کہ تم مین سے جو بھٹکتا ہوا ہو اُسے اللہ ہدایت فرماوے اور جو خوف کرتا ہو اُسے امن اور چین دیوے اور جو بھوکا ہو اُسے سیر کرے قسم اُس ذات کی کہ جسکے ہاتھ مین میری جان ہے نہ مومن ہوگا کوئی اُنمین کا (یعنی جو لوگ تمھارے سوا ہین) یہان تک کہ تمسے محبت رکھے بوجہ میرے (تعلق) محبّت کے یعنی آدمی مسلمان کامل نہین ہوسکتا اور اُسکا ایمان ادھورا اور خراب رہتا ہے جب تک حضرات اہل بیت سے محبت نہ رکھے) کیا امید رکھتے ہو تم (اے لوگو اہل بیت کے سوا اور لوگون سے خطاب ہے) کہ تم جنت مین داخل ہوجاؤگے میری سفارش سے اور نہ امید رکھین

شفاعت کی اولاد عبد المطلب (یعنی یہ کسطرح ممکن ہے کہ تم امید شفاعت رکھو اور بنی عبد المطلب امید نہ رکھیں بلکہ وہ تو بطریق اولی اس امر کے مستحق ہیں غرض بیان پر انکا حق ظاہر کرنا اور انکے غیر پر ترجیح بیان کرنا مقصود ہے)۔

(۳۶) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ حَقَّ عِتْرَتِي وَالْاَنْصَارِ فَهُوَ لِاَحَدِ ثَلَاثٍ اِمَّا مُنَافِقٌ وَاِمَّا لِزَنْيَةٍ[1] وَاِمَّا لِغَيْرِ طُهُوْرٍ يَعْنِي حَمَلَتْهُ اُمُّهُ عَلٰى غَيْرِ طُهْرٍ (اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ)۔

هو فی الاصل المرة من الزنا ۱۲ — بالفتح پاکی ۱۲ — یعنی پاکی از حیض ۱۲

ترجمہ بیہقی اور ابن عدی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص نہ پہچانے حق میرے اہل بیت اور انصار کا سو وہ تین باتوں میں سے کسی ایک بات کی وجہ سے ایسا کرتا ہے اور وہ باتیں یہ ہیں یا تو وہ منافق ہے (ظاہر میں مسلمان اور باطن میں کافر) یا زنا کی پیدایش ہے (یعنی حرامی ہے بطریق اشارہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا کو بچے کے اخلاق خراب کر دینے میں اور معاصی کے ارتکاب میں دخل ہے ہاں اگر ایسا شخص علم وعمل سے اپنی اصلاح کرے تو بہت کچھ اصلاح ممکن ہے لیکن بدگوئی اور طعنہ زنی کسی کو نہ کرنا چاہیے) اور یا حیض کی حالت میں اسکی ماں کو حمل رہا ہے یعنی وہ حیض کی پیدایش ہے (حیض میں صحبت کرنا حرام ہے پس ایسی پیدایش میں اخلاق کامل نہیں ہوتے)۔

(۳۷) عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يُبْغِضُنَا اَهْلَ الْبَيْتِ رَجُلٌ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ (اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ وَكُلُّ مَا فِي صَحِيْحِ ابْنِ حِبَّانَ صَحِيْحٌ كَمَا قَالَهُ السُّيُوْطِيُّ)

من الافعال ۱۲

ترجمہ ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص ہم سے یعنی ہم گھر والوں سے (مراد اہل بیت ہیں) بغض نہ رکھے گا مگر یہ بات ہے کہ اللہ تعالی اُسکو جہنم میں داخل کریگا

[1] یقال للولد من الزنا هو لزنیة وقیل الفتح فی الزنیة والرشدة افصح وولد الرشدة اذا کان من نکاح صحیح ۱۲ مجمع البحرین

Presented by www.ziaraat.com

یعنی جو اہل بیت سے بغض رکھے گا جہنم میں داخل ہوگا یہاں سے اہل بیت کا محبوب رکھنا اور اُنسے بغض نہ رکھنا ضروری ثابت ہوا اور اِسکے خلاف کرنے والے کو اسقدر سخت عذاب کے استحقاق کی خبر معلوم ہوئی۔

(۳۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُغْضُ بَنِيْ هَاشِمٍ وَالْاَنْصَارِ كُفْرٌ وَبُغْضُ الْعَرَبِ نِفَاقٌ (اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ)۔

ترجمہ طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی ہاشم اور انصار کا بغض کفر ہے (یعنی قریب کفر کے ہے اور اتنا بڑا گناہ کبیرہ ہے کہ کفر کے قریب ہے نیز عام اولیاء اللہ کی گستاخی اور عداوت سے بھی ایمان نکل جانے اور کافر ہونے کا سخت اندیشہ ہے جو خدا کے ولی سے عداوت رکھے اللہ میاں اُس سے لڑائی کا اعلان دیتے ہیں جیسا کہ صحیح حدیث قدسی میں ہے) اور بغض عرب کا (عموماً) نفاق ہے (یعنی مسلمان اہل عرب کا بغض عموماً نفاق ہے اور اسکا بھی بڑا گناہ ہے کہ نفاق کے قریب پہونچ گیا مگر پہلے سے کم ہے)

(۳۹) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ (اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ)۔

ترجمہ مسلم اور ترمذی و نسائی نے حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت کی ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا میں تمکو اللہ یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کے بارہ میں (یعنی خدا کا خوف کرو اور میرے اہل بیت سے بدسلوکی نہ کرو تاکہ اللہ عذاب سے محفوظ رکھے ورنہ بدسلوکی سے دارین میں تباہ ہوجاؤگے)

(۴۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا

لہ لا یخفی وجہ تاویلہ علی اہل العلم والحدیث القدسی الصحیح لفظہ من عادلی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب ۱۲ منہ عفی عنہ

کہ قال فی الجلالین استثنا منقطع ای لکن اسئلکم ان تودوا قرابتی التی ہی قرابتکم ایضا فان لہ فی کل بطن من قریش قرابۃ وقال فی الکمالین ای لکن اسئلکم ان تودوا قرابتی التی ہی قرابتکم ایضا ولا تؤذوہم والقرابۃ ہہنا اسم جمع لقریب کالصحابۃ او مصدر وعلی ہذا فلا بد من تقدیر المضاف ای اہل قرابتی او ذوی قرابتی والظرف حال متعلقۃ بالمحذوف لتقدیرہ او المودۃ ثابتۃ فی القربی مکنۃ فیہا ای فی اہل القربی جعلوا مکانا للمودۃ ومقرا لہا انتہی فلا یرد ان مودۃ القربی عوض التبلیغ فافہم ۱۲ منہ

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِيٌّ وَّفَاطِمَةُ وَوَلَدُهَا (رَوَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِي حَاتِمٍ وَّابْنُ مَرْدَوَيْهِ فِي تَفَاسِيْرِهِمْ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْمُعْجَمِ الْكَبِيْرِ)۔

ترجمہ ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیروں میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى یعنی کہدیجیے اے رسول اللہ میں تم سے اجرت نہیں مانگتا احکام خداوندی پہونچانے کی مگر دوستی اہل قرابت کی چاہتا ہوں یعنی میرے اہل قرابت سے محبت رکھو جس سے مجھے تکلیف اور رنج نہ ہو اور دینی خدمت تو میں اللہ کے واسطے کرتا ہوں کچھ مزدوری اُس پر نہیں چاہتا اور دوستی اہل قرابت کی مزدوری میں داخل نہیں بلکہ یہ خود ایک حکم مستقل ہے احکام خداوندی میں سے اور وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ عقلاء کے نزدیک مسلم ہے کہ اپنے محسن کے احسان کا لحاظ چاہیے اور احسان کا بدلہ پورا کرنا چاہیے موافق طاقت کے پس ضرر اور رنج سے محسن کو خواہ وہ معلم ہو یا مرشد یا اور کسی طرح کا سلوک کرنے والا ہو بچانا ضرور ہے حد شرعی کے اندر پھر چونکہ جناب رسول مقبولؐ اعلیٰ درجے کے خیرخواہ اور محسن ہیں لہٰذا آپکو ہر طرح سے منظور نظر اور خوش رکھنا اور رنج سے بچانا واجب ہے پس اس آیت کے نازل ہوئے پیچھے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ کے وہ رشتہ دار کون ہیں جنکی محبت ہم پر لازم ہوئی ہے حضورؐ نے جواب میں فرمایا وہ رشتہ دار علی اور فاطمہ اور فاطمہ کی اولاد (یعنی حضرات حسنینؓ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے جو شان نزول آیت تطہیر میں وارد ہے)۔

(۴۱) اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يُّزَوِّجَ عَلِيًّا فَاطِمَةَ اَمَرَ مَلَكًا اَنْ يَّهُزَّ شَجَرَةَ طُوْبٰى فَهَزَّهَا فَنَثَرَتْ رِقَاقًا يَعْنِيْ صُكُوْكًا وَّاَنْشَأَ اللّٰهُ مَلٰٓئِكَةً فَالْتَقَطُوْهَا فَاِذَا كَانَتِ الْقِيٰمَةُ ثَارَتْ مَلٰٓئِكَةٌ فِي الْخَلْقِ فَلَا يَرَوْنَ مُحِبًّا لَّنَا اَهْلَ الْبَيْتِ مُحْضًا اِلَّا دَفَعُوْا اِلَيْهِ مِنْهَا كِتَابًا بَرَآءَةً لَّهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْخَطِيْبُ عَنْ بِلَالٍ

مرفوعًا و قال رجالہ کلھم مجھولون کذا قال الشوکانی قلت لا یضر نا فان الضعاف تعتبر فی فضائل الاعمال فضلا عن فضائل الرجال و ھذا الحدیث لیس مقطوعًا بضعفہ بل یحتملہ و یحتمل غیرہ فاعتبارہ فی ھذا الموضع اولی تدبر)۔

ترجمہ جب حق تعالیٰ نے قصد فرمایا نکاح کرنے حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ سے تو حکم فرمایا ایک فرشتہ کو کہ وہ درخت طوبیٰ (طوبیٰ جنت مین ایک درخت ہے) کو ہلاوے پس اُس فرشتے نے اُس درخت کو حرکت دی سو گرائین اُس درخت نے چکین (یعنی نامے او رسندین) اور پیدا کیا اللہ نے ملائکہ کو تو اُنھون نے اُن چکون کو چُن لیا اور اُٹھایا پس جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ فرشتے مخلوق مین پھرینگے تو نہ دینگے وہ کسی ہم اہل بیت کے دوست خالص کو لیکن اُن چکون او رسندون مین سے ایک سند اُسکو دینگے جو جہنم سے براءۃ اور نجات کا ذریعہ ہوگی (اسکو خطیب نے روایت کیا ہے)۔

(۲۴) مَن سَرَّہٗ اَن یَکتَالَ بِالمِکیَالِ الاَوفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَینَا اَھلَ البَیتِ فَلیَقُلِ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَ اَزوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ المُؤمِنِینَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھلِ بَیتِہٖ کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ (رَوَاہُ اَبُو دَاؤدَ وَ عَبدُ بنُ حُمَیدٍ)

مصدر برکت الطعام مکیالا و کیلا ۱۲ منہ

ترجمہ فرمایا رسول مقبولؐ نے جسے یہ بات اچھی معلوم ہو کہ پورے پیمانہ سے ناپے (یعنی عمدہ اور پورا بدلہ درود شریف کا قیامت مین لیوے) جبکہ ہم اہل بیت پر درود بھیجے تو اُسے چاہیے کہ یہ درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَ اَزوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ المُؤمِنِینَ وَ اَھلِ بَیتِہٖ کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ ۔ یعنی اے اللہ درود بھیج محمدؐ پر جو نبی ہین اور اُنکی بیبیون پر جو مسلمانون کی (روحی) مائین ہین اور اُنکی اولاد پر اور اُنکے گھر والون پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا ابراہیمؑ پر بیشک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے (اسکو ابوداؤد اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا شان مقدس ہے حضرات اہل بیت کی کہ درود جیسی معظم عبادت مین وہ حضرات رسول مقبولؐ کے شریک ہین جنمین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہین اور درود شریف مین

Presented by www.ziaraat.com

آل محمد سے مراد باعتبار عموم الفاظ کے تمام سادات جو قیامت تک ہونگے داخل ہین اور اسکے
خلاف مراد لینا دعوی بلا دلیل ہے اور اسی طرح حدیث اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا مین
بھی عموم مراد ہے اور اس حدیث مین آل سے اُمت مراد لینا دعوی بلا دلیل ہے خوب سمجھ لو)۔

(۴۳) مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یُصَلِّ فِیْھَا عَلٰی اَھْلِ بَیْتِیْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ (اَخْرَجَہُ الْبَیْھَقِیُّ
وَالدَّارَقُطْنِیُّ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ رَفْعًا وَّ وَقْفًا)

ترجمہ فرمایا رسول مقبولؐ نے جو شخص درود بھیجے کوئی درود جسمین میرے اہل بیت کو شامل نہ کرے
(فقط مجھپر درود بھیجے) تو وہ درود قبول نہ ہوگا اُس شخص سے (اللہ تعالی کے دربار مین) اور پورا
ثواب نہ ملے گا اور ایسا کرنا مکروہ ہوگا اسکو بیہقی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے) اور جان لو
کہ کوئی درود ایسا نہین کہ مسلمان اُسکو بقاعدہ عبادت بجالاوے اور اُسکا ثواب نہ ملے
ہان ثواب مین کمی و بیشی ہوسکتی ہے درود شریف کا مقبول ہونا ضروری ہے پس اگر اچھی طرح
بشرائط شرعیہ درود بھیجے تو ثواب کامل ہوگا ورنہ ناقص باجی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت
ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب تو خدا سے دعا مانگے تو اُسمین درود نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر شامل کرلے اسلیے کہ درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مقبول ہے اور اللہ بڑا
بڑا کریم ہے تو یہ نہین ہوسکتا کہ وہ بعض دعا (جو کسی مقصود کے لیے کی گئی ہے) رد کردے
اور بعض (درود) قبول کرلے اور پھر اسی کے مثل حضرت سیدنا شیخ ابوطالب مکی اور مولنا
محبوبنا امام محمد غزالی رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے حضرت زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا کہ یہ قول حدیث مرفوع مجھے ثابت نہین ہوا بلکہ موقوف ہے حضرت ابودرداء رضی اللہ
عنہ پر مین کہتا ہون کہ یہ قول مرفوع کے حکم مین ہے اسلیے کہ یہ حکم رائے سے ثابت نہین
ہوسکتا پس ہر درود کا مقبول ہونا لازم ہو جیساکہ اوپر حضرت ابودرداء اور حضرت ابن
عباس اور حضرت ابوطالب مکی اور حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رضی اللہ عنہم کے
قول سے ثابت ہوا اور کوئی شبہہ نہ کرے اُس حدیث سے جو اصبہانی نے روایت کی ہے

Presented by www.ziaraat.com

کہ جو مجھپر ایک بار درود بھیجے اور وہ قبول ہوجاوے تو اُسکے اسی برس کے گناہ
بخشدیئے جاوینگے اسطورکہ اُسمین قبولیت کی قید ہے تو معلوم ہوا کہ بعضا درود قبول
نہین بھی ہوتا ہے یہ اسلیے کہ تمام احادیث مین مطابقت کرنی حتی المقدور ضرور ہے
پس مراد اس سے وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا یعنی جسکو پورا ثواب اور پوری قبولیت
ایک دفعہ درود پڑھنے کی میسر ہو تو اُسی سال کے گناہ معاف ہوجاینگے اور جسکو
مقدار معین سے کم ثواب ہو کسی نقصان کی وجہ سے اُسکو یہ فضیلت میسر نہوگی گو کسیقدر
ثواب ہوگا اور اہل علم پر یہ محاورات شرعیہ مخفی نہین ہین اس مقام کو خواص و عوام بغور
ملاحظہ فرماءین کہ محض فضل الٰہی سے قلب پر وارد ہوا ہے اور اسکی نفاست اہل علم بنظر
انصاف معلوم کرلینگے۔ اور بعض اکابر علمانے جو احادیث مذکورہ مین یہ تاویل کی ہے
کہ قبولیت سے مراد یہ ہے کہ رحمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوجاتی ہے اور
جو چیز سائل نے درود مین طلب کی تھی وہ یہی ہے رہی یہ بات کہ سائل کو ثواب ملے یہ ضرور
نہین کبھی ملتا ہے جبکہ شرائط معتبرہ بجالائے جاوین اور اگر شرائط نہ ادا ہون تو ثواب
نہین ملتا یعنی ردِ درود کے ہین سو یہ تاویل نہایت بعید ہے اور اس سے لازم آتا ہے
کہ جب قبولیت کو ایسا ضروری قرار دیا جاوے تو کافر کے درود کا مقبول ہونا بھی لازم ہو
اور اسکا کوئی قائل نہین اسلیے کہ کافر کسی مُردہ کو (خواہ اُسکی موت محض ظاہری ہو جیسے
کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسّلام کہ وہ حضرات فی الحقیقت اعلیٰ حیات کے ساتھ بعد ظاہری
موت کے موصوف ہین یا دوسرے قسم کے مردہ ہون) اپنی دعا سے نفع نہین پہونچا سکتا۔
پس تاویل وہی قوی اور صحیح ہے جو بندہ نے محض موہبت الٰہیہ سے بیان کی نیز قبولیت کے معنی مذکور جو اُن علمانے
بیان کیے ہین علاوہ وجہ مذکور کے دوسری وجہ سے بھی بعید ہین اسلیے کہ شئے کا وجود مع اپنے لوازمات کے ہوا کرتا ہے
اور قبولیت دعا کے لوازم سے ثواب و رضای الٰہی ہے پس قبولیت کا ثواب سے خالی ہونا غیر معقول ہے اور کافر دیکھے
جو مقاصد دُنیوی برآتے ہین وہ اِس اعتبار سے نہین کہ خداے تعالیٰ اُنکی دعا قبول کرتا ہے بلکہ اِس حیثیت سے

Presented by www.ziaraat.com

کہ تقدیر الٰہی مین وہ چیز اُن کو ملنے والی ہوتی ہے اُن کا طلب کرنا اُس تقدیر کے موافق ہوجاتاہے پس مقصود حاصل ہوجاتا ہے اور کافر بوجہ نافرمانی خالق کے اس امر کے اہل نہین کہ اُن کو باعتبار قبولیت کوئی چیز دیجاوے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (اور نہین ہے دعا کافرون کی مگر گمراہی مین یعنی اُسکا کچھ اثر نہین) اور یہ تقریر اس تقریر سے عمدہ ہے جو بعض علما نے بیان کی ہے کہ کُفّار کی دعا دنیا کے بارہ مین مقبول اور آخرت کے بارہ مین مردود ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ کُفّار کو آخرت مین بطریق مذکور کچھ ثواب وغیرہ نہین مِل سکتا اِس لیے کہ حق تعالےٰ نے خبر دیدی ہے کہ وہ ضروری اور ابدی طور پر جنت کی نعمتون سے محروم رہین گے بخلاف دنیا کی نعمتون کے کہ اُسکے بارے مین یہ حکم صادر نہین ہوا خوب سمجھ لو حتی المقدور مَین نے تقریر سہل کی ہے لیکن چونکہ باوجود اس لحاظ کے بھی اس مضمون کے سمجھنے مین علوم کی حاجت ہے اِس لیے پورے طور پر اہل علم اِس سے منتفع ہون گے اور بقدر ضرورت غور سے دیکھنے کے بعد عوام بھی محروم نہ رہین گے۔

اور بعضی معتبر حدیثون مین فقط حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی بغیر شمول حضرات اہل بیت درود شریف وارد ہوا ہے سو ایسے موقعون پر اس احقر کے نزدیک وہی طریق اولےٰ ہے جو اُس موقع پر ثابت ہے اور اگر اہل بیت کو ایسی جگہ بھی شامل کرے تو بھی جائز ہے اور باقی مقامون پر بلا کسی صحیح عذر اور بغیر کسی مجبوری کے اہل بیت کا ذکر نہ کرنا درود شریف مین مکروہ اور کمی ثواب کا سبب ہے اور درود شریف کے الفاظ وہ پڑھنے زیادہ بہتر ہین جو حدیثون مین وارد ہوے ہین۔

(۴۴) لَاتُصَلُّوْا عَلَیَّ الصَّلٰوةَ الْبَتْرَاءَ قَالُوْا وَمَا الصَّلٰوةُ الْبَتْرَاءُ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّتُمْسِكُوْا بَلْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ (اَخْرَجَهُ ابْنُ سَعِيْدٍ فِيْ شَرَفِ الْمُصْطَفٰى)

ترجمہ فرمایا رسول مقبول نے مجھپر درود دُم بریدہ اور بے برکت مت پڑھو صحابہؓ نے عرض کیا

دُم بُریدہ اور بے برکت درود سے کیا مُراد ہے فرمایا یہ کہ تم کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اے اللہ درود بھیج محمدؐ پر) اور رُک جاؤ (یعنی فقط مجھپر درود بھیجو اور اہل بیتؑ کو شامل نہ کرو ایسا درود دُم بُریدہ اور بے برکت اور ناقص ہے ایسا نہ کرو) بلکہ یون کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (اے اللہ درود بھیج محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر) واضح ہو کہ اہل بیت مین اولاد نبوی اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم داخل ہین اور اس حدیث کو ابن سعد نے شرف المصطفےٰ مین روایت کیا ہے (فائدہ جلیلہ) محدثین اور اکابر علما کے کلام مین فقط درود شریف ذات مقدس رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر پایا جاتا ہے بہت جگہ اہل بیت کا ذکر نہین سو اسکا معقول اور عمدہ وجہ یہ ہے کہ اُن حضرات کو کثرت سے تحریر درود اور قراءت درود کا کام پڑتا ہے جسمین طوالت کی وجہ سے طبیعت پریشان ہونے اور دینی کاروبار بیکار ہو جانے کا اندیشہ ہے اور عبادت خوشی اور دلچسپی سے اچھی ہوتی ہے اور شریعت مین نفاست دیکھی جاتی ہے محض کثرت تعداد معتبر نہین ہے مگر یہ حکم ہر جگہ نہین ہے بعض بعض جگہ ہے لیکن تفصیل کا یہ موقع نہین ہے۔ اور اسوجہ سے وہ کراہیت جس کا بیان ہوا جاتی رہتی ہے خوب سمجھ لو اور ایک جواب بغیر دلیل قوی بعض علما نے یہ بیان کیا ہے کہ بعض اہل حکومت مخالفین اہل بیتؑ کے خوف سے اکابر علماے اسلام نے تحریر لفظ اہل بیت درود مین چھوڑ دی تھی سو اسکا ضعف ظاہر ہے اسلیئے کہ بلا عذر قوی اور بغیر نقل معتبر اکابر علما کی نسبت بھی ثابت کرنا حسن ظن کے خلاف ہے نیز یہ جواب ایک خاص صورت مین ہے ہم بعض اکابر علما کو دیکھتے ہین کہ وہ ایسے موقع پر جہان اس عذر کا احتمال بھی نہین اختصار کرتے ہین پس وہان تو یہ جواب بالکل ہی باطل ہو گا خوب سمجھ لو۔

(۴۵) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِيٌّ وَّفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاَحْمَدُ وَابْنُ اَبِي حَاتِمٍ وَالْحَاكِمُ وَالْوَاحِدِيُّ

ترجمہ سعید بن جبیرؓ نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ الخ تو صحابہؓ نے عرض کیا آپکے اہل قرابت جنکی دوستی ہمپر واجب ہے کون ہین فرمایا علیؓ اور فاطمہؓ اور دونون کے دونون بیٹے (امام حسنینؓ) اسکو طبرانی اور احمد اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور واحدی نے روایت کیا ہے اور اسکا تفصیل بیان پہلے گذرچکا ہے تاکیداً مختلف روایات سے یہ حدیث یہان نقل کی گئی)۔

(۴۶) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْرَجَ تَمْرَۃً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَۃِ مِنْ فَمِ الْحَسَنِ اَوِ الْحُسَیْنِ وَقَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ لَا یَاْکُلُوْنَ الصَّدَقَۃَ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) وَفِیْ لَفْظِ مُسْلِمٍ اِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَۃُ۔

ترجمہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکالا ایک چھوہارا صدقے کے چھوہارون مین سے حضرت امام حسنؓ یا حضرت امام حسینؓ کے منہ مبارک سے اور فرمایا کیا تجھے معلوم نہین کہ آل محمد صدقہ نہین کہاتے (یعنی اُن کو صدقہ کھانا حرام ہے) اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم کے لفظ یہ ہین کہ ہمکو صدقہ حلال نہین اور بخاری کی روایت یہ بھی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم اہل بیت کو صدقہ حلال نہین کذا فی فتح القدیر اور حدیث ۵۵ جو اس مضمون کے متعلق ہے اور آگے آوے گی اُسکا ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ نے بے شبہہ یہ صدقہ سواے اسکے نہین کہ مَیل کچیل لوگون کا ہے اور بے شبہہ وہ (صدقہ) حلال نہین محمدؐ کو اور نہ آل محمدؐ کو یہ مسلم کی روایت ہے اور مَیل کچیل ہونا بھی علت ہے حرمت کی چنانچہ یہ روایت مسلم کی تصریح کرتی ہے اور جن لوگون پر صدقہ حرام ہے وہ لوگ اولاد بنی ہاشم ہین سواے اولاد ابولہب کے چنانچہ کتب فقہ مین تفصیل مذکور ہے - جاننا چاہیے کہ اہل بیت نبوت کو حق تعالی نے ایک بزرگی یہ بھی عطا فرمائی ہے کہ صدقہ جو لوگون کا مَیل کچیل ہے اُنپر حرام فرمادیا تاکہ وہ پاک صاف رہین اور اس مَیل کچیل کے خراب اثر سے محفوظ رہین اور اُنکی لطافت و طہارت مین

۵ کیونکہ اسکی وجہ سے طہارت باطنی اور گناہون سے پاکی میسر ہوتی ہے پس یہ مثل وضو کیے ہوے پانی کے ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

Presented by www.ziaraat.com

نقصان نہ آوے اور اہل بیت مین بڑی خصوصیت کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کا داخل ہونا ظاہر ہے اور
جن حضرات پر صدقہ حرام ہے اُنکے غلام بھی اس بزرگی مین شریک ہین چنانچہ صحیح حدیث مین وارد ہے
یعنی اُنکے غلامون کو بھی صدقہ کھانا حرام اور منع ہے اور جان لو کہ اعمال کی خرابی اور درستی مین کھانے
پہننے کو بڑا دخل ہے جس درجہ کا مال حلال انسان استعمال کرے گا اُسی درجہ کی نورانیت پیدا ہو گی دعا
قبول ہو گی ایک صحابی نے قبولیت دعا کی آرزو کی تھی تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ حلال مال
کھایا کرو تبس معلوم ہوا کہ حلال مال کے استعمال سے دعا قبول ہوتی ہے یہ روایت احیاء العلوم مین ہے
اور مستند ہے اور اُسی مین ہے کہ مشتبہ ایک لقمہ کھانے سے چالیس روز تک اعضا عقل کی
نافرمانی کرتے ہین یعنی عقل طاعت کو کہتی ہے اور عمدہ باتون کا حکم کرتی ہے وہ قابو مین نہین آتے اور
مشتبہ مال وہ ہے جسکے حلال یا حرام ہونیکا یقین نہ ہو اور دونون جانب کا احتمال ہو نہ یہ معلوم ہو کہ
اسمین کسقدر حلال ہے اور نہ یہ خبر ہو کہ کسقدر حرام ہے اور اگر اکثر مال حلال اور کچھ حرام ہو اُسکو بھی مشتبہ
کہتے ہین لیکن ایسے مال کے کمانے والے کو اکثر حلال کی صورت مین بھی کھانا حرام ہے اور دوسرے لوگون کو
مشتبہ مال کھانا مکروہ ہے اور اسکا بُرا اثر پڑتا ہے لیکن اہل صفا اور نورانی قلب کے حضرات اس قسم کے
اثر کو معلوم کرتے ہین جنکے قلوب پر گناہون کی ظلمت چھا رہی ہے حُب دنیا کا غلبہ ہے اُن کو تو اسمین بڑا
مزہ آتا ہے واقعی حق نظر نہین آتا اُسکو جسکے قلب کی بینائی گناہون کے اندھیرے سے جاتی رہے لہذا
مناسب ہے کہ انسان حتی المقدور اعلیٰ درجہ کا حلال مال کھاوے اور اگر ایسا پست ہمت ہو تو حرام سے
توضرور ہی پرہیز کرے کہ اس سے بچنا ہر شخص پر فرض ہے۔

اب یہ بھی معلوم کرنا ضرور ہے کہ حضرات مذکورین پر صدقہ فرض و واجب مثل زکوٰۃ طعام کفارہ وغیرہ
بالاتفاق حرام ہے لیکن بعض علما نے اسکے خلاف کہا ہے اور دلیل اُنکی ضعیف ہے قابل التفات نہین
ہان نفل صدقہ مین اختلاف معتدبہ ہے بعض نے جائز رکھا ہے لیکن اہل تحقیق اسکے بھی خلاف ہین محققین حنفیہ کے
نزدیک (اور یہی قول میرے نزدیک معتمد علیہ اور قابل فتویٰ ہے) صدقہ فرض واجب۔ نفل سب حرام

سلہ افادہ مرشدی۔ ظلہ العالی ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

وممنوع ہے ہان حضرات مذکورین کی خدمت بطریق ہبہ تو اضع اور محبت سے بلحاظ قرابت رسول مقبولؐ اچھی طرح کرنا چاہیے اور خود اُن حضرات کو حرص وطمع دنیاوی سے بچکر محض خدا کے بھروسہ پر زندگی لبسر کرنا مناسب ہے بلکہ واجب ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر محبوب ومقبول کے تعلق دارون کو ضائع نہ کریگا اُسکی رحمت دنیاوی تو ایسی عام ہے کہ کافر وود بھی محروم نہین پھر مسلمان ذی قرابت نبویؐ کی نسبت کیا گمان ہے شعر دوستان را کجا کنی محروم ❊ توکہ با دشمنان نظر داری ❊ اور مضمون مذکور کی تفصیل فتح القدیر اور فتاویٰ اشرفیہ مین دیکھنی چاہیے ۔ تھوڑی سی عبارت فتح القدیر کی نقل کرتا ہون فِي شَرْحِ الْكَنْزِ لَا فَرْقَ بَيْنَ الصَّدَقَةِ الْوَاجِبَةِ وَالتَّطَوُّعِ ثُمَّ قَالَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَحِلُّ لَهُمُ التَّطَوُّعُ اِنْتَهَى فَقَدْ اَثْبَتَ الْخِلَافَ عَلَى وَجْهٍ يُشْعِرُ تَرْجِيحَ حُرْمَةِ النَّافِلَةِ وَهُوَ الْمُوَافِقُ لِلْعُمُومَاتِ فَوَجَبَ اِعْتِبَارُهُ فَلَا يُدْفَعُ اِلَيْهِمُ النَّافِلَةُ اِلَّا عَلَى وَجْهِ الْهِبَةِ مَعَ الْاَدَبِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ تَكْرِمَةً لِاَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَقْرَبُ الْاَشْيَاءِ اِلَيْكَ حَدِيْثُ لَحْمِ بَرِيْرَةَ الَّذِيْ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَيْهَا لَمْ يَاْكُلْهُ حَتّٰى قَبِلَتْهُ هَدِيَّةً مِنْهَا فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ وَالظَّاهِرُ اَنَّهَا كَانَتْ صَدَقَةً نَافِلَةً وَاَيْضًا لَا تَخْصِيْصَ لِلْعُمُوْمَاتِ الْاٰبِدَلِيْلٍ اِنْتَهٰى كَلَامُ الْمُحَقِّقِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَرْضَاهُ صاحب فتح القدیر بڑے درجے کے امام اور مصنف اور حنفیہ مین مجتہد مقید اور درویش ہین نیز امام زیلعیؒ شارح کنز بھی بڑے نامی مستند امام ہین جن حضرات کا یہ فتویٰ ہے اور امام طحاوی ؒنے حضرت امام ابو یوسفؒ وامام محمد کا بھی یہی مذہب نقل کیا ہے جو تحقیق صاحب فتح القدیر کی ہے اور حضرت امام اعظمؒ سے بھی ایک روایت اسی مضمون کی نقل کی ہے جسکا جی چاہے شرح آثار مؤلفہ امام طحاویؒ ملاحظہ کرے ۔ اور عقلی دلیل سے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے پس اُن لوگون کو چاہیے کہ صدقات واجبہ ونافلہ وطعام میت سے بچین اور خداے تعالیٰ کی عطا کردہ

بزرگی کی ناقدری نہ کرین اور دوسرے لوگ بروقت حاجت حضرات سادات اور اہل قرابت نبوی کی خاص طور پر تواضع اور محبت سے خدمت کرین اور جان و مال اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نثار کرین کہ اِس سے بڑھکر اور کونسی بزرگی ہوگی نتیجہ یہ ہوگا کہ دارین مین عافیت اور رضاے خدا و رسول میسر آوے گی جسکے مقابلے مین ہفت اقلیم کوئی چیز نہین۔

(**شکایت و ہدایت**) افسوس صد افسوس کہ آج کل بعضے سادات نے اپنی بزرگی کو نیست و نابود کر دیا۔ جہالت۔ رذالت۔ طمع۔ اخلاق مذمومہ۔ مال حرام کھانا۔ ایمان فروشی۔ کفران نعمت الٰہی وغیرہ اپنا شیوہ مقرر کر لیا اور قناعت و توکل اخلاق حمیدہ علم دین وغیرہ سے کنارہ کشی کی جسکی بدولت دنیا مین بھی بےچین و ذلیل ہین اور آخرت مین سخت ندامت اور رسوائی و عذاب سے مقابلہ ہوگا اور بعضے مسلمانون کی یہ حالت ہے کہ ایسے حضرات کی جو سادات اور قرابت نبوی مین صاحب حاجت ہین خدمت نہین کرتے نہ انکا حق ادا کرین نہ تعظیم بجالاوین کیا مُنھ دکھاوینگے خدا اور رسولؐ کو ان دونون گروہ سے دونون وقت صبح و شام جناب رسول مقبولؐ کو جبکہ نامۂ اعمال پیش ہوتے ہین ایذا ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کی ایذا دینے والے کو خاص طور پر عذاب دینے کا وعدہ فرمایا ہے لہٰذا دونون فریق پر فرض ہے کہ اپنی اصلاح کرین اس طریق سے جو اوپر بیان ہو چکا۔

(۴۷) قَالَ بَعْضُ الشُّيُوخِ الْكِبَارِ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَهُوَ يُحَدِّثُنِي بِفَضَائِلِ الْفُقَرَاءِ وَشَرَفِ الْفَقِيْرِ عَلَى الْغَنِيِّ فَحَفِظْتُ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لِيْ حَسْبُكَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِهَا بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ وَاَنَّ اِبْنَتِيْ فَاطِمَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَبْلَ عَائِشَةَ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً لِاَنَّهَا نَالَتْ مِنَ الدُّنْيَا اَقَلَّ مِنْ عَائِشَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهَا (ذَكَرَهُ الْعَلَّامَةُ الْيَافِعِيُّ فِيْ رَوْضِ الرَّيَاحِيْنَ)۔

(حاشیہ: الکبار جمع کبیر — ای کفاک فی فضل الفقر ۱۲ — بالفتح جمع ریحان ۱۲ غ د م)

سلہ ہذا العرض عددۃ وعشیار رواہ ابن المبارک مرسلاً کما فی فتح الباری ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

(ترجمہ) بعض بڑے بزرگون نے فرمایا کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اِس حالت مین کہ آپ مجھسے فقراء کے فضائل بیان فرمارہے تھے اور دولت پر فقیر کی بزرگی بیان کرتے تھے پس آپکے کلام مین سے مین نے یہ یاد رکھا کہ آپنے فرمایا مجھسے کا فی ہر فضل فقر مین) تجھکو یہ بات کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) جنت مین اپنے دولتمندون سے (یعنی اپنے ہم پلّہ اعمال نیک مین جو لوگ ہونگے اُن سے) پانچسو برس پہلے داخل ہوگی ور میری بیٹی فاطمہ (رضوان اللہ علیہا) جنت مین داخل ہوگی چالیس برس قبل عائشہ کے اِسلیے کہ اُسنے (یعنی فاطمہؑ نے) دنیا سے نفع بہت کم اُٹھایا ہے بہ نسبت عائشہ کے (رضوان اللہ علیہا) یہ حدیث منامی ہے اور اسکو امام یافعی نے روض الریاحین مین روایت کیاہے اور اِس باب کا مفصل مضمون جمل حدیث کی شرح مین بیان کرچکا ہون - یہان سے حضرت سیّدۃ النساء کا دنیا سے بہت ہی بے تعلق رہنا اور اُس سے محض معمولی نفع اُٹھانا اور پھر اسکی بدولت جنت کا اعلی مقام حاصل ہونا ثابت ہوا باوجودیکہ حضرت عائشہؓ بھی بڑی زاہدہ تھین لیکن تاہم اِس درجے کو نہ پہونچین اور اُنکی عمر بھی حضرت فاطمہؑ سے بہت زیادہ ہوئی یعنی پچاس سال سے زائد ہوئی اور حضرت فاطمہؑ کی بہت کم عمر ہوئی ایک باعث دنیا سے کم حصّہ لینے کا یہ بھی تھا دوسرا سبب فقر تھا۔ فقیر شاکر غنی شاکر سے بدرجہا افضل ہے مولٰنا بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت مین نقل کیاہے کہ حضرت شیخ عارف عالم اجل صوفی زاہد اوحد طائفہ صوفی قدس سرہٗ سے کسی نے پوچھا کہ جسکے پاس دوسَو درہم ایک سال تک رہین تو وہ کسقدر زکوٰۃ اداکرے فرمایا کہ اگر صوفی نے ایکسال تک اسقدر مال جمع رکھا تو دوسَو پانچ درہم زکوٰۃ دے اور اگر کسی عام آدمی نے ایسا کیا تو پانچ درہم (جو کہ شرعی حکم ہی) اداکرے واضح ہو کہ اصلی زکوٰۃ تو شرعًا ہر شخص کے ذمّے اِس رقم کی فقط پانچ درہم ہین مگر صوفی پر حضرت موصوف نے تغلیظًا اسلیے سختی کی کہ طالب مولی ومحبِّ حق کو جمع دنیا سے کیا علاقہ یہ اُسکی شان سے بالکل بعید ہے اِسلیے لازم ہے کہ دوسَو درہم اصلی اور پانچ زائد بطور جرمانہ خیرات کرے واقعی صاحب نصاب ہونا درویشی اور محبتِ حق کے بالکل خلاف ہے اِس مضمونکو جمل حدیث کی شرح مین ضرور ملاحظہ

Presented by www.ziaraat.com

فرمائیے قابل دید ہے اور بعض شبہات کا نفیس جواب بھی وہاں دیا گیا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ بغیر اختیار زہد ایمان کامل اور رضائے الٰہی پورے طور پر اور نیز معرفت حق بھی حاصل نہیں ہوتی جس درجے کا قرب خداوندی ہوگا اُسی درجے کا زُہد اور دنیا سے بے رغبتی ہوگی خود حالت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اِن امور پر شاہد عدل ہے۔

(۴۸) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَا فَاطِمَةُ تَدْرِيْنَ لِمَ سُمِّيْتِ فَاطِمَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِمَ سُمِّيَتْ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَطَمَهَا وَذُرِّيَّتَهَا عَنِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اَخْرَجَهُ الْحَافِظُ الدِّمَشْقِيُّ كَذَا فِيْ عُمْدَةِ التَّحْقِيْقِ لِلْعَالِمِ الْفَاضِلِ اِبْرَاهِيْمَ الْعُبَيْدِيِّ الْمَالِكِيِّ قُدِّسَ سِرُّهٗ)

(ای اتدرین بحذف الاستفهام)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) فاطمہؓ سے فرمایا اے فاطمہ کیا تجھے معلوم ہے کہ کس وجہ تیرا نام فاطمہ رکھا گیا (حضرت) علیؓ نے عرض کیا کس واسطے یہ نام رکھا گیا فرمایا جناب رسول مقبولؐ نے بیشک اللہ غالب اور بزرگ ضرور باز رکھے گا اُسکو اور اُسکی اولاد کو دوزخ سے قیامت کے دن (اسکو حافظ دمشقی نے روایت کیا ہے اور اسکے متعلق تفصیلی مضمون پہلے گذر چکا ہے)۔

(۴۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ فَطَمَ ابْنَتِيْ فَاطِمَةَ وَوَلَدَهَا وَمَنْ اَحَبَّهُمْ مِنَ النَّارِ (رَوَاهُ الْاِمَامُ عَلِيُّ بْنُ مُوْسَى الرِّضٰى فِيْ مُسْنَدِهٖ كَذَا فِيْ عُمْدَةِ التَّحْقِيْقِ)۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ نے باز رکھا میری بیٹی فاطمہ اور اُسکی اولاد اور جو ان سب کو دوست رکھے جہنم سے (اسکو امام علی بن موسی الرضاؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا اور اسکے متعلق مضمون گذر چکا ہے)۔

(۵۰) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلْ اِلَى الْاَرْضِ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِيْ بِاَنَّ

فَاطِمَۃَ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَاعْلَمْ اَنَّ ھٰذَا الْحَدِیْثَ طَوِیْلٌ وَاِنِّیْ نَقَلْتُ ذٰلِكَ الْقَدْرَ لِضَرُوْرَۃِ الْمَقَامِ)۔

ترجمہ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ فرشتہ کبھی نہین اُترا زمین پر قبل اس رات کے اسنے اجازت چاہی اپنے پروردگار سے اسبات کی کہ مجھپر سلام کرے اور مجھے خوشخبری دے کہ بیشک فاطمہؓ سردار اہل جنّت کی عورتون کی ہے اور حسنؓ اور حسینؓ سردار جوانون اہل جنت کے ہین (اسکو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اِس کے پہلے اسکے متعلق تفصیلی مضمون گذر چکا ہے)۔

(۵۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَفَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَاٰسِیَۃُ امْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

بفتحتین ۱۲ اَیْ فی الفضل ۱۲ علے وزن فعیلۃ ۱۲ بالضم وفتح الواو وسکون الیاء وکسر اللام ۱۲

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کافی ہے تجھکو (بزرگی اور فضیلت مین) تمام جہانون کی عورتون مین سے مریمؑ بیٹی عمران کی (یعنی والدہ صاحبہ حضرت عیسٰی کی) اور خدیجہؓ بنت خویلد (یعنی والدہ ماجدہ حضرت سیدۃ النساءؑ کی اور خویلد بضم خاوفتح واو وکسر لام ہے) اور فاطمہؓ صاحبزادی محمدؐ کی اور (حضرت) آسیہؑ زوجہ فرعون (یعنی یہ عورتین بڑی بزرگ اور تمام عورتون مین منتخب ہین حضرت آسیہؑ بڑی کامل ہوئی تھین باوجود خاوند کے کافر ہونے کے اپنا ایمان قائم رکھا انکا حال کتب تاریخ اور بہشتی زیور حصہ ہشتم مین ملاحظہ ہو اور یہان سے یہ وہم نہ ہو کہ یہ سب ایک درجے کی ہین کیونکہ بیان فقط اظہار کمال مقصود ہے نہ کہ زیادتی کمی کا بیان اور حضرت فاطمہؓ سب سے افضل ہین جیسا کہ یہ بات دلائل متقدمہ سے ثابت ہو چکی ہے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے)

(۵۲) اَیُّمَا امْرَاَۃٍ تُوُفِّیَ عَنْھَا زَوْجُھَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَہٗ فَھِیَ لِاٰخِرِ

مجہول ۱۲ باز اکردہ ۱۲

فاطمہؓ ... سردار جوانان اہل جنت ... تر ... احمد

تحقیق اس بات کی کہ جس عورت کے دنیا مین کئی نکاح ہوئے وہ جنت مین کس خاوند کو ملے گی

اَزْوَاجِهَا (رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ وَصَحَّحَهُ السُّيُوطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ)

ترجمہ جو عورت کہ خاوند اُسکا مرجائے (اور وہ دوسرا نکاح کرلے) سو وہ (جنت مین) اخیر خاوند کو ملے گی (طبرانی نے حضرت ابو درداءؓ سے اسکو صحیح سند سے روایت کیا ہے)

(۵۳) اَلْمَرْاَةُ لِاٰخِرِ اَزْوَاجِهَا (رَوَاهُ الْخَطِيبُ عَنْ عَائِشَةَ وَضَعَّفَهُ السُّيُوطِيُّ)۔

ترجمہ عورت (جنت مین) اخیر خاوند کو ملے گی (یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اور خطیب نے اسکو ضعیف سند سے روایت کیا ہے یہ حدیثین یہان اس غرض سے لائی گئین کہ حضرت فاطمہؓ پر اللہ نے یہ رحمت کی کہ پہلے ہی خاوند جناب سیدنا علیؓ کے نکاح مین وفات فرماگئین اور یہ بڑا کمال (اگر غیر اختیاری) ہے اسلیے کہ گو بیوہ کو نکاح کرنا بعض صورتون مین واجب اور بعض صور تومین بہتر ہے مگر جو عورت اعلیٰ درجے کی حیادار اور احکام شرعیہ کی پوری پابندی ہوتی ہے اسکو اس امر کا کہ دوسرے خاوند سے نکاح ہو بڑا رنج ہوتا ہے اور یہ امر طبعی اور ظاہر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کا نکاح آپکے بعد اورون کے ساتھ اسی وجہ سے حرام کردیا گیا کہ جناب رسول مقبولؐ کو اس امر سے رنج ہوگا۔ پس اگر کوئی بیوہ عورت محض اس حیا اور پہلے خاوند کی محبت کی وجہ سے اور اُس سے جنت مین ملنے کے شوق مین بشرطیکہ کوئی شرعی مجبوری نہ ہو دوسرا نکاح نہ کرے تو مضائقہ نہین کہ کمال حیا و کمال ایمان کی دلیل ہے مگر دوسرے نکاح کو برا نہ سمجھے بعضی عورتین باوجود ضرورت شرعی کے اور حاجت مرد کے دوسرا نکاح نہین کرتین اور اُسکو برا سمجھتی ہین اور خلاف شرع کام کرتی ہین خاوند نہ ہونے کی وجہ سے سو ایسی عورتین بہت برا کرتی ہین اور بعضی صور تومین اُنکے ایمان جاتے رہنے کا اندیشہ ہے اُنکو بوقت حاجت ضرور نکاح کرلینا چاہیے جناب رسول مقبولؐ کی ایک صاحبزادی کے اور حضرت اسماءؓ زوجۂ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تین تین نکاح ہوئے اور احیاء العلوم کی کتاب الاخلاق مین ایک حدیث نقل کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس عورت کے دنیا مین چند نکاح ہوئے ہون وہ جنت مین اُس خاوند کو ملے گی جسکی عادتین

اچھی ہوں گی سو حافظ عراقی نے اسکو ضعیف کہا ہے اور مضمون بالا کی حدیث صحیح ہے پس وہی معتبر اور معمول ہے
واللہ تعالیٰ اعلم ویؤیدہ ما فی تہذیب التہذیب (ج ۱۲ ص ۴۶۵ و ۴۶۶) قال ابو الزاہریۃ عن جبیر بن نفیر
عن ام الدرداءؓ انہا قالت لابی الدرداءؓ انک خطبتنی الی ابوی فی الدنیا فانکحونی وانی اخطبک الی نفسک
فی الآخرۃ قال فلا تنکحی بعدی فخطبہا معاویۃ فاخبرتہ بالذی کان فقال علیک بالصیام کانت تقیم ستۃ اشہر
ببیت المقدس وستۃ اشہر بدمشق وکانت من العابدات اھ۔

(۵۴) اخرج البیہقی وابن عساکر من طریق ابی المنذر ہشام بن محمد عن ابیہ
قال اضاق الحسن بن علی وکان عطاؤہ فی کل سنۃ مائۃ الف فحبسہا عنہ معویۃ
فی احدی السنین فاضاق اضاقۃ شدیدۃ قال فدعوت بدواۃ لاکتب الی
معویۃ لاذکرہ نفسی ثم امسکت فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی المنام فقال کیف انت یا حسن فقلت بخیر یا ابت وشکوت الیہ تاخر المال
عنی فقال ادعوت بدواۃ لتکتب الی مخلوق مثلک تذکرہ ذلک فقلت
نعم یا رسول اللہ فکیف اصنع فقال قل اللہم اقذف فی قلبی رجاءک واقطع
رجائی عمن سواک حتی لا ارجو احدا غیرک اللہم وما ضعفت عنہ
قوتی وقصر عنہ عملی ولم تنتہ الیہ رغبتی ولم تبلغہ مسألتی ولم یجر علی
لسانی مما اعطیت احدا من الاولین والآخرین من الیقین فخصنی بہ
یا رب العالمین قال فواللہ ما الححت بہ اسبوعا حتی بعث الی معویۃ بالف الف
وخمسمائۃ الف فقلت الحمد للہ الذی لا ینسی من ذکرہ ولا یخیب من دعاہ
فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال یا حسن کیف انت فقلت بخیر
یا رسول اللہ وحدثتہ بحدیثی فقال یا بنی ہکذا من رجا الخالق ولم یرج المخلوق کذا فی تاریخ الخلفاء

له الصغری زوج ابی الدرداءؓ صحابیۃ ویقال جہیمۃ بنت حی الاوصابیۃ الدمشقیۃ ذکرہا ابن سمیع فی الطبقۃ
الثانیۃ من تابعی اہل الشام ۱۲ منہ له ای الف الف فو علی اصول العرب ۱۲

Presented by www.ziaraat.com

ترجمہ بیہقیؒ اور ابن عساکر محدثین نے روایت کی ہے کہ حضرت حسنؑ بن علیؑ خرچ سے تنگ ہوئے اور اُنکا وظیفہ سالانہ ایک لاکھ (درہم یا دینار) تھا (یہ اُس زمانہ مین جبکہ اُنھون نے سلطنت مسلمانون کی خونریزی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دی تھی اور یہ قصہ طویل ہے نہ اسکی نقل کا یہ موقع ہے) اُسو حضرت امیر معاویہ نے ایک سال وظیفہ مذکورہ روک لیا اور نہ بھیجا پس خرچ کی سخت تکلیف ہوئی حضرت حسنؑ فرماتے ہین کہ مین نے دوات منگائی تاکہ (حضرت) امیر معاویہ کو لکھون اور یاد دلاؤن یہ بات پھر مین رُک گیا (غالباً رُکنے کی وجہ کسی مخلوق سے رزق کی طلب مناسب نہ سمجھا تھا جو ایک قسم کا شرک خفی ہے اہل طریقت اسکا بڑا اہتمام کرتے ہین اللہ کے سوا کسی سے حتی المقدور آرزو اور فرمایش نہ کرے اور آپ بہت بڑے سخی تھے احیاء العلوم اور تاریخ الخلفاء مین مختلف حکایتین آپ کے کمال سخاوت کی منقول ہین مگر بعضے وقت تنگی مین انسان پریشان ہو جاتا ہے چنانچہ یہان بھی ایسا ہی ہوا تھا کہ قصد کیا مگر خدا ئے تعالےٰ نے بچالیا اور اپنے محبوب نواسہ محبوب کی شان عالی سے یہ بات گوارا نہ کی بعض اوقات سخت مصائب اور تنگی کی وجہ سے بعضے انبیاءؑ سے بھی لغزشین جو اُنکے درجے کے خلاف تھین گو گناہ نہ تھین واقع ہو گئی ہین ایسی ہی لغزش یہ بھی ہے اگرچہ بیت المال مین آپکا حق بھی تھا لیکن تاہم اپنی جیسے مخلوق سے فرمایش نامناسب تھی پس مناسب یہ ہے کہ جو معاملہ یکبارگے ہو گیا وہ اگر برابر چلے چلنے دے زیادہ درپے نہ ہو اسلیے کہ اسمین خالق اکبر پر بھروسہ مین نقصان معلوم ہوتا ہے اسباب کی طرف بقدر حاجت بہت کم توجہ ہونی چاہیے) پھر مین نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اے حسن تمھارا کیا حال ہے مین نے عرض کیا اچھا حال ہے اے باباجان اور مین نے شکایت کی آپ سے مال کے آنے مین دیر ہونے کی سو فرمایا کیا تمنے دوات منگائی تھی تاکہ اپنی مثل مخلوق کو اپنا حال لکھو اور اپنی ذات (کا حال) یاد دلاؤ مین نے عرض کیا جی ہان یارسول اللہ (اور ابن امرکی اے مبارک چونکہ نہین ہے تو) پھر مین اور کیا (تدبیر) کرون (یعنی تنگی سخت ہے کوئی رہائی کی صورت تعلیم کیجیے) آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی اور کہا کہ کہو (اس دعا پر لکیر کھینچ دی ہے جب پڑھے عربی مین پڑھے ترجمہ یہ ہے) اے اللہ ڈالدے میرے دل مین

اپنی امید اور قطع کردے میری امید اپنے غیر سے یہانتک کہ میں تیری غیر سے امید نہ رکھوں اے اللہ اور وہ چیز کہ اُسکے حاصل کرنے سے ضعیف ہو میری قوت اور کوتاہی کرے اُس سے میرا عمل اور نہ پہونچے اُس تک میری رغبت اور نہ پہونچے اُسپر میرا سوال (تجھسے) اور نہ جاری ہو میری زبان پر اُس چیز سے کہ دیا تو نے کسی کو پہلوں اور پچھلوں سے (اور وہ) یقین (ہے عطاے روزی وجمیع آرزو نکا) تو مجھے خاص کردے اُس یقین کے ساتھ اے پروردگار تمام جہانوں کے فرمایا حضرت حسنؑ نے کہ خدا کی قسم میں اسکو پورا ایک ہفتہ کثرت سے نہ پڑھنے پایا کہ امیر معاویہ نے پندرہ لاکھ بھیجے سو میں نے کہا کہ حق تعریف اُس اللہ کو ہے جو نہیں چھوڑتا اُسے جو اُسکو یاد کرے اور نہیں گھاٹے میں رہتا وہ جو اُس سے دعا کرے پھر میں نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا پس آپنے فرمایا اے حسن کیا حال ہے تمھارا میں نے عرض کیا اچھا حال ہے یا رسول اللہ اور مین نے اپنا قصہ بیان کیا آپنے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے ایسا ہی ہوتا ہے جو خالق سے امید رکھے اور مخلوق سے نا امیدی رکھے۔ واضح ہو کہ یہ فضل ہے اولاد فاطمہؑ کا کہ حق تعالیٰ اور رسول کریمؐ نے اُنکا ذرا سا بھی نقصان دینی گوارا نہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے پھر تنگی بھی رفع کردی یہ تعلیم نبوی تھی اہل بیت کو جب تو اُن کو اسقدر مراتب علیا میسر ہوئے ایسے ایسے ذی کمال اولاد حضرت فاطمہؑ میں پیدا ہوئے (تنبیہ) غرض اس قصے سے یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ سے رجوع کرے اُسکے پاس سب کچھ موجود ہے تمام جہان اُسکے قبضے میں ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے جو اُسکا ہوگیا وہی اُسکا ہوگیا جسنے اُسپر بھروسا کیا وہ اُسکو کافی ہوگیا انسان کو ثابت قدم اور استقلال واستقامت سے رہنا چاہیے اور کیسی ہی سختی ہو خدا سے رہائی کا امیدوار رہے کہ نا امیدی کافرونکا کام ہے اللہ سب آسان کردیتا ہے دیکھو ایک لاکھ کی جگہ پندرہ لاکھ بھیجدیے اور تنگی پر صبر کا ثواب جدا اہل اللہ کا کام مصائب کا برداشت کرنا اور رضاے مولی پر خوش رہنا ہے وہ رحیم وکریم اُنکا کفیل ہے کبھی ضائع نہ ہونے دیگا شعر ہر سود و آنکس کہ ازدر خویش براند کازا کہ بخواند بدرکس نبرداند۔

(فائدہ) جس کسی کو رزق کی تنگی ہو اس دعا کو پڑھے مگر کثرت سے پڑھے اگر وضو ہو بہتر ورنہ

بغیر وضو بھی درست ہے انشاء اللہ تعالےٰ تنگی رفع ہو جائے گی۔

(۵۵) اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاَنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وسخ بفتحتین چرک ۱۲م

(ترجمہ) بیشک یہ صدقہ سوائے اسکے نہیں کہ میل کچیل لوگوں کا ہے اور وہ حلال نہیں محمدؐ اور آل محمدؐ کو (اسکو مسلم نے روایت کیا ہے تفصیل اسکی گذر چکی)۔

(۵۶) اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرِنِ الطَّبَرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ وَرَفَعَهُ بِلَفْظِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ خَمْسَةٍ فِيَّ وَفِيْ عَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَفَاطِمَةَ (وَالْمُرَادُ مِنْهَا اٰيَةُ التَّطْهِيْرِ وَمِثْلُهُ رِوَايَةُ ابْنِ جَرِيْرٍ رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ)۔

ترجمہ ابن جریر طبری نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ آیت تطہیر میرے اور علیؑ کے اور حسنؑ و حسینؑ اور فاطمہؑ کے بارے میں نازل ہوئی (اسکا بیان گذر چکا بعض حدیثیں بوجہ اختلاف الفاظ و تاکید مضمون چند بار درج کی گئیں)۔

(۵۷) فِيْ تَفْسِيْرِ الْجَلَالَيْنِ فِيْ اٰيَةِ الْمُبَاهَلَةِ وَقَدْ دَعَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدَ نَجْرَانَ لِذٰلِكَ لَمَّا حَاجُّوْهُ فِيْهِ فَقَالُوْا حَتّٰى نَنْظُرَ فِيْ اَمْرِنَا ثُمَّ نَاْتِيْكَ فَقَالَ ذُوْ رَاْيِهِمْ لَقَدْ عَرَفْتُمْ نُبُوَّتَهُ وَاَنَّهُ مَا بَاهَلَ قَوْمٌ نَبِيًّا اِلَّا هَلَكُوْا فَوَادِعُوا الرَّجُلَ وَانْصَرِفُوْا فَاَتَوْهُ وَقَدْ خَرَجَ وَمَعَهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَفَاطِمَةُ وَعَلِيٌّ وَقَالَ لَهُمْ اِذَا دَعَوْتُ فَاَمِّنُوْا فَاَبَوْا اَنْ يُّلَاعِنُوْا وَصَالَحُوْهُ عَلَى الْجِزْيَةِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ خَرَجَ الَّذِيْنَ يُبَاهِلُوْنَ لَرَجَعُوْا لَا يَجِدُوْنَ مَالًا وَلَا اَهْلًا وَرُوِيَ لَوْ خَرَجُوْا لَاحْتَرَقُوْا اَلَّذَا قَالَهُ السُّيُوْطِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ الزَّمَخْشَرِيِّ فِي الْكَشَّافِ قَالَ اُسْقُفُ نَجْرَانَ يَا مَعْشَرَ النَّصَارٰى اِنِّيْ لَاَرٰى وُجُوْهًا

(حواشی: جمع وافد یعنی رسول بھیجے گئے ۱۲ م — ذو رأیهم یعنی صاحب رائے ۱۲ — من الموادعة یعنی المصالحة ۱۲ — علی رئیة الامر ۱۲ — من التامین ۱۲ — لاعنة یعنی گریۂ النسبت و نفرین کردن ۱۲ م — معروف ۱۲)

[1] نصر اول ثالث تشدید فا عالم و مینوے ترسایان قاضی این ایشان او فوق قسیس است و دون مطران ۱۲ منتخب اللغات

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يُّزِيْلَ جَبَلًا مِّنْ مَّكَانِهٖ لَاَزَالَهٗ بِهَا فَلَا تُبَاهِلُوْا فَتَهْلِكُوْا
وَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ نَصْرَانِيٌّ وَكَذَا فِي السِّيْرَةِ الْحَلَبِيَّةِ۔
مباہلہ کے بیان میں اس حدیث کا حاصل گذر چکا (اسکو امام سیوطیؒ اور علامہ زمخشری نے نقل کیا ہے)
(۵۸) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ جَاعَ فِيْ زَمَنِ قَحْطٍ فَاَهْدَتْ لَهٗ
فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا رَغِيْفَيْنِ وَبَضْعَةَ لَحْمٍ اٰثَرَتْهُ بِهَا فَرَجَعَ بِهَا
اِلَيْهَا وَقَالَ هَلُمِّيْ يَا بُنَيَّةُ فَكَشَفَتْ عَنِ الطَّبَقِ فَاِذَا هُوَ مَمْلُوْءٌ خُبْزًا
وَلَحْمًا فَبُهِتَتْ وَعَلِمَتْ اَنَّهَا نَزَلَتْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنّٰى لَكِ هٰذَا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ
حِسَابٍ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَكِ شَبِيْهَةَ
سَيِّدَةِ نِسَآءِ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ ثُمَّ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَجَمِيْعَ اَهْلِ بَيْتِهٖ فَاَكَلُوْا عَلَيْهِ حَتّٰى
شَبِعُوْا وَبَقِيَ الطَّعَامُ كَمَا هُوَ فَاَوْسَعَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى جِيْرَانِهَا (رَوَاهُ
الزَّمَخْشَرِيُّ فِي الْكَشَّافِ وَتَتَبَّعْتُ كُتُبَ الْمَوْضُوْعَاتِ فَلَمْ اَجِدْهُ فِيْهَا وَرَوَاهُ
اَبُوْ يَعْلٰى بِمَعْنَاهُ بِغَيْرِ ذِكْرِ الْقَحْطِ وَغَيْرِ قَوْلِهٖ ثُمَّ جَمَعَ الخ)۔

ترجمہ حضور صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ کو ایکبار قحط کے زمانے میں بھوک کی
تکلیف پیش آئی تو حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ کو دو روٹی اور گوشت (غالباً پختہ ہوگا) کا ٹکڑا ہدیہ
بھیجا اور خود باوجود بھوک کے نہ کھایا (کس درجہ سخاوت تھی اور کیسی محبت تھی رسول مقبول کی پھر سردار زنان
جنت کیوں نہ ہوتیں) پس حضورؐ نے یہ کھانا حضرت فاطمہؓ کو لوٹا دیا اور فرمایا اے پیاری بیٹی تم خود آکر

۱ قولہ یؤثرون علی انفسہم ای یقدمون علی انفسہم من قولہم آثرہ علی نفسہ قدمہ وفضلہ ۱۲ مجمع البحرین ۲ ھلم بفتح الہاء
وضم اللام المشددۃ وفتح المیم اسم فعل بمعنی الامر تعال بمعنی تقدم قال فی مجمع البحرین یستوی فیہ الواحد والجمع والتانیث فی لغۃ اہل الحجاز واہل نجد یصرفونہا
ہلمی وہلما وہلممن قال الجوہری والاول افصح ۱۲ ۳ شاید یہ وجہ ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حضرت
فاطمہؓ کے کھانے کے ہمراہ آنے سے کھانے میں زیادتی ہو جاوے گی اور دوسری وجوہ بھی محتمل ہیں ۱۲ منہ

سو وہ رحاضر ہوئین اور) طباق کو کھولا تو وہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا پس حیران ہوگئین اور جانا کہ یہ کھانا اللہ کے پاس سے اُترا ہے پھر فرمایا اُنسے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہان سے تمکو یہ کھانا ملا تو جواب دیا حضرت فاطمہؓ نے وہ خدا کے پاس سے اُترا ہے بیشک اللہ روزی دیتا ہے بے شمار جسے چاہتا ہے پس فرمایا حضورؐ نے تمام شکر ہے اُس اللہ کا جسنے تجھے مثل سردار تمام عورتون بنی اسرائیل کے بنایا (اور وہ حضرت مریمؑ تھین بطریق کرامت اُنکے پاس بے موسم غیب سے میوے آتے تھے اُنھون نے حضرت زکریاؑ کے جواب مین بھی یہی فرمایا تھا کہ یہ میوے بے موسم خدا کے پاس سے آتے ہین آخر تک) پھر اکٹھا کیا رسول مقبولؐ نے حضرت علی بن ابی طالبؑ اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اور تمام اہل بیت کو سو سب نے کھانا کھایا اُس طباق پر یہان تک کہ سیر ہوگئے اور کھانا باقی رہا جیسا کہ تھا تو وسعت کی (یعنی دیا) حضرت فاطمہؓ نے اپنے پڑوسیون پر (اسکو صاحب کشاف نے روایت کیا ہے اور قاضی ابو یعلیٰ محدث نے بھی یہ قصہ سوائے ذکر قحط اور سب کے جمع کرنے کے روایت کیا ہے۔ اِس سے حسّی کرامت حضرت فاطمہؓ کی ثابت ہوئی جو تقوے کے ساتھ محمود ہے۔)

(۹۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الْحَسَنَؑ وَالْحُسَيْنَؑ مَرِضَا فَعَادَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاسٍ مَّعَهٗ فَقَالُوْا يَا اَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ عَلٰى وَلَدِكَ فَنَذَرَ عَلِيٌّؑ وَفَاطِمَةُؑ وَفِضَّةُ جَارِيَةٌ لَّهُمَا اِنْ بَرِءَا مِمَّا بِهِمَا اَنْ يَّصُوْمُوْا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَشُفِيَا وَمَا مَعَهُمْ شَيْءٌ فَاسْتَقْرَضَ عَلِيٌّؑ مِنْ شَمْعُوْنَ الْخَيْبَرِيِّ الْيَهُوْدِيِّ ثَلَاثَ اَصْوُعٍ مِّنْ شَعِيْرٍ فَطَحَنَتْ فَاطِمَةُؑ صَاعًا وَّاخْتَبَزَتْ خَمْسَةَ اَقْرَاصٍ عَلٰى عَدَدِهِمْ فَوَضَعُوْهَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ لِيُفْطِرُوْا فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ سَائِلٌ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ مِّسْكِيْنٌ مِّنْ مَّسَاكِيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَطْعِمُوْنِيْ اَطْعَمَكُمُ اللّٰهُ مِنْ مَّوَائِدِ الْجَنَّةِ فَاٰثَرُوْهُ وَبَاتُوْا لَمْ يَذُوْقُوْا اِلَّا الْمَاءَ وَاَصْبَحُوْا صِيَامًا فَلَمَّا اَمْسَوْا

وَوَضَعُوا الطَّعَامَ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ يَتِيْمٌ فَاٰثَرُوْهُ وَوَقَفَ عَلَيْهِمْ اَسِيْرٌ فِي الثَّالِثَةِ فَفَعَلُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا اَخَذَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِيَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَاَقْبَلُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَبْصَرَهُمْ وَهُمْ يَرْتَعِشُوْنَ كَالْفِرَاخِ مِنْ شِدَّةِ الْجُوْعِ قَالَ مَا اَشَدَّ مَا يَسُوْءُنِيْ مَا اَرٰى بِكُمْ وَقَامَ فَانْطَلَقَ مَعَهُمْ فَرَاٰى فَاطِمَةَ فِيْ مِحْرَابِهَا قَدِ الْتَصَقَ ظَهْرُهَا بِبَطْنِهَا وَغَارَتْ عَيْنَاهَا فَسَاءَهٗ ذٰلِكَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ وَقَالَ خُذْهَا يَا مُحَمَّدُ هَنَّاكَ اللّٰهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِكَ فَاَقْرَاَهُ السُّوْرَةَ (اَوْرَدَهُ الزَّمَخْشَرِيُّ فِي الْكَشَّافِ)

التهنئة ضد التعزية ۱۲ مجمع البحرین ۱۲ ص — سے مبارکباد دادن ۱۲ ص

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ دونون بیمار ہوئے پس عیادت فرمائی اُن دونون کی رسول اللہؐ نے چند لوگون کے ہمراہ سو اُن لوگون نے کہا اے ابو الحسنؓ (یہ کنیت ہے حضرت علیؓ کی) کاشکے تم نذر مان لیتے اپنی اولاد پر (یعنی خدا کی نذر کرو جب آرام ہوجائے پوری کردینا) تو نذر کی علیؓ اور فاطمہؓ اور اُن دونون کی لونڈی فضہؓ نے کہ اگر وہ تندرست ہوجائینگے تو یہ سب لوگ تین تین روزے رکھینگے پس اُن دونون کو آرام ہوگیا اور گھر والون (یعنی جنھون نے نذر کی تھی) کے پاس کچھ کھانا وغیرہ نہ تھا اسلیے حضرت علیؓ شمعون یہودی سے تین صاع (ایک صاع ۲۳۴ تولہ کا ہوتا ہے) جَو قرض لیے پھر اسمین سے ایک صاع پیسا حضرت فاطمہؓ نے اور پانچ روٹیان پکائین موافق شمار گھر والون کے (دو صاحبزادے اور تین نذر کرنے والے) پھر اُن کو اپنے سامنے رکھا تاکہ روزہ افطار کرین پس ایک سائل آیا اور کہا السلام علیکم اے اہل بیت محمدؐ مین ایک مسکین ہون مسلمان مسکینون مین سے

---

۱ من اوّلہ الی قولہ مشکورا کمانی روایۃ الحکیم الترمذی ورواہ عن لیث عن مجاہد عن ابن عباسؓ مثلہ وتکلم فیہ ورواہ الخطیب مطولا وتکلم فیہ قلت لایضرنا ذلک الکلام فی الفضائل فلاباس بروایۃ واوردہ السیوطی فی الدر المنثور مجملاً بلفظ واخرج ابن مردویہ عن ابن عباسؓ فی قولہ ویطعمون الطعام علی حبہ الآیۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی علیؓ بن ابی طالب وفاطمۃؓ بنت رسول اللہ ولم یتکلم فیہ ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

مجھے کھانا کھلاؤ اللہ تمھیں کھانا کھلادے دسترخوان جنت سے سو اُنھوں نے اس درخواست کو قبول کیا اور رات گذاری اس حال مین کہ سوائے پانی کے اور کچھ نہین چکھا اور صبح کی روزے کی حالت مین (یعنی صبح کو روزے پر روزہ رکھ لیا اور چونکہ پہلے روزے کو پانی سے افطار کیا تھا اسلیے یہ صوم وصال جو مکروہ ہے اُسمین داخل نہین اور صوم وصال پے درپے بلا افطار روزہ رکھنے کو کہتے ہین) پھر جب شام ہوئی اور اُنھون نے اپنے سامنے کھانا رکھا ایک یتیم آیا سو وہ کھانا اُسپر صدقہ کردیا اور تیسرے دن ایک قیدی آیا اُس سے بھی یہی برتاؤ کیا (غرض تین روز کھانا نہین کھایا اور روزے رکھے اور باوجود اپنی حاجت کے خیرات کی اور دوسرونکی حاجت کو اپنی ضرورت پر مقدم کیا) پس جب تیسرے روزے کے بعد صبح ہوئی حضرت علیؑ نے حضرت حسنینؑ کا ہاتھ پکڑا اور حضور سرورِ عالمؐ کے پاس تینون صاحب حاضر ہوئے جب رسول مقبولؐ نے اُن کو دیکھا اس حال مین کہ وہ کانپتے تھے مثل چوزون پرندکے بوجہ شدت بھوک کے فرمایا کسقدر سخت ہے وہ چیز جو مجھے ناگوار ہے اور وہ یہ حالت ہے جسمین تمکو دیکھتا ہون (یعنی مجھے سخت غم اور ناگواری ہے تمھاری اس تنگی کو دیکھکر) پھر چلے آپ اُنکے ہمراہ اور حضرت فاطمہؑ کو دیکھا اُنکی محراب مین ایسے حال مین کہ اُنکی پیٹھ اُنکے پیٹ سے (بوجہ سخت بھوک کے) ملگئی تھی اور اُنکی آنکھین گڑ گئی تھین آپ کو یہ ناگوار ہوا سو اُترے حضرت جبرئیلؑ اور کہا لیجیے یہ آیات اللہ تعالٰے آپ کو مبارکباد دیتا ہے آپ کے اہل کے بارے مین اور پڑھائی آپ کو سورۂ دہر (جسمین ان حضرات کی مدح وثنا کی آیات ہین اور وہ چند آیتین ہین جنکا حاصل ان حضرات کی مدح وثنا اور وعدہ جزاے دائمی کا بیان ہے اگر شوق ہو ترجمۂ قرآن مین دیکھ لو۔ اس حدیث کی سند کا تفصیلی بیان حواشی عربیہ مین گذرچکا ہے)

مسلمانو! اپنے پیشوا کے اخلاق اور دنیا سے قطع تعلق اور خدا کی رضامندی کی جستجو اور احتمال شدائد کو ذرہ غور سے دیکھو اور پھر اُسکے ثمرہ اور نتیجہ پر نظر ڈالو جو ہر بے بہا معلوم ہوگا یہ بہت بڑا مرتبہ ہے کہ اوروں کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم کرے حضرت ابدال جو

اولیاء اللہ ہیں بڑے درجے کے لوگ ہیں اسی وجہ سے اس رتبہ کو پہونچے ہیں چنانچہ حدیث
مشکوٰۃ میں اسطرح کی صفات انکی مذکور ہیں جنکی وجہ سے اس درجہ میں انکو اللہ تعالیٰ سے نزدیکی
حاصل ہوئی ہے اور احیاء العلوم و کیمیائے سعادت وغیرہ اس قسم کی کتابیں ان مضامین کی خوب
تفصیل بیان کرتی ہیں مگر عالم درویش کو ان کتب کا سنا دینا ضرور ہے محض خود مطالعہ سے بغیر اہلیت
علم ظاہری و باطنی مطلب حاصل نہ ہوگا بلکہ ضرر کا اندیشہ ہے اور ثمرہ اس تکلیف کا یہ ہوا کہ قیامت تک
قرآن میں ان حضرات کی تعریف باقی رہے گی لوگوں کو عبرت ہوگی اعلیٰ درجہ کا ثواب ہوگا دارین میں
اس تقویٰ کی بدولت عزت ہوئی۔

آج جو مسلمان دین و دنیا کی خرابیوں میں مبتلا ہیں غیر اقوام کی غلامی میں گرفتار اور طرح طرح کی سختیوں میں
مبتلا ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ انھوں نے اپنے اعمال معاملات۔ اخلاق خراب کر لیے ہیں جب تک
ایسے لوگ جنکا تذکرہ ہوا یا انکے پیرو موجود تھے طرح طرح کی برکتیں دارین کی راحتیں اور عزت
مخالفین پر غلبہ ظاہری و باطنی علوم کی ترقی وغیرہ نعمتیں میسر تھیں انا للہ وانا الیہ راجعون
اللہ پاک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں چنانچہ قرآن مجید میں یہ مضمون
موجود ہے۔ اللہ کی ذات ہمیشہ یکساں حالت پر ہے تغیر و تبدل سے پاک ہے اگر اب بھی مسلمان دین پر پورا عمل
کریں انشاء اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ انکو وہی نعمتیں میسر فرماویں مسلمان بدل گئے خدا کی حالت تو نہیں بدلی اسمیں نعوذ باللہ
کچھ نقصان و مجبوری نہیں ہے وہ تو ہر زمانہ میں اپنے ذاتی و صفاتی کمالات میں یکتا اور واحد اور ہر شے پر قادر ہے خوب سمجھ لو

(۷۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ
عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰى
هٰذَا الْمُرَائِيْ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جَزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا
(بالفتح جماعت ۱۲ — بالفتح شتر کہ پارہ پارہ کردہ شود در شاۃ نیز اطلاق میکنند — اشعۃ اللمعات — من المفاعلۃ ۱۲)
ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهُ
بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ اِلٰى
(من الامهال ۱۲ — من حتی ۱۲)

۵ بفتح سین و تخفیف لام پوستے کہ در وے بچہ میباشد از آدمیان و مواشی و بعضے گفتہ اند مخصوص بمواشی ست و در آدمیان مشیمہ گویند ۱۲ ال

بَعْضٍ مِنَ الضِّحْكِ وَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلَى الْكَلِمَةِ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثًا اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے کعبہ کے پاس اُس حال مین کہ ایک جماعت قریش اپنی مجلسون مین تھی (اور وہ مجالس حرم شریف مین تھین) ناگاہ کسی کہنے والے نے اُنمین سے کہا تم نہین دیکھتے ہو اِس (حضور سرورِ عالم) ریاکرنے والے کی طرف (اور یہ بات ابوجہل نے کہی تھی) تم مین سے کون شخص ہے کہ جاوے طرف اونٹ ذبح کیے ہوئے فلان قبیلہ کے (کسی قبیلہ مین اونٹ ذبح کیا گیا تھا) پس لادے اُسکی لید اور خون اور وہ کھال جسمین بچہ ہوتا ہے پھر اُن چیزون کو رکھے یہان تک کہ جسوقت آنحضرت سجدہ کرین تو آپکے دونون شانون کے بیچ مین ڈالدے سو اُٹھا اُنمین کا بدبخت بڑا شقی پھر جب حضرتؐ نے سجدہ کیا تو اُسنے اُن چیزون کو آپ کے دونون کندھون کے بیچ مین رکھدیا اور حضور سرورِ عالمؐ اپنی جگہ پر ثابت رہے سجدہ کی حالت مین پس ہنسے وہ مشرک یہان تک کہ ہنسنے کی وجہ سے بعض اُنمین کا بعض کی طرف جھک گیا پھر گیا ایک جانے والا (اور وہ ابن مسعودؓ تھے) حضرت فاطمہؑ کے پاس (اور آپکو اس حال سے خبردی اور آپ چھوٹی عمر کی تھین اُسوقت) سو آپ دوڑتی ہوئی تشریف لائین اور حضورؐ برابر سجدہ مین ثابت قدم رہے یہان تک کہ وہ چیزین حضورؐ کے اوپر سے ہٹادین اور حضرت فاطمہؑ اُن مشرکون کی طرف متوجہ ہوئین اور اُن کو جھڑکا اور ڈانٹا یہ مضمون طویل ہے بقدر ضرورت نقل کردیا۔ اسمین قوت اور ہمت اور کرامت ہے حضرت فاطمہؑ کی کہ باوجود چھوٹی عمر کے ایسی دلیری اور دین کی مدد کی اور اُن لوگون کو کچھ جواب نہ بن پڑا اور مجال نہ ہوئی کہ کچھ کہہ سکین سبحان اللہ اہل اللہ کو ایسا ہی ہونا چاہیے اُنکی مدد خدا کرتا ہے (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے دونون روایتون کے بعضے لفظون مین خلاف ہے)۔

(٦١) قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ فِي الشِّفَاءِ فِي إِجَابَةِ دَعْوَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لِفَاطِمَةَ ابْنَتِهِ أَنْ لَا يُجِيْعَهَا قَالَتْ فَمَا جُعْتُ بَعْدُ وَلٰكِنْ اِنِّي اُخْمِصْنَا يُمْ الْكُبْرٰى

(مِنَ الْاِجَاعَةِ گرسنہ کردن ۱۲ ص — مِن نصر گرسنہ شدن ۱۲ ص)

ترجمہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کے لیے دعا فرمائی کہ اُن کو بھوک نہ لگے وہ فرماتی ہین کہ اس دعا کے بعد مجھے بھوک نہین لگی اور بیہقی نے عمران بن حصینؓ سے روایت کی ہے کہ عمرانؓ نے کہا کہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور مین حاضر تھا حضرت بی بی فاطمہؓ تشریف لائین اور آپ کے سامنے کھڑی ہوئین آپ نے اُنکی طرف دیکھا کہ بسبب بھوک کے چہرہ اُنکا زرد ہو رہا تھا آپ نے اُنکے سینے پر ہاتھ رکھا کہ اے اللہ پیٹ بھرنے والے بھوکون کے اور اوپچے کرنے والے نیچون کے فاطمہ بنت محمدؐ کو بلندی دے یعنی تکلیف اُنکی دور کر عمرانؓ کہتے ہین کہ مین نے دیکھا کہ چہرۂ مبارک حضرت بی بی فاطمہؓ کا سُرخ اور روشن ہوگیا اور زردی اُنکے چہرہ کی جاتی رہی پھر ایک بار مین اُنکی خدمت مین حاضر ہوا اُنھون نے مجھسے فرمایا کہ اُس دن سے مجھے پھر کبھی بھوک نے تکلیف نہ دی ف بیہقی نے بعد روایت اس حدیث کے کہا ہے کہ یہ قصہ ماقبل نزول آیت حجاب کا ہے کذا قال المفتی عنایت احمد رحمہ اللہ تعالیٰ (انتہا) ہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور عالمؐ نے یہ دعا فرمائی کہ جب کھانا میسر ہو تو بھوک کی کلفت نہ ہو نہ یہ کہ ہمیشہ بھوک کی خواہش نہ ہو کیونکہ اس دعا کی کوئی وجہ معتد بہ نہین معلوم ہوتی واللہ اعلم چونکہ حضرات اہل بیت پر فاقہ کی سختیا لیتین گذرتی تھین اور جناب سیدۃ النساءؓ بوجہ لطافت و نزاکت طبعیہ کے اِن مشقتون کی دشواری سے متحمل ہو سکتی تھین اور سخت تکلیف ہوتی تھی اسوجہ سے حضورؐ نے یہ دعا فرمائی جو مقبول ہوئی اور معلوم کرنا چاہیے کہ بندہ کی بندگی کا یہ اقتضا ہے کہ ہر حال مین راضی رہے اور کسی وقت مین فلاحیت اور سہولت کی دعا سے غافل نہ ہو کہ اکثر سخت تنگی و مصیبت مین اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت مین فرق آتا ہے اور پریشانی کی وجہ سے قلب ٹھکانے نہین رہتا اور اصل مقصود عبادت اور محبت اور اطاعت الٰہی ہے اور محبت وراحت سے جو عبادت ہوتی ہے اُسمین توجہ کامل ہوتی ہے اور وہ عبادت افضل ہے اُس عبادت سے بحیثیت عبادت ہونے کے جو تنگی اور پریشانی مین ہوتی ہے چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ الباری نے

Presented by www.ziaraat.com

جواہر القرآن اور احیاء العلوم مین تصریح فرمائی ہے اور اگر سختی و تنگی کا سامنا ہو تو بھی شکر کرے اسلیے
کہ مصائب و شدائد بھی نعمتین ہین بڑا ثواب ملتا ہے اور نفس کی انسے بڑی اصلاح ہوتی ہے خدای تعالی
حکیم ہین جو حالت جس شخص کے لیے جسوقت مین بہتر ہوتی ہے وہ اُسکو مرحمت فرماتے ہین مگر (بلا عذر
قوی) اپنی طرف سے عافیت کا خواہان اور دعا کرنے والا رہے مستند حدیث مین ہے کہ جنت مین
اوّل وہ لوگ داخل ہون گے جو خدا کا بہت شکر کرتے ہین مصیبت و راحت مین مقصود یہ ہے کہ ہر حال مین
شکر اور رضا بقضا ضرور ہے اور رضا کا اعلیٰ رتبہ ہے کہ طبعی کراہت بھی جاتی رہے اور زبان سے
بھی کوئی لفظ خلاف مرضی خالق کے نہ نکلے اور طبعی کراہت گو اختیار سے باہر ہے لیکن بعد عادت
تحمل و برداشت یہ ملکہ اور قوت بھی پیدا ہوجاتی ہے کہ انسان طبعی کراہت سے بھی باز رہے اور
یہ سلوک کا اعلیٰ مقام ہے - اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ شیخ نجم الدین عمر و[1] نسفی اپنی تفسیر سورۂ
فاتحہ مین روایت کرتے ہین کہ ایک روز رسول مقبولؐ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے دیکھا کہ
آپ ملول اور غمگین بیٹھی ہین اور رو رہی ہین پس حضورؐ نے دریافت کیا حضرت سیدہؓ سے کہ کسو جہ سے
ملول و غمگین ہو عرض کیا یا رسول اللہؐ بطور حکایت اور اظہار امر واقعی بجواب آنحضرتؐ عرض کرتی ہون
نہ بطریق شکایت مصیبت حق تعالی (اسقدر ادب ملحوظ رکھا جسکے دل مین اللہ تعالی کی توحید و عظمت
جاگزین ہے اسکی یہی حالت ہو گی کہ یہان پر شکایت کا وہم بھی جاتا رہا) مین اس وجہ سے روتی ہون
کہ تین دن سے ہمارے گھر مین کھانا نہین ہے امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو (بوجہ بچپن کے صبر اور قرار
نہ تھا) شدت بھوک سے روتے تھے اُنکے رونے سے مجھے بھی رونا آیا اور حضرت علیؓ بھی روتے
تھے (بچون کی تنگی اور مشقت دیکھکر یہ ہے طریقہ محبان رسولؐ کا فقط جھوٹی محبت اور اہل اللہ کی
عداوت سے کہین کام چل سکتا ہے سوائے رسوائی دارین اسکا اور کیا انجام ہے) اور آپ سے
ہم اس امر کو اور اپنی تنگی کو پوشیدہ رکھتے رہے (کہ اس عرصہ میان مین بغیر استفسار آنجناب

[1] وہو امام الثقلین مفتی الفریقین کما قال صاحب قرۃ العیون ۱۲ منہ ۵۳۷ لم اطلع علی سندہ سوے ہذا وتتبعت
فی الموضوعات فلم اجدہ وانما ذکرہ صاحب روضۃ الاحباب المحدث ۱۲ منہ

ہم مین سے کسی نے کچھ عرض کیا) مگر آج کے دن حسنؓ اور حسینؓ سے ایسی بات (بیقراری کی) مین نے
سُنی کہ مجھے قرار نہ رہا اور وہ بات یہ تھی کہ وہ کہنے لگے کہ کیا کوئی بچہ اسقدر بھوکا ہوتا ہے جسقدر
کہ ہم ہین (یعنی سخت بھوکا اور سخت تنگی ہے حتیٰ کہ تعجب سے پوچھنے لگے) یہ سُنکر جہان مجھپر تاریک
ہوگیا (یعنی سخت رنج ہوا) اے باپ آپ کیا فرماتے ہین اگر بندہ اللہ پاک سے مناجات (خفیہ
دعا) مین بے تکلفی سے گفتگو کرے تو کیا وہ بُرائی اور گستاخی تو نہین ہے آپنے فرمایا کہ وہ گستاخی
نہین (اپنے مولی حقیقی اور کرم فرمانے والے سے التجا کرنا اپنی محتاجی اور بیکسی کا اظہار ہے اور اللہ پاک
کی عظمت کا اقرار ہے اور یہ سب باتین عبادت اور اللہ کی خوشنودی کا باعث ہین) اے بیٹی
اللہ تعالی بندون کی بے تکلفی پسند فرماتا ہے حضرت فاطمہؓ تشریف لے گئین (غسل کے لیے اور
دعا کے لیے) اور غسل فرمایا اور گھر کے ایک کونہ مین نماز کے لیے کھڑی ہوئین اور نماز سے فارغ
ہوکر مناجات کی اور ہاتھ اُٹھائے اور زاری کی اور عرض کیا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ عورتون کو
پیغمبرون کی (برابر صبر کی) طاقت نہین ہے اگر تجھے میرے باپ کے ساتھ کوئی بھید اور راز ہے تو مجھے
اس راز کے تحمل کی طاقت نہین ہے یا مجھے طاقت دے یا اس مصیبت سے راحت بخش یہ فرمایا اور بیہوش ہوگئین (اس
جملہ شرطیہ سے شک مراد نہین بلکہ تاکید مراد ہے جیسا کہ اہل علم پر ظاہر ہے اور حکمت خفیہ جسکی وجہ سے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شقتین پیش آتی تھین اُس راز خداوندی اور حکمت الٰہیہ کی وجہ
سے آپ کو تحمل ہوتا تھا اُسکا وجود تو یقینی ہے منجملہ اُن حکمتون کے ایک یہ ہے کہ آپکے مراتب اور
درجات کی ترقی ہو اور دوسری وجہ کہ حق تعالی کی معرفت اور استغنائی کا اندازہ ہو تیسرے یہ کہ
اور لوگون پر مصائب آسان ہون کہ جب باعث وجود خلق اور مقبول رب اکبر پیغمبر معصوم کا یہ
حال ہے تو ہم ناچیز گنہگار دن نالائقون کی کیا ہستی ہے وغیرہ اور اولیا کو مثل انبیا کے کمالات
حاصل نہین ہوتے نبوت کی ابتدا ولایت کی انتہا سے بڑھکر ہے خوب سمجھ لو اسکے بعد) جبرئیلؑ نے
اور کہا یارسول اللہ اُٹھیے فرمایا کیا ہوا ہے عرض کیا فاطمہؓ نے فرشتون کو خروش (وجوش غم) مین
ڈالدیا اُن کو تسلی و تسکین دیجیے سرور عالم تشریف لائے اور صاحبزادی کو بیہوش دیکھا اُن کے

Presented by www.ziaraat.com

سرکو زمین سے اُٹھایا اور گود مین لیا حضرت فاطمہؑ ہوش مین آکر اُٹھین اور مثل نادم شخص کے سرِ مبارک سامنے کیا (باوجود اس بات کے کہ کوئی امر خلاف شرع نہ تھا بلکہ دعا عبادت تھی مگر اس خیال سے کہ شاید کوئی بات بے صبری کی نہ ہوگئی ہو بوجہ شدّت رنج و تنگی کے ندامت طاری ہوئی سبحان اللہ سب کچھ اطاعت کرین اور اپنے کو ناقابل اور نالائق سمجھین اللہ والون کا یہی کام ہے اور حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پورا حق کوئی نبی اور کوئی ولی ادا نہین کرسکتا اُسکی بے شمار نعمتون کا شکر کس سے ادا ہوسکتا ہے مگر بندہ کو حتی المقدور کسی وقت اطاعت و شکر سے غفلت روا نہین جب باوجود ہر وقت اطاعت کے باری عزّ اسمہٗ کا حق نہین ادا ہوسکتا تو غفلت مین تو کسقدر ناشکری اور بے پروائی ہے حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہ آیت نَحْنُ قَسَمْنَا[1] پڑھتی رہ اور اللہ تعالیٰ کو تقسیم کرنے والا (رزق و دیگر نعمتون کا) جانتی رہ تاکہ تجھپر[2] مشقتین آسان ہو وین کیونکہ جب انسان سمجھے گا کہ سب کچھ اللہ کے حکم و ارادہ سے ہوتا ہے تو دل کو تسکین ہوگی اور رنج مین بہت کمی ہوگی کہ خالق کے کاروبار مین ہمین رنج کا کیا موقع ہے۔ نیز ہمارا کیا بس و قابو ہے پس رنج بیکار ہے حضرت فاطمہؑ پہلے سے ان امور سے واقف تھین اور ادنیٰ مسلمان ایسے احکام سے واقف ہے مگر شدّت مصائب اور سخت مصیبت سے قلب پر رنج غالب ہوتا ہے جس سے ایسے امور کی حضوری جاتی رہتی ہے اور دوسرے کی نصیحت سے بیداری ہوجاتی ہے بلکہ کبھی یہان تک نوبت پیش آتی ہے کہ افضل شخص ایسے حال مین فاضل کی نصیحت سے منتفع ہوتا ہے یعنی ایسے وقت اعلیٰ درجہ کے مسلمان کو ادنیٰ درجہ کے مسلمان کی نصیحت باعث صبر و سبب ہوشمندی و بیداری ہوجاتی ہے اور یہ امر تجربہ سے ثابت ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت خدیجہؑ کی تسلّی دینے سے حضرت رسول مقبولؐ کو تسکین

---

[1] یہ پوری آیت مع ترجمہ یہ ہے نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ط وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ یہ آیت پارہ پچیس سورۂ زخرف مین ہے ترجمہ یہ ہے۔ ہم نے تقسیم کی ہے اُنکے درمیان اُنکی روزی دنیا کی زندگی مین اور ہمنے بلند مرتبہ بنایا اُنمین ایک کو ایک پر تاکہ بنالے ایک دوسرے کو محکوم اور تیرے پروردگار کی رحمت اُن چیزون سے بہتر ہے جو یہ جمع کرتے ہین انتہٰی یعنی جنت بہتر ہے مسلمانون کے لیے اس ناپائدار دنیا سے ۱۲

[2] نیز اس کام کے لیے اس آیت کا ورد باطنی نفع بھی دے گا ۱۲

حاصل ہوئی تھی ابتدای وحی کے زمانہ مین حالانکہ آپ نبی اور افضل الانبیاء تھے اور حضرت خدیجہؓ فقط ولی تھین یہ مفصل قصہ کتب حدیث مین موجود ہے یہان پر فقط شخصی کا حال بتلانا مقصود ہے اور حضرت خدیجہؓ کی یہ توجیہ بغیر کسی کی تعلیم کے میرے قلب پر غیب سے القا ہوئی اور اسکو حضرت مرشدی کی خدمت مین پیش کیا حضرت والا نے پسند فرمایا یہ نکتہ اہل علم کے لیے بڑا مفید اور عوام کے لیے مفید ہے پس یاد رکھنا چاہیے) اور اسوقت حضرت رسول مقبولؐ نے دست مبارک حضرت سیدۃ النساء کے سینہ مبارک پر رکھا اور کہا اے خدا اسکو بھوک سے بیخوف کردے حضرت فاطمہؓ فرماتی ہین جب سے مین نے بھوک کی کلفت کبھی اپنے دل مین نہ پائی (اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کی دعا نیز حضرت سیدہؓ کی التجا مقبول ہوئی اور تنگی پھر پیش آئی مگر اسکا اثر نہ معلوم ہوا کیونکہ دل کے لفظ سے ظاہر ہے یہ کہ تنگی پیش آئی مگر باطن مین اثر نہ معلوم ہوا اور اگر تنگی ہی پیش نہ آتی تو یہ فرماتین کہ پھر کھانے کی وسعت ہوگئی عبرت کی جگہ ہے کہ باوجود ایسی سخت کلفتون کے اللہ تعالیٰ کا ادب ملحوظ رکھا اور شکرگزاری کی اور عاجزانہ درخواست کی اور یہ ظاہر ہے کہ اسکے بعد بچون کو تنگی نہ ہوئی ہوگی کیونکہ انکی مشقت و تنگی کا اثر اپنی ذات سے زیادہ والدین پر پڑتا ہے پس جب اللہ نے ادنی تکلیف کو محو کردیا اسنے اعلیٰ کو ضرور ہٹا دیا ہوگا شعر

جگہ جی لگانے کی دنیا نہین ہے ✧ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہین ہے ✧ دیگر نہ لائق بود عیش با دلبرے ✧ کہ ہر بامدادش بود شوہرے ✧ دیگر زندہ کنی عطاے تو ور بکشی فدا ے تو ✧ دل شدہ مبتلاے تو ہر چہ کنی رضاے تو ✧ دیگر آنکس کہ ترا شناخت جانرا چہ کند ✧ فرزند و عیال خانمان راچہ کند ✧ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ✧ دیوانۂ ہر دو جہان را چہ کند ✧ دیگر چند خوانی حکمت یونانیان ✧ حکمت ایمانیان را ہم بخوان ✧ از موم دور اندیش را ✧ بعد ازین دیوانہ سازم خویش را ✧ وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ ـــ

وَلَوْ كَانَ النِّسَاءُ كَمَنْ ذَكَرْنَا ✧ لَفُضِّلَتِ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ ✧ فَلَا التَّأْنِيْثُ لِاسْمِ الشَّمْسِ عَيْبٌ ✧ وَلَا التَّذْكِيْرُ فَخْرٌ لِلْهِلَالِ ✧ حَبِيْبٌ لَيْسَ يَعْدِلُهُ حَبِيْبٌ ✧ وَمَا لِسِوَاهُ فِيْ قَلْبِيْ نَصِيْبٌ ✧ حَبِيْبٌ غَابَ عَنْ بَصَرِيْ وَشَخْصِيْ ✧ وَلٰكِنْ عَنْ فُؤَادِيْ مَا يَغِيْبُ ✧ اِذَا انْقَلَبَتِ الدُّنْيَا عَلَى الْمَرْءِ دِيْنُهُ ✧ فَمَا فَاتَهُ لَيْسَ بِضَائِرٍ ✧ وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ

Presented by www.ziaraat.com

مَن هُوَ عَالِمٌ بِاَنَّ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَا بُدَّ سَائِلُهٗ فَيَأْخُذُ مِنْهُ ظُلْمَهٗ بِعِبَادِهٖ ۔ وَيَجْزِيهِ بِالْخَيْرِ الَّذِي هُوَ فَاعِلُهٗ ۔

ترجمہ انسان کو اہوال محشر۔ عذاب قبر۔ عبور پل صراط۔ سوال نکیرین۔ عذاب جانکندن وغیرہ وغیرہ مہلکات کو خیال کرکے دنیا کو دل پر سرد کردینا چاہیے یہ جگہ جانچ کی ہے اللہ نے محض عبادت کے لیے جن و انسان کو پیدا کیا ہے بقدر ضرورت معاش کا بندوبست کرکے شب و روز زہد۔ تقوی۔ اطاعت الٰہی مین مشغول رہنا چاہیے۔ مشکوٰۃ الانوار مین منقول ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بنت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب وصال ہوا (یعنی آپ فوت ہوگئیں) تو اُن کے جنازے کو چار شخصوں نے اُٹھایا حضرت علی و حضرت حسنین اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم پھر جب کہ ان حضرات نے جنازہ قبر کے کنارے رکھا کھڑے ہوئے ابوذرؓ اور فرمایا اے قبر تو جانتی ہے اُس ذات مقدسہ کو کہ جس کو ہم تیرے پاس لائے ہین وہ فاطمہ زہراؓ ہین جو بیٹی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بیوی ہین حضرت علی مرتضیٰ کی اور ماں ہین حسنینؓ کی پس انھون نے قبر سے آواز سنی کہ کہتی ہے کہ مین جگہ حسب و نسب کی نہین ہون اور سوائے اِسکے اور کچھ نہین ہے کہ مین نیک عمل کی جگہ ہون پس نہین نجات پاتا ہے مجھسے مگر وہ شخص جسنے کثرت سے نیکی کی ہو اور اُسکا قلب درست رہا ہو اور پاک رہا ہو برے عقیدون سے اور اُسکے اعمال اللہ ہی کے لیے ہوے ہون یہ روایت مجھکو محقق نہین صاحب درۃ الناصحین نے اسکو نقل کیا ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ بڑے درجہ کے پارسا اور زاہد تھے زہد (بیزاری دنیا) مین سب صحابہؓ پر فوقیت رکھتے تھے اور آپکو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زہد مین مشابہت تھی چنانچہ مشکوٰۃ مین ہے۔ انھون نے بطریق حسرت قبر سے یہ کلام کیا تھا کہ ایسی ذات مقدسہ بھی تجھ مین تشریف فرما ہوئین بطور کرامت

لہ یہ مضمون حاشیہ مشکوٰۃ مین ہے اور امام غزالی قدس سرہٗ نے احیاء العلوم مین اس رتبہ کا حضرت علی کو تحریر فرمایا ہے ممکن ہے کہ دونون حضرات اس درجہ کے ہون واللہ تعالےٰ اعلم ۱۲

حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

Presented by www.ziaraat.com

اور خرق عادت آپ کو قبر نے جواب دیا اور حسب ونسب کا مفید اور غیر مفید ہونا پیشتر معلوم ہو چکا ہے حق یہ ہے کہ اعمال صالحہ سے کام چلتا ہے اور نجات ملتی ہے وللہ در من قال۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی ✤ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست ✤

(۶۲) اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا[۱] (ترمذی)

ترجمہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے اللہ کردے رزق آل محمدؐ بقدر کفایت و حاجت (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے سبحان اللہ کیا رحم تھا آل محمدؐ پر اللہ کا کہ دُنیا سے اُن کو نہایت دُور رکھا اور کیسی شفقت تھی اور کسقدر خیال تھا اطاعت الٰہی کا جناب رسول مقبولؐ کو کہ اپنی ذات مقدسہ اور اپنی آل کو دنیا سے ہٹائے رکھا اور دنیا میں باوجود قدرت عیش وعشرت میں مشغول ہونے کے محض رضائے الٰہی کی غرض سے اور تعلیم امت کی غرض سے بالکل بچائے رکھا اور اس مقدس تعلیم اور دعا کی بدولت اہل بیت میں بڑے بڑے صاحب کمال لیکن دنیا سے بیزار حضرات پیدا ہوئے یہ بھی بڑی فضیلت ہے حضرت فاطمہؓ کی کہ وہ دنیا جیسی ناپاک چیز اور غفلت میں ڈالنے والی مُہلک بیماری سے اپنے کو بچائے گئیں اور حضورؐ کی دعا کی برکت سے دین کا اعلیٰ رتبہ حاصل کیا اور دنیا کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی۔ اس دعا کی برکت تھی کہ خلافت حضرات اہل بیت کو موافق نہ آئی اور وہ حضرات اُسکی آسایش سے منتفع نہ ہو سکے چنانچہ اہل تواریخ پر حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ کی خلافت کا حال ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے ذرہ سا لگاؤ بھی دنیا کا ان حضرات کے لیے پسند نہ کیا گو کار خلافت بوجہ انتظام دین دینی کام تھا لیکن پھر بھی دین مقصود اور محض مشغولی حق سے کسی درجہ میں خالی تھا اور یہ بات باریک ہے اہل بصیرت خوب اندازہ کرسکتے ہیں ہاں علوم ظاہری و باطنی کے وہ حضرات مخزن رہے۔ لقد احسن من قال ✤ اِدَّی الزُّھَّادِ (جمع زاہد ۱۲)

فِی رَوْحٍ وَّرَاحَۃٍ ۔ قُلُوْبُھُمْ عَنِ الدُّنْیَا مُزَاحَۃٌ ۔ اِذَا اَبْصَرْتَھُمْ اَبْصَرْتَ قَوْمًا ✤
(بالضم دور کردہ شدہ ۱۲)

[۱] عن ابن فارس والازہری القوت ما یؤکل لیمسک الرمق وفی الحدیث اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا ای بقدر ما یمسک بہ الرمق من المطعم یعنی کفایۃ من غیر اسراف ۱۲ مجمع البحرین۔

مسلو کۃ الہا رضی نمیتہم سماحوۃ[1] بڑی آمدنی جو زکوٰۃ کی تھی حضورؐ نے اہل بیت پر حرام فرمادی تھی جیسکا مفصل بیان گذر چکا جس کو خدا کی محبت کا مزہ آجاتا ہے ماسوی اللہ اسکے نزدیک ہیچ اور ناچیز نظر آتا ہے اَللّٰھُمَّ اَذِقْنَا مِنْہُ رِزْقًا وَّ اَسْعًا اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ سَبَقًا اور حدیث میں ہے کَانَ (ای صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یَمْنَعُ اَھْلَہُ الْحِلْیَۃَ وَالْحَرِیْرَ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ کَذَا فِی کُنُوْزِ الْحَقَائِقِ لِلْمُنَاوِیِّ یعنی آپ اپنے اہل بیت کو زیور اور ریشم سے منع فرماتے تھے (یعنی بطریق استحباب و اختیار زہد) اور نسائی میں یہ بھی ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ اگر تم زیور جنت کا اور ریشم جنت کا پسند کرتی ہو (اور ملنا چاہتی ہو) تو دنیا میں نہ پہنو اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ اپنی صاحبزادیوں کو ریشم اور قرنبکے (جو خاص قسم کا ریشم ہے) سر بند اڑھاتے تھے سو جواب یہ ہے کہ وہ معمولی درجہ کا ریشم تھا جسمیں زیادہ زینت اور شان و شوکت جو شریعت میں اعلیٰ درجہ کی مذموم ہے نہیں ہوتی اور حدیث میں ہے کہ فقیری کی حالت میں مرا[2] اور دولت مندی کی حالت میں نہ مرغوب سمجھو۔

تنبیہ کہاں ہیں ترقی کے خواہاں اور اسلام کے جھوٹے شیدائی کا فروں کی مشابہت اختیار کرنے والے کیا ترقی کے یہی سامان ہیں جو آپ لوگوں نے اختیار کیے ہیں حتیٰ کہ بعض لوگ تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے یا ترقی اسلام کے سامان زہد۔ تقویٰ۔ خیر خواہی امت وغیرہ وغیرہ ہیں افسوس صد افسوس رسول مقبولؐ اور آپکے متبعین نے تو اسی رضائے الٰہی اور اطاعت حق اور حرص و طمع اور خوش پوشاکی و خوش خوراکی ترک کر کے بہت کچھ اسلام کی ترقی کر دکھائی تھی اور آج جہاں کہیں جو کلمہ گو نظر آتا ہے وہ اُن ہی حضرات کا فیض ہے مگر آپنے تو کوئی جھنڈا اسلامی نہیں قائم کیا جسمیں ذرہ بھی ترقی کا نمونہ نظر آئے محض اغیار کی بندگی کو اپنا فخر سمجھے ہو اب بھی جنکا ایمان درست ہے تو وہ مقدس زاہد صاحب علم و عقل مردانِ خدا

---

[1] ولفظہ ان رسول اللہ کان یمنع اہلہ الحلیۃ والحریر ویقول ان کنتم تحبون حلیۃ الجنۃ وحریرہا فلا تلبسوہا فی الدنیا ۱۲ منہ

[2] ولفظہ مت فقیرا ولا تمت غنیا (ط) کذا فی کنوز الحقائق ۱۲ منہ

حضرات ہی کی بدولت وہ ایمان صحیح اور قائم ہے ورنہ آپ جیسے مقتدا تو ایک دن گلے مین
چلیپا ڈلوا دین تیرے بھائیو میری نصیحت کا برا نہ مانو مین تمھارا سچا خیرخواہ ہون مگر ہر بات مین
اتباع نبوی ملحوظ رکھتا ہون چند روزہ دنیا ہے وہان جا کر یہ عیش وعشرت سب خاک مین
ملجاویگا اور سوائے غلامان رسولؐ کوئی نجات نہ پائیگا اب بھی آپ لوگ کسی اہل بصیرت کی
خدمت کرکے اسلام اور متعلقات اسلام سے آگاہی حاصل کرکے سنت نبویؐ پر عملدرآمد کیجیے
ورنہ بجز تباہی اور افسوس اور کچھ حاصل نہ ہوگا ع بررسولان بلاغ باشد و بس۔ شعر

وَلَقَدْ نَادَيْتَ لَوْ اَسْمَعْتَ حَيًّا	وَلٰكِنْ لَا حَيَاةَ لِمَنْ اُنَادِيْ

اگر ذرہ بھی غور کیجیے گا اور تھوڑی سی بھی اہلیت حب خالق کی ہوگی تو اسقدر مضمون کافی ہے
یہ قلیل آپ کے ذہن مین کثیر ہو جاویگا اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ مشہور ہے۔

(۶۳) اَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا
يَا رَسُوْلَ اللهِ زَوَّجْتَنِيْ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَهُوَ فَقِيْرٌ لَا مَالَ لَهٗ فَقَالَ
يَا فَاطِمَةُ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اِطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَاخْتَارَ رَجُلَيْنِ
اَحَدُهُمَا اَبُوْكِ وَالْاٰخَرُ بَعْلُكِ (اِزَالَةُ الْخِفَاءِ عَنْ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ)

ترجمہ حاکم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ نے میرا نکاح حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے کیا ہے اور وہ فقیر ہین کچھ بھی مال انکے پاس نہین
(یعنی بقدر حاجت ضرورت بھی مال نہین اور بقدر حاجت سے ایسے حضرت کی مراد یہ ہوتی ہے
کہ جو بسر اوقات کو معمولی طور پر کافی ہو جاوے وہ حاجت مراد نہین جسکو کہ اہل دنیا عیش و عشرت
والے حاجت سمجھتے مین کبھی انکی حرص ہی ختم نہین ہوتی) پس فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس بات سے
راضی نہین کہ اللہ عزوجل نے آگاہی پائی اہل زمین پر پس پسند کیا دو مردون کو ایک انمین کے
تمھارے باپ (یعنی ہمین) ہین اور دوسرے انمین کے تمھارے خاوند (یعنی حضرت علیؓ) ہین
(ازالۃ الخفاء مین اس کو نقل کیا ہے یہ ابتدائی حالت تھی حضرت فاطمہؓ کی سب کمالات ابتدا ہی سے

Presented by www.ziaraat.com

اولیاء کو میسر نہیں ہوتے رفتہ رفتہ ترقی ہوتی ہے اور بقدر حاجت مال کی ہر شخص کو حاجت ہے پس ابتدائے حال میں بھی یہ امر حرص پر دلالت نہیں کرتا نہ اس سے عیش و عشرت کی بو نکلتی ہے اور جب آپ نے دینی نفع (یعنی حضرت علیؑ کا دینی رتبہ) معلوم کر لیا تو غنیمت سمجھا کہ ایسے خاوند کی ہمراہی بڑی غنیمت ہے اور عورت کے لیے بڑا فخر ہے سو خاموشی اختیار کی بیان سے آپ کی محبت دینی اور زہد ثابت ہوا کہ دینی بزرگی معلوم کر کے پھر قدر ضرورت بھی دنیا کی طرف توجہ نہ فرمائی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اور بیان سے کوئی وہم نہ کرے کہ حضرت علیؑ کا رسول اللہ کے برابر ہونا لازم آتا ہے ایسا وہم محض خبط ہے جو کسی زبان کے محاورہ سے آگاہ نہ ہوگا وہ ایسی بات کہے گا حضرت علیؑ کا وہی رتبہ ہے جتنا شریعت میں ثابت ہے یعنی آپ خلیفۂ چہارم ہیں یہی ترتیب فضیلت کی ہے اور عقائد میں تفصیلاً مذکور ہے و صاحب روضۃ الاحباب در باب نکاح حضرت فاطمہؑ گفتہ و روایتے آنکہ سیّدِ عالم را گمان شد کہ فاطمہؑ بجہت آن میگرید کہ علیؑ را مالے نیست فرمود اے جانِ پدر در حق تو تقصیر نہ کردم کسے را شوہر تو گردانیدم کہ بہترین اہل بیت من ست وایم الذی نفسی بیدہ لقد زوجتك سیدا فی الدنیا و انہ فی الاخرۃ لمن الصالحین وفی روایۃ زوجتك سیدا فی الدنیا والاخرۃ وگریہ مذکور بعد نکاح و عمل آپ مذکور بود۔

(۶۴) حاکم آوردہ کہ فاطمہؑ بنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر عم خود حمزہؓ را ہر جمعہ زیارت میکرد و نماز میگزارد و میگریست نزد او کذا فی بعض المعتبرات ثم رأیت بهذا السند فی نیل الاوطار والتلخیص الحبیر۔

ترجمہ حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت حمزہؓ (حضرت حمزہؓ حضورؐ کے رضاعی بھائی بھی تھے اور چچا بھی تھے پس پہلے رشتہ سے حضرت فاطمہؑ کے چچا ہوئے) کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو فرماتی تھیں اور نماز پڑھتی تھیں اور قبر کے پاس روتی تھیں زیارت قبر دنیا چھڑانے میں اور آخرت یاد دلانے میں ایک خاص تاثیر رکھتی ہے اور جمعہ کے روز

مستدرک حاکم [illegible] صفحہ ۱۱

زیادہ بہتر ہے سبحان اللہ اللہ کی کیسی محبت اور دین کا کیسا شوق تھا اور عورتوں کو زیارت قبور
اس زمانہ میں بہت سی خرابیوں کی وجہ سے درست اور روا نہیں پہلے جائز تھی جیسا کہ مسجد میں جماعت
سے نماز پڑھنا اُن کو مردوں کے پیچھے جائز تھا اور اب منع ہوگیا اور نماز پڑھنا قبروں کے پاس
جائز ہے بشرطیکہ قبر منہ کے سامنے نہ ہو پیچھے یا داہنے یا بائیں جانب ہو۔

(۶۵) قَدِمَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَدَخَلَ عَلٰی فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فَرَاٰی عَلٰی بَابِ مَنْزِلِہَا سِتْرًا وَّفِیْ یَدَیْہَا قُلْبَیْنِ مِنْ فِضَّۃٍ فَرَجَعَ فَدَخَلَ عَلَیْہَا اَبُوْرَافِعٍ وَّہِیَ تَبْکِیْ فَاَخْبَرَتْہُ بِرُجُوْعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَہٗ اَبُوْرَافِعٍ فَقَالَ مِنْ اَجْلِ السِّتْرِ وَالسِّوَارَیْنِ فَاَرْسَلَتْ بِہِمَا بِلَالًا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِہِمَا فَضَعْہُمَا حَیْثُ تَرٰی فَقَالَ اِذْہَبْ فَبِعْہُ وَادْفَعْہُ اِلٰی اَہْلِ الصُّفَّۃِ[1] فَبَاعَ الْقُلْبَیْنِ بِدِرْہَمَیْنِ وَنِصْفٍ وَّتَصَدَّقَ بِہِمَا عَلَیْہِمْ فَدَخَلَ عَلَیْہَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتِ قَدْ اَحْسَنْتِ (اِحْیَاءُ الْعُلُوْمِ) وَلَمْ اَرَ ہٰذَا الْحَدِیْثَ بِہٰذَا اللَّفْظِ وَقَدْ جَاءَ نَحْوُہٗ فِی النَّسَائِیِّ کَمَا ذُکِرَ فِیْ بَعْضِ مَوَاضِعِ ہٰذَا الْکِتَابِ وَلَمْ اَرَہٗ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ اَیْضًا وَّاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَاحِبُ الْاِحْیَاءِ اَوْسَعُ نَظَرًا وَلَمْ یُخَرِّجْہُ الْعِرَاقِیُّ وَالزَّبِیْدِیُّ وَالْمَوْضِعُ مَوْضِعُ الْفَضَائِلِ لٰکِنْ اِنْ ثَبَتَ

ترجمہ حضور سرور عالم سفر سے تشریف لائے پس آئے حضرت فاطمہؓ کے پاس تو دیکھا اُن کے
گھر کے دروازہ پر پردہ (لٹکا ہوا) اور اُنکے دونوں ہاتھوں میں دو کنگن چاندی کے تو آپ واپس
آئے پھر ابورافع (غلام حضورؐ کے) حضرت فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ رو رہی تھیں
پھر انھوں نے ابورافع رضی اللہ عنہ کو حضورؐ کے لوٹنے کی خبر دی تو انھوں نے حضورؐ سے

[1] صفہ بالضم و تشدید فائے مفتوحہ ایوان خانہ کہ بالا پوشیدہ باشد و اہل صفہ جمعے غریبان اسلام کہ خانہ نداشتند
و در موضعے از مسجد (نبویؐ) کہ بالایش پوشیدہ بود ندمی گذرانیدند ۱۲ منتخب اللغات ۱۲

Presented by www.ziaraat.com

دریافت کیا (سبب واپسی کا) سو فرمایا آنحضرتؐ نے بوجہ پردہ اور کنگنون کے واپسی ہوئی اسلیے کہ یہ چیزین آپ کو ناپسند ہوئین چونکہ زہد اور مقام عالی دینی کے خلاف تھین جب یہ معلوم ہوگیا) تو بھیجدیا بلالؓ کو دونون کنگن لیکر حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ کی خدمت مین اور کہا کہ مین نے ان دونون کو صدقہ کردیا پس جہان آپ کی راے ہو صرف کیجیے پس فرمایا حضورؐ نے (بلالؓ سے) جاؤ اسکو فروخت کرکے اہل صُفّہ (یہ حضرات طالب علم اور محتاج تھے) کو دیدو سو فروخت کیا بلالؓ نے دونون کنگنون کو بعوض ڈھائی درہم کے (ایک درہم ۴ ر سے کچھ زائد ہوتا ہے) اور صدقہ کیا ان دونون (کی قیمت) کو اہل صُفّہ پر پھر تشریف لائے حضورؐ حضرت فاطمہؓ کے پاس اور فرمایا میرے باپ تمپر فدا ہون بیشک تم نے اچھا کام کیا (سبحان اللہ کیا تعلیم تھی اور کیسا عمل تھا یہ مقام نہایت غور کرنے کا ہے اللہ والون کو زینت دنیا سے کیا علاقہ اور ظاہر ہے کہ پردہ بھی ضرور کسی مناسب جگہ صرف کیا ہوگا)۔

(۶۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهٗ ذٰلِكَ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا[1] فَقَالَ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا فَاَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِيَاْمُرْنِيْ فِيْهِ بِمَا شَاءَ قَالَ تُرْسِلُ بِهٖ اِلٰى فُلَانٍ اَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ (بخاری)

ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ کے پاس اندر نہ آئے اور حضرت علیؓ تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ نے یہ قصہ اُنسے بیان کیا پس اُنھون نے رسول مقبولؐ سے عرض کیا آپنے جواب دیا کہ مین نے فاطمہ کے مکان کے دروازے پر پردہ دھاری دار دیکھا پھر فرمایا کیا ہے میرے لیے

[1] علی زنۃ المفعول قال فی مجمع البحرین ثوب موشی فی وجہ وقوا ئمہ سواد وثوب وشی ثوب منقوش موشی بالفتح نقش الثواب من کل لون ۱۲ منہ

اور دنیا کے لیے (یعنی مجھسے اور دنیا کی آرایش سے کچھ علاقہ نہین پھر میرے اہل بیت یہ سامان کیون رکھین) پس حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور یہ قصّہ اُنسے ذکر فرمایا سو کہا حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ جو چاہین اس پردہ کے بارہ مین حکم کردین (یعنی اسکے بارہ مین جو رائے عالی وہ فرماوین مین تعمیل کرونگی مجھے محبوبِ خداؐ کی ناراضی ہرگز گوارا نہین) حضورؐ نے فرمایا کہ فلان گھر والے جو حاجت مند ہین اُن کو یہ پردہ بھیجدو (وہ اپنے ضروری کام مین صرف کرینگے یہ حدیث بخاری مین ہے یہان سے حضرت فاطمہؓ کی محبت رسول خداؐ سے اور دنیا سے بے رغبتی کیا کچھ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ پردہ حرام نہ تھا فقط زہد کے خلاف تھا اُسپر کسقدر حضور اقدسؐ نے اپنی پیاری بیٹی کو تنبیہ فرمائی اب لوگون کا یہ حال ہے کہ اہل و عیال کو حرام باتون سے بھی نہین روکتے اللہ تعالیٰ ہدایت فرماوین)

(۶۷) یَا فَاطِمَۃُ اصْبِرِیْ عَلٰی مَرَارَۃِ الدُّنْیَا (رَوَاہُ الْحَاکِمُ کَذَا فِی کُنُوْزِ الْحَقَائِقِ لِلْعَلَّامَۃِ عَبْدِ الرَّؤُفِ الْمُنَاوِیِّ)

ترجمہ فرمایا رسول کریمؐ نے اے فاطمہؓ دنیا کی تلخی پر صبر کر (اسکو کنوز الحقائق مین شارح جامع صغیر نے حاکم کی روایت سے نقل کیا ہے - یہ عمل تھا حضرت فاطمہؓ کا اور یہ تعلیم تھی رسول مقبولؐ کی - حضرت انسؓ کی والدہ صاحبہ نے حضورؐ سے حضرت انسؓ کے لیے دعا چاہی تھی آپ کی دعا سے اُنکے مال و اولاد مین بڑی کثرت ہوئی اور اپنے اہل بیت کو دنیا سے اسقدر علیحدہ رکھا کہ قدر حاجت مین بھی کمی رہی یہ بات سوائے سچّے نبی اور عاشق الٰہی کے اور کون کرسکتا ہے اور سوائے سچّے عاشقانِ خدا کے یہ نصیحت اور کون قبول کرسکتا ہے)

(۶۸) یَا فَاطِمَۃُ اشْتَرِیْ نَفْسَکِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ (رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ فِیْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ کَذَا فِی الْکُنُوْزِ) بالکسر و تشدید القاف گیمۂ چیزے دو ارۂ چیزے تمام

ترجمہ اے فاطمہؓ اپنی جان کو خرید لے اگرچہ ایک ٹکڑے چھوہارے کے بدلے ہو (اسکو کنوز مین دیلمیؒ سے روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ دوزخ سے آزادی کا سامان کرو اگرچہ

عمل تھوڑا ہی ہو لیکن کیے جاؤ تھوڑی بہت کا خیال کرو یہ تعلیم تھی جسنے عمل کرکے سردار بنا دیا)۔

(۶۹) یَا فَاطِمَۃُ کُوْنِیْ لَہٗ اَمَۃً یَکُنْ لَّکِ عَبْدًا (رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ کَذَا فِی الْکُنُوْزِ)۔

ترجمہ اے فاطمہؓ تم اُسکی (خاوند کی) لونڈی بنجاؤ (اطاعت مین یعنی خوب اطاعت کرو جیسے کہ لونڈی آقا کی اطاعت کرتی ہے اگرچہ عورت پر خاوند کا حق اُس حق سے زیادہ ہے جو حق لونڈی پر آقا کا ہے لیکن چونکہ مُبالغۃً یہ مثال مستعمل ہے اس لیے اسکو یہان بھی ذکر کیا گیا) وہ تمھارے غلام بنجاوینگے (شفقت مین یعنی تمھاری اطاعت کا یہ ثمرہ ہوگا کہ وہ نہایت شفقت اور محبت کرینگے اور ایسا کہنا مانینگے جیسا کہ غلام آقا کا کہنا مانتا ہے خوب سمجھ لو عورت کا خاوند پر بڑا حق ہے حدیث مین ہے کہ اگر مین سواے خدا کے دوسرے کے لیے سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ خاوند کو سجدہ کرے مگر سجدہ خدا کے سوا کسی کو جائز نہین اس سے بڑھ کے اور کیا رتبہ ہوگا اور حدیث مین ہے کہ اگر عورت اسقدر خدمت کرے کہ مرد کے زخم کو چاٹ لے تب بھی اُسکا حق ادا نہ کرسکے گی زخم کو چاٹنا حرام اور طبعًا سخت مذموم ہے لیکن مثال ہے جس سے غرض یہ ہے کہ نہایت درجہ کی خدمت کے بعد بھی پورا حق ادا نہین ہوسکتا تو کوتاہی مین کسقدر گناہ ہوگا اسکی تفصیل اگر دیکھنی ہو تو بہشتی زیور ملاحظہ ہو اِس تعلیم کی بدولت حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ مین کامل اتفاق اور خوب محبت رہی اسکو کنوز مین دیلمیؒ سے روایت کیا ہے)۔

(۷۰) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتٰی فَاطِمَۃَ بِعَبْدٍ قَدْ وَھَبَہٗ لَھَا وَعَلٰی فَاطِمَۃَ ثَوْبٌ اِذَا قَنَّعَتْ بِہٖ رَاْسَھَا لَمْ تَبْلُغْ رِجْلَیْھَا وَاِذَا غَطَّتْ بِہٖ رِجْلَیْھَا لَمْ تَبْلُغْ رَاْسَھَا فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقٰی قَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ عَلَیْکِ بَاْسٌ اِنَّمَا ھُوَ اَبُوْکِ وَغُلَامُکِ (رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ)۔

(تقنیع مقنعہ برسر افگندن زن را ۱۲ منہ — تغطیہ پوشانیدن ۱۲ منہ)

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ مع اُس غلام کے جسکو حضرت فاطمہؓ کے لیے ہبہ کرچکے تھے حضرت سیدہؓ کے دولت خانہ پر تشریف لائے اور جناب سیدہؓ کے پاس ایک کپڑا تھا کہ جب اُس سے سر ڈھکتی تھین

تو وہ پیرون تک نہین پہونچتا تھا اور جب اُس سے پیر ڈھنکتی تھین تو سر تک نہین پہونچتا تھا سو جب دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے ڈھنکنے کی مشقت اور کوشش کو (کہ چاہتی تھین تمام بدن ڈھنک جائے) فرمایا تجھپر کچھہ سختی نہین ہوا ے اسکے نہین ہے کہ اسوقت تمھارے باپ اور تمھارے غلام ہین (اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے بعضے مقام ایسے ہین بدن مین جنکا کھولنا محرم مردون کے سامنے جائز ہے جو مقام کھُل گئے تھے وہ ایسے ہی تھے تفصیل اسکی کتب فقہ مین ہے اور بہشتی زیور مین بھی قدر ضرورت موجود ہے اور غلام بھی اس حکم مین محرم کے حکم مین قرار دیا گیا یہ حکم اُس مُبارک زمانہ کا ہے اب تو غلام کو غیر محرم کا حکم ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو غلام کو غیر محرم کا حکم دیا ہے پردہ کے باب مین اسکی وجہ انقلاب زمانہ ہے یہ تاویل امام صاحبؒ کے قول کی بلا تامل غیب سے بندہ کو القا ہوئی اور اس حدیث سے غایت درجہ دنیا کی تنگی اور حیا اور صبر حضرت فاطمہؓ کا ثابت ہوا)۔

(۷۱) عَنْ اُمِّ هَانِئٍ[1] بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَتْ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ الخ اَوْرَدَهٗ فِى الْمِشْكٰوةِ

ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ مین حضورؐ کی خدمت مین حاضر ہوئی سال فتح مکہ کے پس مین نے آپ کو غسل کرتے پایا اور حضرت فاطمہؓ آپ کی بیٹی ایک کپڑے سے آڑ اور پردہ کر رہی تھین (یہ حدیث طویل ہے بقدر حاجت نقل کی گئی یہان سے شرف خدمت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت فاطمہؓ کے لیے ثابت ہوا جو بڑی عبادت ہے اور پردہ اسطور سے کیا تھا کہ حضورؐ کا ستر حضرت فاطمہؓ کو نظر نہ آئے)۔

(۷۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهٗ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكِ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ

كذا من التفعيل ۱۲

[1] ام دختر ابوطالب یعنی خواہر حقیقی حضرت علیؓ ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

وَيُكَبِّرِينَ اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّعِنْدَ مَنَامِكِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ حضور سرور عالمؐ کی خدمت میں ایک خادم طلب کرنے کو حاضر ہوئیں آپ نے فرمایا کیا میں تجھے نہ بتلا دوں وہ چیز جو کہ بہتر ہے خادم سے (اور وہ یہ ہے) ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت (رات کو) سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار پڑھ لیا کرو اسکو مسلم نے روایت کیا ہے حضور اقدسؐ کی یہ تعلیم تھی کہ ہر صورت میں خدا کے نام سے مدد طلب کیجاوے تاکہ توحید خالص دل میں جاگزیں ہو اور خالق ہی کی طرف توجہ اور توکل خوب دل میں جگہ کر لے اللہ کا نام بڑی برکت والا ہے یہ دعا تھکن دور ہونے کے لیے نافع ہے)۔

(۳۷) عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْا اِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَبَلَغَهَا اَنَّهٗ جَاءَهٗ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهٖ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ (اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ)۔

ترجمہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فاطمہؓ حاضر ہوئیں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تاکہ آپ سے حال بیان کریں اُس مشقت کا جو اُنکے ہاتھوں کو پہونچتی ہے چکّی سے (یعنی چکّی پیسنے سے سخت کلفت ہوتی تھی) اور اُن کو یہ خبر پہونچی تھی کہ حضورؐ کے پاس ایک غلام آیا ہے (بذریعہ جہاد) پس آپ نے حضورؐ کو نہ پایا اور یہ حال حضرت عائشہؓ سے عرض کیا پھر جب حضور اقدسؐ تشریف لائے آپ کو (اُس بات کی) حضرت عائشہؓ نے خبر دی فرمایا حضرت علیؓ نے

[1] سمایا ہے تو میری نظروں میں جب سے + جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے + وقال تعالیٰ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۱۲

کہ حضور ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنی خوابگاہ پر جاچکے تھے (یعنی سونے کے لیے لیٹ گئے تھے) پس ہم کھڑے ہونے لگے تو فرمایا اپنی جگہ رہو تم دونون (یعنی کھڑے نہ ہو) پھر آئے آپ اور بیٹھے میرے اور فاطمہؓ کے درمیان یہان تک کہ مین نے آپکے قدم مبارک کی ٹھنڈک پائی اپنے پیٹ پر پھر فرمایا کیا نہ اطلاع دون مین تمکو اُس چیز کی جو تم دونون کے سوال (خادم) سے بہتر ہے (اور وہ یہ ہو کہ) جب سونے کو لیٹو تو تم دونون تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ پڑھ لیا کرو اور الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار پڑھ لیا کرو اور اللہ اکبر چونتیس ۳۴ بار پڑھ لیا کرو سو یہ بہت بہتر ہے تم دونون کے لیے خادم سے (بخاری اور مسلم نے اسکو روایت کیا ہے) اور خیر متین مین کہا ہے کہ سوتے وقت صحیح یہ ہے کہ یہ وظیفہ اسطرح پڑھے کہ اوّل اللہ اکبر چونتیس ۳۴ بار پھر سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور اسکے بعد الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار پڑھے دنیا کی مشقت ہر طرح حضرت سیدہؓ گوارا فرماتی تھین اور جناب رسول مقبول صلعم زہد کی تعلیم دیتے تھے کیسی اچھی سمجھ کی مقدس بیوی تھین کہ ذرہ بھی نصیحت اور دینی مسئلہ قبول کرنے مین عذر نہ تھا گو خادم سے خدمت لینا خصوصًا ایسی مشقت اور کلفت کی حالت مین کہ دست مبارک کو سخت گران گذرتا تھا کچھ گناہ نہین مگر وہان تو دنیا کو مثل سرائے مسافر خیال کرتے تھے یہان کی مشقت کی طرف کچھ توجہ نہ تھی آخرت کی راحت آنکھونکے سامنے مثل آفتاب نظر آتی تھی اُس راحت کی اُمید اور حق تعالی کی خوشنودی کے خیال سے مشقتین آسان ہو جاتی تھین اربعین مین ہو کہ ایک پارسا عورت کے ایک بار ٹھوکر لگی جسکے صدمہ سے پاؤن کا ناخن کٹکر گر گیا اس تکلیف پر بجائے آہ یا ہائے اور واویلا کرنے کے اُس نیکوکار عورت نے خوشی ظاہر کی لوگون نے دریافت کیا کہ کیا کچھ تکلیف معلوم نہ ہوئی جواب دیا کہ اسپر جو ثواب ملنے والا ہے اُسکے شیرین مزہ نے کلفت کی کڑواہٹ کو چاٹ لیا۔ جو شخص سچے دل سے اسکا یقین کیے ہوئے ہے کہ دنیا کی ہر تکلیف پر اللہ تعالی کی طرف سے ثواب عنایت ہوگا اور اسقدر ثواب ملیگا جسکے مقابلہ مین اس عارضی چندروزہ مشقت کی کچھ حقیقت ہی نہین تو وہ کلفتون پر کیون نہ خوش ہوگا لوگو ہر مصیبت اور راحت مین اللہ کی طرف دل لگا یا کرو خدا کے پاس سب کچھ ہے اور وہ اُسکی

Presented by www.ziaraat.com

تابعداری ہی سے میسّر آسکتا ہے جو اللہ کا ہو رہا خدا اُسکا ہو گیا وہ کریم و رحیم کسی کی محنت ضائع نہین کرتا جب ایسا عمل کروگے دارین مین راحت سے رہوگے دیکھو حضور سرور عالم نے مشقت کے دفع کرنے کو خدا کا نام تعلیم کیا تاکہ ثواب بھی ہو اور اُس پیارے نام کی برکت سے تھکن اور مشقت بھی ناگوار نہ ہو اگر خادم مرحمت فرمادیتے تو فقط کلفت رفع ہوجاتی اصلی مقصود فوائد کہان میسّر ہوتا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ترک دنیا کرکے زہد اختیار کیا اور اہل تصوف کی صحبت کی برکت سے عاشق الٰہی ہو گئے دنیا مین طرح طرح کے مصائب و امتحانات برداشت کیے اللہ نے مقبول کرلیا دنیا مین بھی اطمینان مرحمت فرمایا اور آپ کی کتابون سے بہت بڑا فیض اصلی مقصود کا ابتک جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہیگا دنیا مین بھی بڑی عزت آپ کو حاصل ہوئی اور ایک بزرگ نے خواب مین حضرت سرور عالم سے حضرت امام ممدوح کا حال دریافت کیا بعد وفات امام صاحب کے تو حضور نے جواب دیا ذٰلك رجل وصل الی مقصودہ او کما قال یعنی وہ ایک مرد ہے کہ اپنے مقصود کو پہونچ گیا۔ اللہ بڑا قدر دان ہے اپنے غلامون کی خدمت ضائع نہین کرتا۔

(۴۷) عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَا كَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ التُّرَابَ (بُخَارِيْ)

ترجمہ حضرت انس سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض سخت ہوا سختی مرض کی آپکو بیہوش کرنے لگی پس حضرت فاطمہ نے کہا ہائے سختی باپ کی پس فرمایا آنحضرت نے تیرے باپ پر بعد اسدن کے سختی نہین ہوگی (یعنی یہ روز رخصت کا ہے دنیا سے اور مومن کامل کو جو کلفت ہوتی ہے دنیا ہی مین ہوتی ہے اور آپ افضل تھے تمام مخلوق سے پس ہان

جا کر سرور اور راحت ہی راحت ہے) پھر جب وصال فرمایا حضرت رسول مقبولؐ نے تو کہا حضرت فاطمہؓ نے ہائے میرے باپ تعمیل کی اپنے پروردگار کے حکم کی جسنے کہ آپ کو طلب فرمایا (یعنی حسب الحکم خدائے برتر دنیا سے رخصت ہو گئے) اے میرے باپ وہ شخص کہ جنت فردوس جسکا ٹھکانا ہے ہائے میرے باپ جبرئیلؑ کو آپ کی موت کی ہم خبر ہو پہنچاتے ہیں پھر جب حضورؐ دفن کیے گئے کہا حضرت فاطمہؓ نے اے انس کیا تم لوگوں نے یہ بات گوارا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی قبر شریف) پر خاک ڈالو (اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور یہ تمام باتیں زیادتی محبت اور بطریق حسرت کے تھیں نہ بطریق ناشکری وخلاف شرع۔ خوب سمجھ لو یہاں سے شدت محبت حضرت فاطمہؓ کی حضور سرور عالمؐ کے ساتھ ثابت ہوئی جو کہ حق تعالیٰ کی محبت ہے اور بڑی عبادت ہے)۔

(۷۵) عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ مَنْ کَانَ یَغْسِلُ جُرْحَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ کَانَ یَسْکُبُ الْمَاءَ وَبِمَا دُوْوِیَ کَانَتْ فَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَغْسِلُهٗ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یَسْکُبُ الْمَاءَ بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ اَنَّ الْمَاءَ لَا یَزِیْدُ الدَّمَ اِلَّا کَثْرَةً اَخَذَتْ قِطْعَةً مِّنْ حَصِیْرٍ فَاَحْرَقَتْهَا فَاَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَکَ الدَّمُ (اَخْرَجَهُ الشَّیْخَانِ)۔

(حواشی: جرح — بالضم گھاؤ ۱۲؛ دووی — بصیغہ مجہول من المداواۃ ۱۲؛ المجن — بکسر میم وفتح جیم وتشدید نون سپر کہ پناہ از زخم تیغ وتبر است ۱۲ غ؛ حصیر — بالفتح پارہ ۱۲؛ بوریا ۱۲)

ترجمہ ابو حازمؓ سے حضور سرور عالمؐ کے زخم کا حال پوچھا گیا (جنگ اُحد کے روز کا) پس جواب دیا خدا کی قسم میں پہچانتا ہوں اُس شخص کو جو آپ کے زخم کو دھوتا تھا اور جو پانی ڈالتا تھا اور جس چیز سے آپ کے زخم کا علاج کیا گیا حضرت فاطمہؓ آپ کی بیٹی زخم دھوتی تھیں اور حضرت علیؑ ڈھال سے پانی ڈالتے تھے پھر جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی سے سوائے کثرت کے خون بہنے کے اور کچھ نہیں ہوتا تو ایک بوریا کا ٹکڑا لیکر اُسے جلایا پھر اُسے (یعنی اُسکی راکھ زخم سے) چسپاں کر دیا پس خون رُک گیا (بخاری ومسلم نے یہ حدیث روایت کی ہے اس سے فخر خدمت رسول

حضرت فاطمہؓ کے لیے عمدہ طور پر حاصل ہونا ثابت ہوا کہ اس سے خون بند ہو جاتا ہے مگر یہ بات کہ وہ بوریا کس چیز کا تھا کسی طریق پر ثابت نہیں کذا فی فتح الباری)

(۷۶) یَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)۔
من تک ۱۲ من الاغناء ۱۲

ترجمہ فرمایا حضور سرورِ عالمؐ نے اے فاطمہ بیٹی محمدؐ کی مانگ لے مجھ سے جو کچھ چاہے میرے مال میں سے (وہاں مال ہی کیا تھا فقر و فاقہ و زہد و تقوی شعار تھا مگر جو کچھ بھی قدر حاجت سے بھی کم دنیا موجود تھی اُسے فرمایا) میں خدا (کے عذاب) سے تجھے کچھ بے پروا نکر سکونگا (بغیر اذن واجازت الٰہی۔ اس نفیس تعلیم نے گھمنڈ توڑ دیا کہ یہ خیال مت کرنا میں نبی کی بیٹی ہوں اعمال میں کوتاہی ہو جائے مضائقہ نہیں بلکہ یہ کام محض اللہ کے اختیار میں ہے میرا دخل نہیں میری شفاعت بھی اُسکے لیے جسکے لیے ہوگی خدا کی اجازت ہوگی اپنے نیک اعمال کام دینگے اور اُس مقدس بیٹی نے اس تعلیم پر ایسا عمل کیا کہ اپنی جان خدا کی اطاعت میں فنا کر دی۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

(۷۷) یَا فَاطِمَۃُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ (مُسْلِمٌ)۔

ترجمہ اے فاطمہؓ اپنی جان کو (بذریعہ اعمال نیک) دوزخ سے نکال لے (مسلم اسکے متعلق تفصیل پچھلی حدیث میں گذر چکی)۔
الانقاذ رہا کردن ۱۲

(۷۸) قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَھَا (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ)۔
من ضرب ۱۲

ترجمہ فرمایا حضور سرورِ عالمؐ نے اگر فاطمہ محمدؐ کی بیٹی چوری کرے گی تو ضرور اُسکا ہاتھ کاٹ لونگا یعنی بالفرض میری پیاری بیٹی بھی خلاف شرع کام کرے گی تو رعایت نہ کرونگا اور خدا کا قانونِ سزا اُسپر جاری کرونگا ہر چیز کی محبت پر اللہ کی محبت کو ترجیح دینا لازم ہے بعض صورتوں میں چور کا ہاتھ کاٹنا شریعت کا قانون ہے تفصیل اسکی علم فقہ میں ہے اس پاکیزہ تعلیم نے حضرت فاطمہؓ نیز دیگر اہل بیت کا گھمنڈ توڑ دیا تھا اور اُن حضرات نے اس تعلیم پر خوب عمل

Presented by www.ziaraat.com

کرکے دکھا دیا اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔

(۷۹) عن عمران بن حصین انہ قال کانت لی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلۃ وجاہ فقال یا عمران انک لک عندنا منزلۃ وجاھا فھل لک فی عیادۃ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت نعم بابی انت و امی یا رسول اللہ فقام وقمت معہ حتی وقفت بباب منزل فاطمۃ فقرع الباب وقال السلام علیکم ادخل فقالت ادخل یا رسول اللہ قال انا ومن معی قالت ومن معک یا رسول اللہ فقال عمران بن حصین فقالت والذی بعثک بالحق نبیا ما علی الا عباءۃ فقال اصنعی بھا ھکذا وھکذا واشار بیدہ فقالت ھذا جسدی قد واریتہ فکیف برأسی فالقی الیھا ملاءۃ کانت علیہ خلقۃ فقال شدی بھا علی رأسک ثم اذنت لہ فدخل فقال السلام علیکم یا ابنتاہ کیف اصبحت فقالت اصبحت واللہ وجعۃ وزادنی وجعا علی ما بی انی لست اقدر علی طعام اکلہ فقد اجحف بی الجوع فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لا تجزعی یا ابنتاہ فواللہ ما ذقت طعاما منذ ثلاث وانی لاکرم علی اللہ منک ولو سألت ربی لاطعمنی ولکنی اثرت الاخرۃ علی الدنیا ثم ضرب بیدہ علی منکبھا وقال لھا ابشری فواللہ انک لسیدۃ نساء اھل الجنۃ فقالت فاین آسیۃ امرأۃ فرعون ومریم ابنۃ عمران وخدیجۃ بنت خویلد فقال آسیۃ سیدۃ نساء عالمھا ومریم سیدۃ نساء عالمھا وخدیجۃ

؎۱ در زبان عرب معنی این محاورہ آنست کہ فدا میکنم پدر و مادر خود را بر تو ترکیبش آنکہ انت مبتدا مؤخر و بابی دامی جار مجرور متعلق بہ مفدی محذوف و آن با متعلق خود خبر مقدم کذا فی بعض حواشی نفحۃ الیمن ۱۲ منہ

؎۲ و یجوز کونہ مشتقا من الابشار فانہ لازم ایضا ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

سَیِّدَۃُ نِسَاءِ عَالَمِهَا وَاَنْتِ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ عَالَمِكِ اَنَّكُنَّ فِیْ بُیُوْتٍ مِّنْ قَصَبٍ[۱] لَا اَذٰی فِیْهَا وَلَا صَخَبَ ثُمَّ قَالَ اقْنَعِیْ بِابْنِ عَمِّكِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ زَوَّجْتُكِ سَیِّدًا فِی الدُّنْیَا سَیِّدًا فِی الْاٰخِرَۃِ[۲] (اَوْرَدَهُ الْاِمَامُ الْعَلَّامَةُ الْمُتَصَوِّفُ الْغَزَالِیُّ فِیْ اِحْیَاءِ الْعُلُوْمِ)۔

ترجمہ حضرت عمران بن حصینؓ (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہین تین برس تک مرض بواسیر مین مبتلا رہے اور فرشتے انکو سلام کیا کرتے تھے حالت مرض مین سخت تکلیف سے بیتاب ہو کر داغ سے علاج کیا جسکی وجہ سے سلام فرشتون کا بند ہو گیا اس نعمت کے جاتے رہنے کا افسوس ہوا اور پھر داغ لگوانا چھوڑ دیا پھر سلام ملائکہ جاری ہو گیا شریعت مین داغ لگانا مرض کی وجہ سے گو جائز ہے مگر مکروہ ہے اور محبان خدا کو نازیبا ہے کہ مکروہ کے بھی مرتکب ہون اور یہ کراہت تنزیہی ہے اور گو اسمین گناہ نہین مگر ترقی درجات سے محرومی ہوتی ہے سختی مرض سے بیتابی مین ایسا ہو گیا تھا اسوجہ سے کوئی برا خیال انکی نسبت نہ لانا چاہیے اسلیے کہ کوئی گناہ تو نہین ہوا ہان طاعت الٰہی مین کچھ کوتاہی ہو گئی مگر وہ گناہ کے درجہ مین نہ تھی پھر برے خیال سے کیا تعلق) سے روایت ہے کہ مجھے درگاہ نبوی مین ایک قسم کا رتبہ اور عزت حاصل تھی پس حضورؐ نے فرمایا اے عمران ہمارے نزدیک تیری عزت اور مرتبہ ہے (یعنی ہم تجھے معزز سمجھتے ہین اور تجھسے محبت کرتے ہین) سو کیا تمھاری راے ہے کہ فاطمہ (بیمار ہے اُس) کی عیادت (بیمار پرسی) کرو جو بیٹی ہے رسول اللہؐ کی (یعنی تمھارا ہمسے اسدرجہ کا تعلق اس بات کو چاہتا ہے کہ براہ

[۱] بفتحتین قال فی مجمع البحرین والقصب من الجوہر ہو ما استطال منہ فی تجویف ومنہ الحدیث بشر خدیجۃ ببیت من قصب ای من الجوہر ۱۲ منہ

[۲] قلت رواہ احمد عن معقل بن یسار لا عن عمرانؓ کذا قال العراقی وفی الاستیعاب ذکر ابن السراج قال حدثنا محمد بن الصباح قال حدثنا علی بن ہاشم عن کثیر النواء عن عمران بن حصین ان النبی عاد فاطمۃؓ وہی مریضۃ فقال کیف تجدینک یا بنیہ قالت انی لوجعۃ وانی لیزیدنی انی مالی طعام آکلہ قال یا بنیۃ اما ترضین انک سیدۃ نساء العالمین قالت یا ابت فاین مریمؑ بنت عمران قال تلک سیدۃ نساء عالمہا وانت سیدۃ نساء عالمک اما واللہ لقد زوجتک سیدا فی الدنیا والآخرۃ اھ قلت لایخفی ان ذلک العالم کان افضل من عالم مریمؑ فہی افضل منہا ایضا ۱۲ منہ

Presented by www.ziaraat.com

شفقت و دوستی ہمارے ساتھ ہمارے اہل بیت کے حق کا بھی لحاظ رکھو) تو مین نے عرض کیا
جی ہان (یعنی عیادت کی رائے ہے) میرے مان باپ آپ پر قربان ہون (یہ کلمہ محبت اور اعلی
درجہ کی شفقت اور اظہار جان نثاری کا ہے) پھر آپ کھڑے ہوئے اور مین آپکے ہمراہ کھڑا ہوا
یہان تک کہ مین حضرت فاطمہؓ کے مکان کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا پھر حضورؐ نے دروازہ کوٹا
(تاکہ اندر جا سکین) اور فرمایا السلام علیکم کیا مین اندر آجاؤن (یعنی اجازت ہے اور کوئی
وجہ مانع تو نہین) پس عرض کیا صاحبزادی نے تشریف لائیے یا رسول اللہ حضورؐ نے فرمایا مین
اور جو شخص میرے ساتھ ہین وہ بھی چلے آوین عرض کیا وہ کون شخص ہین جو آپکے ہمراہ ہین
حضورؐ نے جواب دیا عمران بن حصین ہین پھر عرض کیا قسم اُس ذات کی جسنے آپ کو حق دیکر
نبی بھیجا ہے (یعنی اسلام جو مذہب حق ہے وہ آپ لائے ہین بحکم الٰہی) میرے پاس فقط ایک
چادر ہے (یعنی آپ تو باپ ہین بعضے اعضا آپکے سامنے کھولنے شرعًا درست ہین اور یہ دوسرے
شخص ہین تو ان سے پورا پردہ کسطور کرون۔ حضور سرور عالمؐ کی وفات شریف کے بعد فتنہ
پیدا ہوجانے سے عورتون کا جماعت مسجد مین آنا منع ہوگیا اسی طرح پردہ مین بھی کسیقدر زیادہ
احتیاط ضروری ہوگئی گو پہلے بھی ایسا ہی قریب قریب پردہ تھا جیسا کہ اب شرفا کے ہان
بقاعدہ شریعت مروّج ہے) پس حضورؐ نے فرمایا اُس چادر سے اسطرح اور اسطرح پردہ کرلو اور یہ
طریقہ ہاتھ کے اشارہ سے بتلادیا پھر عرض کیا حضرت فاطمہؓ نے یہ میرا بدن ہے جسے مین نے ڈھنک لیا
لیکن سر کسطرح ڈھنکون (یعنی اس چادر سے سر نہین ڈھنکتا فقط بدن ڈھنک گیا) تو آپنے
ایک پرانا کپڑا جو آپ پر تھا مکان مین ڈالدیا اور فرمایا کہ اسکو اپنے سر سے باندھ لو پھر حضرت
فاطمہؓ نے اجازت دی حضورؐ کو اندر آنے کی تو آپ اندر آلئے اور کہا السلام علیکم اے بیٹی
کس حال مین تمنے صبح کی عرض کیا مین نے صبح کی خدا کی قسم درد کی حالت مین (کسی جگہ درد تھا) اور
میرا درد بڑھا دیا اُس مشقت نے جو مجھے درپیش ہے یہ کہ مین قدرت نہین رکھتی کھانے پر سو بیشک شفقت
اور سختی مین ڈالا مجھے بھوک نے تو روئے رسول اللہؐ اور فرمایا مت گھبرا اے بیٹی اسلیے کہ خدا کی قسم

تین روز سے مین نے (بھی) کھانا نہین چکھا اور مین یادہ عزت دار ہون اللہ کے نزدیک تم سے اور اگر مین اپنے رب سے سوال کرتا تو ضرور مجھے کھانا کھلاتا اللہ لیکن مین نے آخرت کو دنیا پر اختیار کیا (یعنی دنیاے فانی کی لذتین چھوڑ کر آخرت کی دائمی نعمتین اختیار کین) پھر اپنا ہاتھ حضرت فاطمہؓ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اُنسے خوش ہوا سلیے کہ قسم اللہ کی تم سردار تمام جہانون کی عورتونکی ہو سو عرض کیا کہان ہین آسیہ زوجۂ فرعون اور مریمؑ بنت عمران اور خدیجہؓ بنت خویلد (جو میری والدہ ہین) بنظر تواضع وتعجب فرمایا کہ یہ عورتین بڑے بڑے رتبہ کی ہین جب مین سبسے بڑھکر ہون تو انکا مرتبہ کس درجہ کا ہے۔ اپنی ذات کو اس لائق نہ سمجھی تھین کہ تمام جہان کی عورتونکی سردار قرار دیجاوین۔ جواب دیا حضورؐ نے کہ آسیہؓ اپنے زمانہ کی عورتونکی سردار ہین اور اسی طرح مریمؑ اور خدیجہؓ بھی اپنے اپنے جہان کے (زمانہ کی) عورتون کی سردار ہین اور تم اپنے زمانہ کی عورتون کی سردار ہو تم سب (چارون عورتین) ایسے گھرونمین ہونگی (جنت مین) جو جوہر سے بنائے گئے ہین اور اُنمین نہ تکلیف ہوگی اور نہ شور وغوغا پھر فرمایا قناعت کرو تم اپنے چچازاد بھائی (یعنی اپنے خاوند حضرت علیؓ پر اور حضرت علیؓ حضورؐ کے چچازاد بھائی تھے نہ حضرت فاطمہؓ کے یہ عرب کا محاورہ ہے کہ بغیر رشتہ کے بھی یہ عبارت استعمال کیجاتی ہے اور غالبًا اسکی وجہ جانبین کا اتحاد ظاہر کرنا ہوتا ہوگا) اسلیے کہ خدا کی قسم مین نے تمھارا نکاح کیا ہے اُس شخص سے جو سردار ہے دنیامین اور سردار ہے آخرت مین (کذا فی روض الریاحین واحیاء العلوم۔ اسمین بھی حضرت فاطمہؓ کی دنیا کی تنگی اور صبر کی صفت کا اظہار ہے اور مقام عبرت ہے)۔

(۸۰) وَاللّٰہِ لَا یُلْقِی اللّٰہُ حَبِیْبَہٗ فِی النَّارِ (رَوَاہُ الْحَاکِمُ مَرْفُوْعًا وَصَحَّحَہٗ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیُّ)

ترجمہ فرمایا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم اللہ کی نہ ڈالیگا اللہ اپنے دوست کو جہنم مین (اس حدیث کو حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ اور اس عام بزرگی مین خاص طور پر حضرت سیدہؓ بھی داخل ہین اور اس حدیث مین چونکہ صریح طور پر رحمت خداوندی کی اور نجات اصلی کی امید دلائی گئی ہے اسلیے فضائل فاطمہؓ کو اس حدیث پر ختم کرنا تفاؤل نیک ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالے

Presented by www.ziaraat.com

اپنے فضل وکرم سے مجھ نالائق سے یہ برتاؤ کرے گو مین اسکا اہل نہین لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کچھ بعید بھی نہین نہ اُسپر گران ہے) اب اس رسالہ کو اُن اشعار پر جو مدح اہل بیت نبوی مین حضرت سیدنا وجدّنا امام حسین علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوقت شہادت کربلا پڑھے تھے اور اِسکے بعد شہادت کاملہ سے مشرّف ہوکر خلد برین کو تشریف لے گئے تمام کرتا ہون (یہ اشعار السیف المسلول مین حضرت علامہ قطب قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے نقل فرمائے ہین اشعار

انا ابن علی الخیر من آل ہاشم — کفانی بہذا مفخرا حین افخر

وجدی رسول اللہ اکرم من مشی — ونحن سراج اللہ فی الارض نزہر

وفاطمۃ امی سلالۃ احمد — وعمی یدعی ذا الجناحین جعفر

وفینا کتاب اللہ انزل صادقا — وفینا الہدی والوحی والخیر یذکر

وشیعتنا فی الناس اکرم شیعۃ — ومبغضنا یوم القیامۃ یخسر

یہ اشعار تمام ہوگئے وقال بعضہم

رویدک ان احببت نیل المطالب — فلا تعد من ترتیل آی المناقب

مناقب آل المصطفیٰ قدوۃ الوریٰ — بہم یبتغی مطلوبہ کل طالب

مناقب اصحاب النبی المہتدی بہم — الی الرحم العلیا ورغبا الرغائب

علیک بہا سرا وجہرا فانہا — تجاوز عند اللہ اعلی المراتب

وحد عند ما تتلو لسانک انہا — بدعوۃ قلب حاضر غیر غائب

فمن سأل الکریم باحبابہ — فقد جاءہ الاقبال من کل جانب

اَللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّد الخلق ورسول الحق محمّد وّ آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ امہات المؤمنین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

[۱] ولقب او طیّار نیز ہست برائے آنکہ در بہشت با ملائکہ طیران میکند کذا فی المنتخب قصتہ تطلب من کتب السیر ۱۲ منہ

[۲] ای اترک سوی ما اذکر واشتغل بما اذکر قال فی ص یقال رویدک عمر ا فالکاف للخطاب لا موضع لہا من الاعراب ورویدغیر مضاف الیہا وہو متعد الی عمرو وتفسیرہ رویدک امہل لان الکاف انما تدخلہ اذا کان بمعنی افعل (ای الامر) دون غیرہ ۱۲ منہ

سنبلِ سکینہ

اللہ تعالیٰ کا بیحد شکر ہے کہ اُس رحیم و کریم نے مجھ جیسے نا اہل پر کرم فرما کر یہ نفیس خدمت انجام دلائی میری علمی و عملی ناقص قابلیت کا اقتضا یہ نہیں کہ ایسے مضامین تحریر کر سکون میری امید سے زائد حضرت ربّ عزّ و جلّ نے یہ عطیہ مرحمت فرمایا۔ ناظرین بنظر انصاف و تحصیل منفعت دینی اس رسالہ کو ملاحظہ فرماوین انشاء اللہ تعالیٰ منتفع ہون گے۔ بندہ نے محض رضاے حق اور حصول دیدار کامل حضرت ذوالجلال والاکرام اسقدر محنت گوارا کی ہے ناظرین میرے حصول مقاصد کے لیے خاص طور پر حسبۃً للہ تعالیٰ دعاے خیر فرمائین کہ بندہ اپنے مسلمان بھائیون خصوصًا اہل علم و تقوی کی دعا کا سخت محتاج ہے بندہ نے اس رسالہ کے مضامین جمع کرنے اور مسائل کی تقریر مین نہایت درجہ احتیاط کی ہے احادیث موضوعہ سے نہایت درجہ کوشش سے اجتناب کیا ہے۔ اسوقت تک کوئی کتاب باوجود تلاش - عربی - فارسی - اُردو مین اس تحقیق اور ترتیب کے ساتھ میسر نہین آئی اور قدر ضرورت کتب محتاج الیہا بارے مضامین رسالۂ ہذا بندہ کو اچھی طرح میسر آئین کتب موضوعات حدیث بھی موجود ہین۔ مین نے اپنی ہمت اور قدرت کے موافق یہ ذخیرہ جمع کردیا مسلمانون کو چاہیے کہ اسکو مطالعہ کرین اور جو صاحب ثروت ہون وہ مفلسون کو مفت تقسیم کرین کہ اسکا نہایت ثواب ہے۔ ناول - اخبار حضرت رسان سے ان کتابون کا مطالعہ بدرجہا افضل ہے کہ اُنکے مطالعہ مین گناہ نقصان دنیاوی اور اسمین ثواب علم اسلامی کا حاصل ہونا اور قلب کا نیک کام مین مشغول رہنا تمام باتین حاصل ہین - اللہ تعالیٰ تمام مسلمانون کو اپنا کرلین اور دارین مین عافیت سے رکھین فقط کتبہٗ احمد المتوکل عفی عنہ

تقریظ دلپذیر عالم تقی فاضل زکی حضرت مولٰنا و اُستاذنا حکیم سعید احمد صاحب بنیرہٗ حضرت مولٰنا صالح احمد صاحب مرحوم ساکن سنبھل محلّہ ہلالی سرائے ضلع مرادآباد

بسمہ وحمدہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ اَمّا بعد- اللطائف الاحمدیہ فی المناقب الفاطمیہؓ کو بسبب تنگی وقت کے مین نے کہین کہین سے دیکھا اور اسکے دیکھنے سے طبیعت سیر نہ ہوئی تھی اور

Presented by www.ziaraat.com

نہ ہوسکتی ہے کہ دفعتہً ایک صاحب مطبع کی طرف سے اُنکی طلبی کا تقاضا معلوم ہوا لہذا حسرت کے ساتھ اُس سے جُدائی ہوتی ہے فی الواقع کتاب ہذا موتیون مین تولنے کے قابل ہے اور کیون نہو جبکہ اُسمین ایسی پیاری ذات کے مناقب لکھے گئے ہین جنکے مرتبہ کا احاطہ سوا اُنکے پیارے خدا اور اُنکے پیارے بابا جان فخرِ زمین و آسمان کے کوئی نہین کرسکتا یہ کتاب گویا حضرت سیدہؓ کے واسطے موتیون کا ہار ہے اور اُسکا ہر موتی سچا اور دُرِ ناسُفتہ ہوا رہے یعنی اُسکی ہر روایت مستند اور قابلِ اعتبار ہے اور شاعرانہ مبالغہ سے پاک اور بیزار ہے پس ایسی کتاب پر جان و دل نثار ہے اُسکی ہر سطر گویا سلک مروارید ہے - اُسکا ہر حرف قابلِ دید ہے اُسکا ہر نقطہ رخِ زیبا پر گویا خالِ سیاہ ہے اے پروردگار قدوس ودود تو اس کتاب کو مقبول فرما اور اُس مین برکت فرما اور ہم سب مسلمانون کو اُس سے بہرہ مند فرما - آمین یارب العالمین کتبہ سعید احمد عفی عنہ

تقریظ منظوم عالیجناب سید ابوالقاسم صاحب عُرف شاہزادے میان کاکلی نقشبندی جلال بخاری رامپوری مدفیوضہم

پس حمد و نعتِ خدا و نبیؐ
کہ سرچشمۂ فیض ہے اُنکی ذات
علوم اُنکے روشن ہین مثلِ قمر
تصانیف کا بھی اُنھین شوق ہے
وہ بنتِ نبیؐ کون حضرت بتولؓ
وہ اُمِّ امامین عالی وقار
وہ روحِ نبیؐ و کمالِ رسولؐ
کہ ہین جسقدر جنتی بیبیان
ابوالقاسم اب روک اپنا قلم

گذارش ہے احباب سے واقعی
ستودہ منش ہین وہ عالی صفات
رسائل ہین اُنکے بہت پُر اثر
غرض خدمتِ دین کا ذوق ہے
سرورِ دل و نورِ چشمِ رسولؐ
وہ سادات کی مایۂ افتخار
وہ تصویرِ حُسن و جمالِ رسولؐ
بتولؓ اُنکی سردار ہین بےگمان
دعا کر مؤلف کے حق مین رقم

مرے دوست مولانا احمد حسن
محقق ہین وہ علمِ منقول مین
وہ خامہ ہے اُنکا جسنے نظم
یہ تصنیف ہے اُنکی پیشِ نظر
وہ بنتِ نبیؐ فاطمہؓ نامدار
وہ بنتِ نبیؐ زوجۂ مرتضیٰؓ
حضورِ نبیؐ کا یہ ارشاد ہے
صراحت ہے اسکی حدیثون مین صاف
الٰہی اُنھین شاد رکھنا مدام

تقدس مآب و وحیدِ زمن
مدقق ہین وہ فہمِ معقول مین
کیے جسنے افضال بہر رقم
جو توصیفِ بنتِ شہِ بحر و بر
وہ محبوبۂ خاص پروردگار
گُلِ دینِ حق بلبلِ مصطفیٰؐ
وہ ارشاد یہ فیض بنیاد ہے
محقق نہین اسکے کوئی خلاف
طفیلِ محمد علیہ السلام

تمام شد بفضل اللہ العلی العظیم

[illegible] ۱۳۲۱ھ

Presented by www.ziaraat.com